آفاقی بات

مصنف

محمد شکور شاکر نمانا

حقوق وضوابط محفوظ

کتاب کانام:	آفاقی بات
مصنف:	محمد شکور شاکر نمانا
کمپوزنگ:	ندیم عباس سموں
تالیف وترتیب:	عائشہ زادی راؤ
پروف ریڈنگ:	امداد علی شاہ
ناشر:	مومل صبا کامران رانا
مددگار:	محترم جناب نورانی سائیں
قیمت:	صدقہ جاریہ سداں جاریہ
رقم:	ہدیہ دُعا کا

ملنے کا پتہ

فقراء درگاہ عالیہ مرشد پاک بابا نمانو سائیں صوفی قادری قلندر

امن پور شریف جلال گھوٹکی سندھ

فون: 0723681722، موبائل: 03005207923

Email: rao_awais@ymail.com

www.rrgroup.com.pk, www.bhs-suk.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اوّل

مقدمہ فقیر کا

فہرست

از طرف آستانہ

امن پور گھوٹکی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اُمت کے مالک اور مالکِ کائنات کے ادب سے اسلام کو قبلہ سمجھ کر آپ کو کعبہ سے بڑھ کر طواف کرتا ہوں آپ کے نام کی ذات کو جُھک کر سلام کرتا ہوں، پیار کا آپ کا دیا پیالہ پیا ہے، اس لیے محبت سے محمدؐ اہم ہمارا احمدؐ ہے اس لیے جھک کر ادب سے عرض گذارش ہے کہ آج جو اسلام لوگ بتارہے ہیں وہ ہے یا کچھ اور ہے اسلام کچھ اور تھا۔ میری عاجزانہ گذارش ہے یہ واضح آپ اشارہ کریں جو ہم سمجھ سکیں اس بہانے رخ رخسار کا دیدار ہو جائے گا اور میں چہرہ اقدس کے دیدار سے مستفید ہو جاؤں۔

آپ کا ادنیٰ اُمتی

آپ کے سامنے بے نام

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط

طالب نمانو کے اے بَنداءِ عاجز میری شریعت پر عمل وہ اسلام ہے جو کہ قرآن میں حکم الٰہی ہے اور جو شخص بھی میری حدیث میری شریعت میرا طریقہ اپنالے گا تو وہ میرا اُمّتی ہو جائے گا۔ تم میں سے اگر کوئی میرے دیدار کا طالب ہو تو میری حدیث کے ہر ایک لفظ سے محبت کرے تو وہ ہی دیدار کرے گا اور اس کا ہی فائدہ ہو گا اے عاجز بندہ باقی توں بڑا خوش قسمت ہے تجھے ہم نے اللہ سے سفارش کر کے حضرت واحد بخش نمانو سائیں دیا ہے حدیث ان سے پوچھ قرآن کا بھی اُن سے پوچھ اگر نمانو سائیں کے لیے پوچھنا ہو تو مجھ سے پوچھ۔

سورۃ آل عمران کا ترجمہ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الم ﴿۱﴾ خدا (جو معبود برحق ہے) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہمیشہ زندہ رہنے والا ﴿۲﴾ اس نے (اے محمد ﷺ) تم پر سچی کتاب نازل کی جو پہلی (آسمانی) کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اسی نے تورات اور انجیل نازل کی ﴿۳﴾ (یعنی) لوگوں کی ہدایت کے لیے پہلے (تورات اور انجیل اتاری) اور (پھر قرآن جو حق اور باطل کو) الگ الگ کر دینے والا (ہے) نازل کیا جو لوگ خدا کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ان کو سخت عذاب ہوگا اور خدا زبردست (اور) بدلہ لینے والا ہے ﴿۴﴾ خدا (ایسا خبیر و بصیر ہے کہ) کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں ﴿۵﴾ وہی تو ہے جو (ماں کے پیٹ میں) جیسی چاہتا ہے تمہاری صورتیں بناتا ہے اس غالب حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ﴿۶﴾ وہی تو ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی جس کی بعض آیتیں محکم ہیں (اور) وہی اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ ہیں تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کا اتباع کرتے ہیں تاکہ فتنہ برپا کریں اور مراد اصلی کا پتہ لگائیں حالانکہ مراد اصلی خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو لوگ علم میں دست گاہ کامل رکھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لائے یہ سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو عقل مند ہی قبول کرتے ہیں ﴿۷﴾ اے پروردگار جب تو نے ہمیں ہدایت بخشی ہے تو اس کے بعد ہمارے دلوں میں کجی نہ پیدا کر دیجیو اور ہمیں اپنے ہاں سے نعمت عطا فرما تو تو بڑا عطا فرمانے والا ہے ﴿۸﴾ اے پروردگار! تو اس روز جس (کے آنے) میں کچھ بھی شک نہیں سب لوگوں کو (اپنے حضور میں) جمع کر لے گا بے شک خدا خلاف وعدہ نہیں کرتا ﴿۹﴾ جو لوگ کافر ہوئے (اس دن) نہ تو ان کا مال ہی خدا (کے عذاب) سے ان کو بچا سکے گا اور نہ ان کی اولاد ہی (کچھ کام آئے گی) اور یہ لوگ آتش (جہنم) کا ایندھن ہوں گے ﴿۱۰﴾ ان کا حال بھی فرعونیوں اور ان سے پہلے لوگوں کا سا ہوگا جنہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی تھی تو خدا نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب (عذاب میں) پکڑ لیا تھا اور خدا سخت عذاب کرنے والا ہے ﴿۱۱﴾ (اے پیغمبر) کافروں سے کہدو کہ تم (دنیا میں بھی) عنقریب مغلوب ہو جاؤ گے اور (آخرت میں) جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے اور وہ بری جگہ ہے ﴿۱۲﴾ تمہارے لیے دو گروہوں میں جو (جنگ بدر کے دن) آپس میں بھڑ گئے (قدرت خدا کی عظیم الشان) نشانی تھی ایک گروہ (مسلمانوں کا تھا وہ) خدا کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا گروہ (کافروں کا تھا وہ) ان کو اپنی آنکھوں سے اپنے سے دگنا مشاہدہ کر رہا تھا اور خدا اپنی نصرت سے جس کو چاہتا ہے مدد دیتا ہے جو اہل بصارت ہیں ان کے لیے اس (واقعے) میں بڑی عبرت ہے ﴿۱۳﴾ لوگوں کو ان کی خواہشوں کی چیزیں یعنی عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر اور نشان لگے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی بڑی زینت دار معلوم ہوتی ہیں (مگر) یہ سب دنیا ہی کی زندگی کے سامان ہیں اور خدا کے پاس بہت اچھا ٹھکانا ہے ﴿۱۴﴾ (اے پیغمبر ان سے) کہو کہ بھلا میں تم کو ایسی چیز بتاؤں جو ان چیزوں سے کہیں اچھی ہو (سنو) جو لوگ پرہیز گار ہیں ان کے لیے خدا کے ہاں باغات (بہشت) ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ عورتیں ہیں اور (سب سے بڑھ کر) خدا کی خوشنودی اور خدا (اپنے نیک) بندوں کو دیکھ رہا ہے ﴿۱۵﴾ جو خدا سے التجا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو ہم کو ہمارے گناہ معاف فرما اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ ﴿۱۶﴾ یہ وہ لوگ ہیں جو (مشکلات میں) صبر کرتے اور سچ بولتے اور عبادت میں لگے رہتے اور (راہ خدا میں) خرچ کرتے اور اوقات سحر میں گناہوں کی معافی مانگا کرتے ہیں ﴿۱۷﴾ خدا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور علم والے لوگ جو انصاف پر قائم ہیں وہ بھی (گواہی دیتے ہیں کہ) اس غالب حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ﴿۱۸﴾ دین

تو خدا کے نزدیک اسلام ہے اور اہل کتاب نے جو (اس دین سے) اختلاف کیا تو علم ہونے کے بعد آپس کی ضد سے کیا اور جو شخص خدا کی آیتوں کو نہ مانے تو خدا جلد حساب لینے والا (اور سزا دینے والا) ہے ﴿۱۹﴾ اے پیغمبر اگر یہ لوگ تم سے جھگڑنے لگیں تو کہنا کہ میں اور میرے پیرو تو خدا کے فرمانبردار ہو چکے اور اہل کتاب اور ان پڑھ لوگوں سے کہو کہ کیا تم بھی (خدا کے فرمانبردار بنتے ہو) اور اسلام لاتے ہو؟ اگر یہ لوگ اسلام لے آئیں تو بے شک ہدایت پالیں اور اگر (تمہارا کہا) نہ مانیں تو تمہارا کام صرف خدا کا پیغام پہنچا دینا ہے اور خدا (اپنے) بندوں کو دیکھ رہا ہے ﴿۲۰﴾ جو لوگ خدا کی آیتوں کو نہیں مانتے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے رہے ہیں اور جو انصاف (کرنے) کا حکم دیتے ہیں انہیں بھی مار ڈالتے ہیں ان کو دکھ دینے والے عذاب کی خوشخبری سنا دو ﴿۲۱﴾ یہ ایسے لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں برباد ہیں اور ان کا کوئی مددگار نہیں (ہوگا) ﴿۲۲﴾ بھلا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب (خدا یعنی تورات سے) بہرہ دیا گیا اور وہ (اس) کتاب اللہ کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ وہ (ان کے تنازعات کا) ان میں فیصلہ کردے تو ایک فریق ان میں سے کج ادائی کے ساتھ منہ پھیر لیتا ہے ﴿۲۳﴾ یہ اس لیے کہ یہ اس بات کے قائل ہیں کہ (دوزخ کی) آگ ہمیں چند روز کے سوا چھو ہی نہیں سکے گی اور جو کچھ یہ دین کے بارے میں بہتان باندھتے رہے ہیں اس نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے ﴿۲۴﴾ تو اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ان کو جمع کریں گے (یعنی) اس روز جس (کے آنے) میں کچھ بھی شک نہیں اور ہر نفس اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ پائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا ﴿۲۵﴾ کہو کہ اے خدا (اے) بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے ﴿۲۶﴾ تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا اور تو ہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا کرتا ہے اور تو ہی جس کو چاہتا ہے بے شمار رزق بخشتا ہے ﴿۲۷﴾ مؤمنوں کو چاہئے کہ مؤمنوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا اس سے خدا کا کچھ (عہد) نہیں ہاں اگر اس طریق سے تم ان (کے شر) سے بچاؤ کی صورت پیدا کرو (تو مضائقہ نہیں) اور خدا تم کو اپنے (غضب) سے ڈراتا ہے اور خدا ہی کی طرف (تم کو) لوٹ کر جانا ہے ﴿۲۸﴾ (اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ کوئی بات تم اپنے دلوں میں مخفی رکھو یا اسے ظاہر کرو خدا اس کو جانتا ہے اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اس کو سب کی خبر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ﴿۲۹﴾ جس دن ہر شخص اپنے اعمال کی نیکی کو موجود پالے گا اور ان کی برائی کو بھی (دیکھ لے گا) تو آرزو کرے گا کہ اے کاش اس میں اور اس برائی میں دور کی مسافت ہو جاتی اور خدا تم کو اپنے (غضب) سے ڈراتا ہے اور خدا اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے ﴿۳۰﴾ (اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے ﴿۳۱﴾ کہہ دو کہ خدا اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر نہ مانیں تو خدا بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا ﴿۳۲﴾ خدا نے آدم اور نوح اور خاندان ابراہیم اور خاندان عمران کو تمام جہان کے لوگوں میں منتخب فرمایا تھا ﴿۳۳﴾ ان میں سے بعض بعض کی اولاد تھے اور خدا سننے والا (اور) جاننے والا ہے ﴿۳۴﴾ (وہ وقت یاد کرنے کے لائق ہے) جب عمران کی بیوی نے کہا کہ اے پروردگار جو (بچہ) میرے پیٹ میں ہے میں اس کو تیری نذر کرتی ہوں اسے دنیا کے کاموں سے آزاد رکھوں گی تو (اسے) میری طرف سے قبول فرما تو تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے ﴿۳۵﴾ جب ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور جو کچھ ان کے ہاں پیدا ہوا تھا خدا کو خوب معلوم تھا تو کہنے لگیں کہ پروردگار! میرے تو لڑکی ہوئی ہے اور (نذر کے لیے) لڑکا (موزوں تھا کہ وہ) لڑکی کی طرح (ناتواں) نہیں ہوتا اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں ﴿۳۶﴾ تو پروردگار نے اس کو پسندیدگی کے ساتھ قبول فرمایا اور اسے اچھی طرح پرورش کیا اور زکریا کو اس کا متکفل بنایا زکریا جب کبھی عبادت گاہ میں اس کے

پاس جاتے تو اس کے پاس کھانا پاتے (یہ کیفیت دیکھ کر ایک دن مریم سے) پوچھنے لگے کہ مریم یہ کھانا تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے وہ بولیں خدا کے ہاں سے (آتا ہے) بیشک خدا جسے چاہتا ہے بے شمار رزق دیتا ہے ﴿۳۷﴾ اس وقت زکریا نے اپنے پروردگار سے دعا کی (اور) کہا کہ پروردگار مجھے اپنی جناب سے اولاد صالح عطا فرما تو بے شک دعا سننے (اور قبول کرنے) والا ہے ﴿۳۸﴾ وہ ابھی عبادت گاہ میں کھڑے نماز ہی پڑھ رہے تھے کہ فرشتوں نے آواز دی کہ (زکریا) خدا تمہیں یحییٰ کی بشارت دیتا ہے جو خدا کے فیض یعنی (عیسیٰ) کی تصدیق کریں گے اور سردار ہوں گے اور عورتوں سے رغبت نہ رکھنے والے اور (خدا کے) پیغمبر (یعنی) نیکوکاروں میں ہوں گے ﴿۳۹﴾ زکریا نے کہا اے پروردگار میرے ہاں لڑکا کیونکر پیدا ہو گا کہ میں تو بڈھا ہو گیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے خدا نے فرمایا اسی طرح خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے ﴿۴۰﴾ زکریا نے کہا کہ پروردگار (میرے لیے) کوئی نشانی مقرر فرما خدا نے فرمایا نشانی یہ ہے کہ تم لوگوں سے تین دن اشارے کے سوا بات نہ کر سکو گے تو (ان دنوں میں) اپنے پروردگار کی کثرت سے یاد اور صبح و شام اس کی تسبیح کرنا ﴿۴۱﴾ اور جب فرشتوں نے (مریم سے) کہا کہ مریم! خدا نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور پاک بنایا ہے اور جہان کی عورتوں میں منتخب کیا ہے ﴿۴۲﴾ مریم اپنے پروردگار کی فرمانبرداری کرنا اور سجدہ کرنا اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرنا ﴿۴۳﴾ (اے محمد ﷺ) یہ باتیں اخبار غیب میں سے ہیں جو ہم تمہارے پاس بھیجتے ہیں اور جب وہ لوگ اپنے قلم (بطور قرعہ) ڈال رہے تھے کہ مریم کا متکفل کون بنے تو تم ان کے پاس نہیں تھے اور نہ اس وقت ہی ان کے پاس تھے جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے ﴿۴۴﴾ (وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب فرشتوں نے (مریم سے کہا) کہ مریم خدا تم کو اپنی طرف سے ایک فیض کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح (اور مشہور) عیسیٰ ابن مریم ہو گا (اور) جو دنیا اور آخرت میں باآبرو اور (خدا کے) خاصوں میں سے ہو گا ﴿۴۵﴾ اور ماں کی گود میں اور بڑی عمر کا ہو کر (دونوں حالتوں میں) لوگوں سے (یکساں) گفتگو کرے گا اور نیکوکاروں میں ہو گا ﴿۴۶﴾ مریم نے کہا پروردگار میرے ہاں بچہ کیونکر ہو گا کہ کسی انسان نے مجھے ہاتھ تک تو لگایا نہیں فرمایا کہ خدا اسی طرح جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جب وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو ارشاد فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے ﴿۴۷﴾ اور وہ انہیں لکھنا (پڑھنا) اور دانائی اور تورات اور انجیل سکھائے گا ﴿۴۸﴾ اور (عیسیٰ) بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر (ہو کر جائیں گے اور کہیں گے) کہ میں تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں وہ یہ کہ تمہارے سامنے مٹی کی مورت بشکل پرند بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ خدا کے حکم سے (سچ مچ) جانور ہو جاتا ہے اور اندھے اور ابرص کو تندرست کر دیتا ہوں اور خدا کے حکم سے مردے میں جان ڈال دیتا ہوں اور جو کچھ تم کھا کر آتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو سب تم کو بتا دیتا ہوں اگر تم صاحب ایمان ہو تو ان باتوں میں تمہارے لیے (قدرت خدا کی) نشانی ہے ﴿۴۹﴾ اور مجھ سے پہلے جو تورات (نازل ہوئی) تھی اس کی تصدیق بھی کرتا ہوں اور (میں) اس لیے بھی (آیا ہوں) کہ بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں ان کو تمہارے لیے حلال کر دوں اور میں تو تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو ﴿۵۰﴾ کچھ شک نہیں کہ خدا ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا رستہ ہے ﴿۵۱﴾ جب عیسیٰؑ نے ان کی طرف سے نافرمانی اور (نیت قتل) دیکھی تو کہنے لگے کہ کوئی ہے جو خدا کا طرف دار اور میرا مددگار ہو حواری بولے کہ ہم خدا کے (طرفدار اور آپ کے) مددگار ہیں ہم خدا پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم فرمانبردار ہیں ﴿۵۲﴾ اے پروردگار جو (کتاب) تو نے نازل فرمائی ہے ہم اس پر ایمان لے آئے اور (تیرے) پیغمبر کے متبع ہو چکے تو ہم کو ماننے والوں میں لکھ رکھ ﴿۵۳﴾ اور وہ (یعنی یہود قتل عیسیٰ کے بارے میں ایک) چال چلے اور خدا بھی (عیسیٰ کو بچانے کے لیے) چال چلا اور خدا خوب چال چلنے والا ہے ﴿۵۴﴾ اس وقت خدا نے فرمایا کہ عیسیٰ! میں تمہاری دنیا میں رہنے کی مدت پوری کر کے تم کو اپنی طرف اٹھا لوں گا اور تمہیں کافروں (کی صحبت) سے پاک کر دوں گا اور جو لوگ تمہاری پیروی کریں گے ان کو کافروں پر قیامت تک فائق

(وغالب) رکھوں گا پھر تم سب میرے پاس لوٹ کر آؤ گے تو جن باتوں میں تم اختلاف کرتے تھے اس دن تم میں ان کا فیصلہ کر دوں گا ﴿۵۵﴾ یعنی جو کافر ہوئے ان کو دنیا اور آخرت (دونوں) میں سخت عذاب دوں گا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا ﴿۵۶﴾ اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو خدا پورا پورا صلہ دے گا اور خدا ظالموں کو دوست نہیں رکھتا ﴿۵۷﴾ (اے محمد ﷺ) یہ ہم تم کو (خدا کی) آیتیں اور حکمت بھری نصیحتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں ﴿۵۸﴾ عیسیٰ کا حال خدا کے نزدیک آدم کا سا ہے کہ اس نے (پہلے) مٹی سے ان کا قالب بنایا پھر فرمایا کہ (انسان) ہو جا تو وہ (انسان) ہو گئے ﴿۵۹﴾ (یہ بات) تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے تو تم ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہونا ﴿۶۰﴾ پھر اگر یہ لوگ عیسیٰ کے بارے میں تم سے جھگڑا کریں اور تم کو حقیقت الحال تو معلوم ہو ہی چلی ہے تو ان سے کہنا کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بلاؤ اور ہم خود بھی آئیں اور تم خود بھی آؤ پھر دونوں فریق (خدا سے) دعا و التجا کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت بھیجیں ﴿۶۱﴾ یہ تمام بیانات صحیح ہیں اور خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک خدا غالب اور صاحبِ حکمت ہے ﴿۶۲﴾ تو اگر یہ لوگ پھر جائیں تو خدا مفسدوں کو خوب جانتا ہے ﴿۶۳﴾ کہہ دو کہ اے اہلِ کتاب جو بات ہمارے اور تمہارے دونوں کے درمیان یکساں (تسلیم کی گئی) ہے اس کی طرف آؤ وہ یہ کہ خدا کے سوا ہم کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کے سوا اپنا کارساز نہ سمجھے اگر یہ لوگ (اس بات کو) نہ مانیں تو (ان سے) کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم (خدا کے) فرماں بردار ہیں ﴿۶۴﴾ اے اہلِ کتاب تم ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ تورات اور انجیل ان کے بعد اتری ہیں (اور وہ پہلے ہو چکے ہیں) تو کیا تم عقل نہیں رکھتے ﴿۶۵﴾ دیکھو ایسی بات میں تو تم نے جھگڑا کیا ہی تھا جس کا تمہیں کچھ علم تھا بھی مگر ایسی بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں کچھ بھی علم نہیں اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ﴿۶۶﴾ ابراہیم نہ تو یہودی تھے اور نہ عیسائی بلکہ سب سے بے تعلق ہو کر ایک (خدا) کے ہو رہے تھے اور اسی کے فرماں بردار تھے اور مشرکوں میں نہ تھے ﴿۶۷﴾ ابراہیم سے قرب رکھنے والے تو وہ لوگ ہیں جو ان کی پیروی کرتے ہیں اور پیغمبر (آخر الزمان) اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور خدا مومنوں کا کارساز ہے ﴿۶۸﴾ (اے اہل اسلام) بعضے اہلِ کتاب اس بات کی خواہش رکھتے ہیں کہ تم کو گمراہ کر دیں مگر یہ (تم کو کیا گمراہ کریں گے) اپنے آپ کو ہی گمراہ کر رہے ہیں اور نہیں جانتے ﴿۶۹﴾ اے اہلِ کتاب تم خدا کی آیتوں سے کیوں انکار کرتے ہو اور تم (تورات کو) مانتے تو ہو ﴿۷۰﴾ اے اہلِ کتاب تم سچ کو جھوٹ کے ساتھ خلط ملط کیوں کرتے ہو اور حق کو کیوں چھپاتے ہو اور تم جانتے بھی ہو ﴿۷۱﴾ اور اہلِ کتاب ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ جو (کتاب) مومنوں پر نازل ہوئی ہے اس پر دن کے شروع میں تو ایمان لے آیا کرو اور اس کے آخر میں انکار کر دیا کرو تاکہ وہ (اسلام سے) برگشتہ ہو جائیں ﴿۷۲﴾ اور اپنے دین کے پیرو کے سوا کسی اور کے قائل نہ ہونا (اے پیغمبر) کہہ دو کہ ہدایت تو خدا ہی کی ہدایت ہے (وہ یہ بھی کہتے ہیں) یہ بھی (نہ ماننا) کہ جو چیز تم کو ملی ہے ویسی کسی اور کو ملے گی یا وہ تمہیں خدا کے روبرو قائل معقول کر سکیں گے یہ بھی کہہ دو کہ بزرگی خدا ہی کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور خدا کشائش والا (اور) علم والا ہے ﴿۷۳﴾ وہ اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے ﴿۷۴﴾ اور اہلِ کتاب میں سے کوئی تو ایسا ہے کہ اگر تم اس کے پاس (روپوں کا) ڈھیر امانت رکھ دو تو تم کو (فوراً) واپس دے دے اور کوئی اس طرح کا ہے کہ اگر اس کے پاس ایک دینار بھی امانت رکھو تو جب تک اس کے سر پر ہر وقت کھڑے نہ رہو تمہیں دے ہی نہیں یہ اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ امیوں کے بارے میں ہم سے مواخذہ نہیں ہوگا یہ خدا پر محض جھوٹ بولتے ہیں اور (اس بات کو) جانتے بھی ہیں ﴿۷۵﴾ ہاں جو شخص اپنے اقرار کو پورا کرے اور (خدا سے) ڈرے تو خدا ڈرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ﴿۷۶﴾ جو لوگ خدا کے اقراروں اور اپنی قسموں (کو بیچ ڈالتے ہیں اور ان) کے عوض تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں ان کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں ان سے خدا نہ تو کلام

کرے گا اور نہ قیامت کے روز ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کو دکھ دینے والا عذاب ہو گا ﴿۷۷﴾ اور ان (اہلِ کتاب) میں بعضے ایسے ہیں کہ کتاب (تورات) کو زبان مروڑ مروڑ کر پڑھتے ہیں تاکہ تم سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھتے ہیں کتاب میں سے ہے حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے (نازل ہوا) ہے حالانکہ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہوتا اور خدا پر جھوٹ بولتے ہیں اور (یہ بات) جانتے بھی ہیں ﴿۷۸﴾ کسی آدمی کو شایاں نہیں کہ خدا تو اسے کتاب اور حکومت اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ بلکہ (اس کو یہ کہنا سزاوار ہے کہ اے اہلِ کتاب) تم (علمائے) ربانی ہو جاؤ کیونکہ تم کتابِ (خدا) پڑھتے پڑھاتے رہتے ہو ﴿۷۹﴾ اور اس کو یہ بھی نہیں کہنا چاہیے کہ تم فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا بنالو بھلا جب تم مسلمان ہو چکے تو کیا اسے زیبا ہے کہ تمہیں کافر ہونے کو کہے ﴿۸۰﴾ اور جب خدا نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تمھیں ضرور اس پر ایمان لانا ہو گا اور ضرور اس کی مدد کرنی ہو گی اور (عہد لینے کے بعد) پوچھا کہ بھلا تم نے اقرار کیا اور اس اقرار پر میرا ذمہ لیا (یعنی مجھے ضامن ٹھہرایا) انہوں نے کہا (ہاں) ہم نے اقرار کیا (خدا نے) فرمایا کہ تم (اس عہد وپیمان کے) گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں ﴿۸۱﴾ تو جو اس کے بعد پھر جائیں وہ بدکردار ہیں ﴿۸۲﴾ کیا یہ (کافر) خدا کے دین کے سوا کسی اور دین کے طالب ہیں حالانکہ سب اہلِ آسمان و زمین خوشی یا زبردستی سے خدا کے فرماں بردار ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ﴿۸۳﴾ کہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے اور جو کتاب ہم پر نازل ہوئی اور جو صحیفے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر اترے اور جو کتابیں موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے انبیاء کو پروردگار کی طرف سے ملیں سب پر ایمان لائے ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اسی (خدائے واحد) کے فرماں بردار ہیں ﴿۸۴﴾ اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہو گا وہ اس سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہو گا ﴿۸۵﴾ خدا ایسے لوگوں کو کیونکر ہدایت دے جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے اور (پہلے) اس بات کی گواہی دے چکے کہ یہ پیغمبر برحق ہے اور ان کے پاس دلائل بھی آگئے اور خدا بے انصافوں کو ہدایت نہیں دیتا ﴿۸۶﴾ ان لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر خدا کی اور فرشتوں کی اور انسانوں کی سب کی لعنت ہو ﴿۸۷﴾ ہمیشہ اس لعنت میں (گرفتار) رہیں گے ان سے نہ تو عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی ﴿۸۸﴾ ہاں جنہوں نے اس کے بعد توبہ کی اور اپنی حالت درست کر لی تو خدا بخشنے والا مہربان ہے ﴿۸۹﴾ جو لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے گئے ایسوں کی توبہ ہر گز قبول نہ ہو گی اور یہ لوگ گمراہ ہیں ﴿۹۰﴾ جو لوگ کافر ہوئے اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے وہ اگر (نجات حاصل کرنی چاہیں اور) بدلے میں زمین بھر کر سونا دیں تو ہر گز قبول نہ کیا جائے گا ان لوگوں کو دکھ دینے والا عذاب ہو گا اور ان کی کوئی مدد نہیں کرے گا ﴿۹۱﴾ (مومنو!) جب تک تم ان چیزوں میں سے جو تمھیں عزیز ہیں (راہِ خدا میں) صرف نہ کرو گے کبھی نیکی حاصل نہ کر سکو گے اور جو چیز تم صرف کرو گے خدا اس کو جانتا ہے ﴿۹۲﴾ بنی اسرائیل کے لیے (تورات کے نازل ہونے سے) پہلے کھانے کی تمام چیزیں حلال تھیں بجز ان کے جو یعقوب نے خود اپنے اوپر حرام کر لی تھیں کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو تورات لاؤ اور اسے پڑھو (یعنی دلیل پیش کرو) ﴿۹۳﴾ جو اس کے بعد بھی خدا پر جھوٹے افترا کریں تو ایسے لوگ ہی بے انصاف ہیں ﴿۹۴﴾ کہہ دو کہ خدا نے سچ فرمایا دیا پس دین ابراہیم کی پیروی کرو جو سب سے بے تعلق ہو کر ایک (خدا) کے ہو رہے تھے اور مشرکوں سے نہ تھے ﴿۹۵﴾ پہلا گھر جو لوگوں (کے عبادت کرنے) کے لیے مقرر کیا گیا تھا وہی ہے جو مکے میں ہے بابرکت اور جہاں کے لیے موجبِ ہدایت ﴿۹۶﴾ اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں جن میں سے ایک ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے جو شخص اس (مبارک) گھر میں داخل ہوا اس نے امن پا لیا اور لوگوں پر خدا کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کا مقدور رکھے وہ اس کا حج کرے اور

جو اس حکم کی تعمیل نہ کرے گا تو خدا بھی اہلِ عالم سے بے نیاز ہے ﴿۹۷﴾ کہو کہ اہلِ کتاب! تم خدا کی آیتوں سے کیوں کفر کرتے ہو اور خدا تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے ﴿۹۸﴾ کہو کہ اہلِ کتاب تم مومنوں کو خدا کے رستے سے کیوں روکتے ہو اور باوجود یہ کہ تم اس سے واقف ہو اس میں کجی نکالتے ہو اور خدا تمھارے کاموں سے بے خبر نہیں ﴿۹۹﴾ مومنو! اگر تم اہلِ کتاب کے کسی فریق کا کہامان لوگے تو وہ تمھیں ایمان لانے کے بعد کافر بنا دیں گے ﴿۱۰۰﴾ اور تم کیونکر کفر کروگے جبکہ تم کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور تم میں اس کے پیغمبر موجود ہیں اور جس نے خدا (کی ہدایت کی رسی) کو مضبوط پکڑ لیا وہ سیدھے رستے لگ گیا ﴿۱۰۱﴾ مومنو! خدا سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا ﴿۱۰۲﴾ اور سب مل کر خدا کی (ہدایت کی رسی) کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا اور خدا کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہوگئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو خدا نے تم کو اس سے بچا لیا اس طرح خدا تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ ﴿۱۰۳﴾ اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں ﴿۱۰۴﴾ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہوگئے اور احکام بین آنے کے بعد ایک دوسرے سے (خلاف و) اختلاف کرنے لگے یہ وہ لوگ ہیں جن کو قیامت کے دن بڑا عذاب ہوگا ﴿۱۰۵﴾ جس دن بہت سے منہ سفید ہوں گے اور بہت سے منہ سیاہ تو جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوں گے (ان سے خدا فرمائے گا) کیا تم ایمان لا کر کافر ہوگئے تھے؟ سو (اب) اس کفر کے بدلے عذاب (کے مزے) چکھو ﴿۱۰۶﴾ اور جن لوگوں کے منہ سفید ہوں گے وہ خدا کی رحمت (کے باغوں) میں ہوں گے اور ان میں ہمیشہ رہیں گے ﴿۱۰۷﴾ یہ خدا کی آیتیں ہیں جو ہم تم کو صحت کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں اور خدا اہلِ عالم پر ظلم نہیں کرنا چاہتا ﴿۱۰۸﴾ اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے اور سب کاموں کا رجوع (اور انجام) خدا ہی کی طرف ہے ﴿۱۰۹﴾ (مومنو) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہلِ کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے لیے بہت اچھا ہوتا ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں (لیکن تھوڑے) اور اکثر نافرمان ہیں ﴿۱۱۰﴾ اور یہ تمہیں خفیف سی تکلیف کے سوا کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور اگر تم سے لڑیں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے پھر ان کو مدد بھی (کہیں سے) نہیں ملے گی ﴿۱۱۱﴾ یہ جہاں نظر آئیں گے ذلت (کو دیکھوگے کہ) ان سے چمٹ رہی ہے بجز اس کے کہ یہ خدا اور (مسلمان) لوگوں کی پناہ میں آجائیں اور یہ لوگ خدا کے غضب میں گرفتار ہیں اور ناداری ان سے لپٹ رہی ہے یہ اس لیے کہ خدا کی آیتوں سے انکار کرتے تھے اور (اس کے) پیغمبروں کو ناحق قتل کر دیتے تھے یہ اس لیے کہ یہ نافرمانی کیے جاتے اور حد سے بڑھے جاتے تھے ﴿۱۱۲﴾ یہ بھی سب ایک جیسے نہیں ہیں ان اہلِ کتاب میں کچھ لوگ (حکمِ خدا پر) قائم بھی ہیں جو رات کے وقت خدا کی آیتیں پڑھتے اور (اس کے آگے) سجدہ کرتے ہیں ﴿۱۱۳﴾ (اور) خدا پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے اور اچھے کام کرنے کو کہتے اور بری باتوں سے منع کرتے اور نیکیوں پر لپکتے ہیں اور یہی لوگ نیکوکار ہیں ﴿۱۱۴﴾ اور یہ جس طرح کی نیکی کریں گے اس کی ناقدری نہیں کی جائے گی اور خدا پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے ﴿۱۱۵﴾ جو لوگ کافر ہیں ان کے مال اور اولاد خدا کے غضب کو ہرگز نہیں ٹال سکیں گے اور یہ لوگ اہلِ دوزخ ہیں کہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے ﴿۱۱۶﴾ یہ جو مال دنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں اس کی مثال ہوا کی سی ہے جس میں سخت سردی ہو اور وہ ایسے لوگوں کی کھیتی پر جو اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے چلے اور اسے تباہ کر دے اور خدا نے ان پر کچھ ظلم نہیں کیا بلکہ یہ خود اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں ﴿۱۱۷﴾ مومنو! کسی غیر (مذہب کے آدمی) کو اپنا رازداں نہ بنانا یہ لوگ تمہاری خرابی اور (فتنہ انگیزی کرنے) میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ (جس طرح ہو)

تمہیں تکلیف پہنچے ان کی زبانوں سے تو دشمنی ظاہر ہو ہی چکی ہے اور جو (کینے) ان کے سینوں میں مخفی ہیں وہ کہیں زیادہ ہیں اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم نے تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سنا دی ہیں ﴿۱۱۸﴾ دیکھو تم ایسے (صاف دل) لوگ ہو کہ ان لوگوں سے دوستی رکھتے ہو حالانکہ وہ تم سے دوستی نہیں رکھتے اور تم سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو (اور وہ تمہاری کتاب کو نہیں مانتے) اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اور جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر غصے کے سبب انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں (ان سے) کہہ دو کہ (بدبختو) غصے میں مر جاؤ خدا تمہارے دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے ﴿۱۱۹﴾ اگر تمہیں آسودگی حاصل ہو تو ان کو بری لگتی ہے اور اگر رنج پہنچے تو خوش ہوتے ہیں اور اگر تم تکلیفوں کی برداشت اور (ان سے) کنارہ کشی کرتے رہو گے تو ان کا فریب تمہیں کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکے گا یہ جو کچھ کرتے ہیں خدا اس پر احاطہ کیے ہوئے ہے ﴿۱۲۰﴾ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب تم صبح کو اپنے گھر روانہ ہو کر ایمان والوں کو لڑائی کے لیے مورچوں پر (موقع بہ موقع) متعین کرنے لگے اور خدا سب کچھ سنتا اور جانتا ہے ﴿۱۲۱﴾ اس وقت تم میں سے دو جماعتوں نے جی چھوڑ دینا چاہا مگر خدا ان کا مددگار تھا اور مومنوں کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے ﴿۱۲۲﴾ اور خدا نے جنگِ بدر میں بھی تمہاری مدد کی تھی اور اس وقت بھی تم بے سروسامان تھے پس خدا سے ڈرو (اور ان احسانوں کو یاد کرو) تاکہ شکر کرو ﴿۱۲۳﴾ جب تم مومنوں سے یہ کہہ (کر ان کے دل بڑھا) رہے تھے کہ کیا یہ کافی نہیں کہ پروردگار تین ہزار فرشتے نازل کر کے تمہیں مدد دے ﴿۱۲۴﴾ ہاں اگر تم دل کو مضبوط رکھو اور (خدا سے) ڈرتے رہو اور کافر تم پر جوش کے ساتھ دفعتہً حملہ کر دیں تو پروردگار پانچ ہزار فرشتے جن پر نشان ہوں گے تمہاری مدد کو بھیجے گا ﴿۱۲۵﴾ اور اس مدد کو خدا نے تمہارے لیے (ذریعۂ) بشارت بنایا یعنی اس لیے کہ تمہارے دلوں کو اس سے تسلی حاصل ہو ورنہ مدد تو خدا ہی کی ہے جو غالب (اور) حکمت والا ہے ﴿۱۲۶﴾ (یہ خدا نے) اس لیے (کیا) کہ کافروں کی ایک جماعت کو ہلاک یا انہیں ذلیل و مغلوب کر دے کہ (جیسے آئے تھے ویسے ہی) ناکام واپس جائیں ﴿۱۲۷﴾ (اے پیغمبر) اس کام میں تمہارا کچھ اختیار نہیں (اب دو صورتیں ہیں) یا خدا انکے حال پر مہربانی کرے یا انہیں عذاب دے کہ یہ ظالم لوگ ہیں ﴿۱۲۸﴾ اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے وہ جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے عذاب کرے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے ﴿۱۲۹﴾ اے ایمان والو! دگنا چوگنا سود نہ کھاؤ اور خدا سے ڈرو تاکہ نجات حاصل کرو ﴿۱۳۰﴾ اور (دوزخ کی) آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے ﴿۱۳۱﴾ اور خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحمت کی جائے ﴿۱۳۲﴾ اپنے پروردگار کی بخشش اور بہشت کی طرف لپکو جس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے اور جو (خدا سے) ڈرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے ﴿۱۳۳﴾ جو آسودگی اور تنگی میں (اپنا مال خدا کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور غصے کو روکتے اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں اور خدا نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے ﴿۱۳۴﴾ اور وہ کہ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور برائی کر بیٹھتے ہیں تو خدا کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور خدا کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے؟ اور جان بوجھ کر اپنے افعال پر اڑے نہیں رہتے ﴿۱۳۵﴾ ایسے ہی لوگوں کا صلہ پروردگار کی طرف سے بخشش اور باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (اور) وہ ان میں ہمیشہ بستے رہیں گے اور (اچھے) کام کرنے والوں کا بدلہ بہت اچھا ہے ﴿۱۳۶﴾ تم لوگوں سے پہلے بھی بہت سے واقعات گزر چکے ہیں تو تم زمین کی سیر کر کے دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا ﴿۱۳۷﴾ یہ (قرآن) لوگوں کے لیے بیان صریح اور اہلِ تقویٰ کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے ﴿۱۳۸﴾ اور (دیکھو) بے دل نہ ہونا اور نہ کسی طرح کا غم کرنا اگر تم مومن (صادق) ہو تو تم ہی غالب رہو گے ﴿۱۳۹﴾ اگر تمہیں زخم (شکست) لگا ہے تو ان لوگوں کو بھی ایسا زخم لگ چکا ہے اور یہ دن ہیں کہ ہم ان کو لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں اور اس سے یہ بھی مقصود تھا کہ خدا ایمان والوں کو متمیز کر دے اور تم میں سے گواہ بنائے اور خدا بے انصافوں کو پسند نہیں کرتا ﴿۱۴۰﴾ اور یہ بھی مقصود تھا کہ خدا ایمان والوں کو خالص (مومن) بنا دے اور کافروں کو نابود

کر دے ﴿۱۴۱﴾ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ (بے آزمائش) بہشت میں جا داخل ہو گے حالانکہ ابھی خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو تو اچھی طرح معلوم کیا ہی نہیں اور (یہ بھی مقصود ہے) کہ وہ ثابت قدم رہنے والوں کو معلوم کرے ﴿۱۴۲﴾ اور تم موت (شہادت) کے آنے سے پہلے اس کی تمنا کیا کرتے تھے سو تم نے اس کو آنکھوں سے دیکھ لیا ﴿۱۴۳﴾ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو صرف (خدا کے) پیغمبر ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گزرے ہیں بھلا اگر یہ مر جائیں یا مارے جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ؟ (یعنی مرتد ہو جاؤ؟) اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا تو خدا کا کچھ نقصان نہ کر سکے گا اور خدا شکر گزاروں کو (بڑا) ثواب دے گا ﴿۱۴۴﴾ اور کسی شخص میں طاقت نہیں کہ خدا کے حکم کے بغیر مر جائے (اس نے موت کا) وقت مقرر کر کے لکھ رکھا ہے اور جو شخص دنیا میں (اپنے اعمال کا) بدلہ چاہے اس کو ہم یہیں بدلہ دے دیں گے اور جو آخرت میں طالبِ ثواب ہو اس کو وہاں اجر عطا کریں گے اور ہم شکر گزاروں کو عنقریب (بہت اچھا) صلہ دیں گے ﴿۱۴۵﴾ اور بہت سے نبی ہوئے ہیں جن کے ساتھ ہو کر اکثر اہل اللہ (خدا کے دشمنوں سے) لڑے ہیں تو جو مصیبتیں ان پر راہِ خدا میں واقع ہوئیں ان کے سبب انہوں نے نہ تو ہمت ہاری اور نہ بزدلی کی نہ (کافروں سے) دبے اور خدا استقلال رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے ﴿۱۴۶﴾ اور (اس حالت میں) ان کے منہ سے کوئی بات نکلتی ہے تو یہی کہ اے پروردگار ہمارے گناہ اور زیادتیاں جو ہم اپنے کاموں میں کرتے رہے ہیں معاف فرما اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور کافروں پر فتح عنایت فرما ﴿۱۴۷﴾ تو خدا نے ان کو دنیا میں بھی بدلہ دیا اور آخرت میں بھی بہت اچھا بدلہ (دے گا) اور خدا نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے ﴿۱۴۸﴾ مومنو! اگر تم کافروں کا کہا مان لو گے تو وہ تم کو الٹے پاؤں پھیر کر (مرتد کر) دیں گے پھر تم بڑے خسارے میں پڑ جاؤ گے ﴿۱۴۹﴾ (یہ تمہارے مددگار نہیں ہیں) بلکہ خدا تمہارا مددگار ہے اور وہ سب سے بہتر مددگار ہے ﴿۱۵۰﴾ ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں تمہارا رعب بٹھا دیں گے کیونکہ یہ خدا کے ساتھ شرک کرتے ہیں جس کی اس نے کوئی بھی دلیل نازل نہیں کی اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے وہ ظالموں کا بہت بُرا ٹھکانا ہے ﴿۱۵۱﴾ اور خدا نے اپنا وعدہ سچا کر دیا (یعنی) اس وقت جبکہ تم کافروں کو اس کے حکم سے قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ جو تم چاہتے تھے خدا نے تم کو دکھا دیا اس کے بعد تم نے ہمت ہار دی اور حکم (پیغمبر) میں جھگڑا کرنے لگے اور اس کی نافرمانی کی بعض تو تم میں سے دنیا کے خواستگار تھے اور بعض آخرت کے طالب اس وقت خدا نے تم کو ان (کے مقابلے) سے پھیر (کر بھگا) دیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے اور اس نے تمہارا قصور معاف کر دیا اور خدا مومنو پر بڑا فضل کرنے والا ہے ﴿۱۵۲﴾ (وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب تم لوگ دور بھاگے جاتے تھے اور کسی کو پیچھے پھر کر نہیں دیکھتے تھے اور رسول اللہ تم کو تمہارے پیچھے کھڑے بلا رہے تھے تو خدا نے تم کو غم پر غم پہنچایا تاکہ جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہی یا جو مصیبت تم پر واقع ہوئی ہے اس سے تم اندوہ ناک نہ ہو اور خدا تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے ﴿۱۵۳﴾ پھر خدا نے غم ورنج کے بعد تم پر تسلی نازل فرمائی (یعنی) نیند کہ تم میں سے ایک جماعت پر طاری ہو گئی اور کچھ لوگ جن کو جان کے لالے پڑ رہے تھے خدا کے بارے میں ناحق (ایام) کفر کے سے گمان کرتے تھے اور کہتے تھے بھلا ہمارے اختیار کی کچھ بات ہے؟ تم کہہ دو کہ بے شک سب باتیں خدا ہی کے اختیار میں ہیں یہ لوگ (بہت سی باتیں) دلوں میں مخفی رکھتے ہیں جو تم پر ظاہر نہیں کرتے تھے کہتے تھے کہ ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم یہاں قتل ہی نہ کیے جاتے کہہ دو کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی تقدیر میں مارا جانا لکھا تھا وہ اپنی اپنی قتل گاہوں کی طرف ضرور نکل آتے اس سے غرض یہ تھی کہ خدا تمہارے سینوں کی باتوں کو آزمائے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اس کو خالص اور صاف کر دے اور خدا دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے ﴿۱۵۴﴾ جو لوگ تم میں سے (اُحد کے دن) جبکہ (مومنوں اور کافروں کی) دو جماعتیں ایک دوسرے سے گتھ گئیں (جنگ سے) بھاگ گئے تو ان کے بعض افعال کے سبب شیطان نے ان کو پھسلا دیا مگر خدا نے ان کا قصور معاف کر دیا بے شک خدا بخشنے والا اور بردبار ہے ﴿۱۵۵﴾ مومنو! ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو کفر کرتے ہیں اور ان کے

(مسلمان) بھائی جب (خدا کی راہ میں) سفر کریں (اور مر جائیں) یا جہاد کو نکلیں (اور مارے جائیں) تو ان کی نسبت کہتے ہیں کہ اگر وہ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے۔ ان باتوں سے مقصود یہ ہے کہ خدا ان لوگوں کے دلوں میں افسوس پیدا کر دے اور زندگی اور موت تو خدا ہی دیتا ہے اور خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے ﴿۱۵۶﴾ اور اگر تم خدا کے رستے میں مارے جاؤ یا مر جاؤ تو جو (مال و متاع) لوگ جمع کرتے ہیں اس سے خدا کی بخشش اور رحمت کہیں بہتر ہے ﴿۱۵۷﴾ اور اگر تم مر جاؤ یا مارے جاؤ خدا کے حضور میں ضرور اکھٹے کئے جاؤ گے ﴿۱۵۸﴾ (اے محمد ﷺ) خدا کی مہربانی سے تمہاری افتاد مزاج ان لوگوں کے لئے نرم واقع ہوئی ہے۔ اور اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔ تو ان کو معاف کر دو اور ان کے لئے (خدا سے) مغفرت مانگو۔ اور اپنے کاموں میں ان سے مشورت لیا کرو۔ اور جب (کسی کام کا) عزم مصمم کر لو تو خدا پر بھروسا رکھو۔ بے شک خدا بھروسا رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے ﴿۱۵۹﴾ اور خدا تمہارا مددگار ہے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون ہے کہ تمہاری مدد کرے اور مومنوں کو چاہیئے کہ خدا ہی پر بھروسا رکھیں ﴿۱۶۰﴾ اور کبھی نہیں ہو سکتا کہ پیغمبر (خدا) خیانت کریں۔ اور خیانت کرنے والوں کو قیامت کے دن خیانت کی ہوئی چیز (خدا کے روبرو) لا حاضر کرنی ہوگی۔ پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلا دیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی ﴿۱۶۱﴾ بھلا جو شخص خدا کی خوشنودی کا تابع ہو وہ اس شخص کی طرح (مرتکب خیانت) ہو سکتا ہے جو خدا کی ناخوشی میں گرفتار ہو اور جس کا ٹھکانہ دوزخ ہے، اور وہ برا ٹھکانا ہے ﴿۱۶۲﴾ ان لوگوں کے خدا کے ہاں (مختلف اور متفاوت) درجے ہیں اور خدا ان کے سب اعمال کو دیکھ رہا ہے ﴿۱۶۳﴾ خدا نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجے۔ جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور ان کو پاک کرتے اور (خدا کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے ﴿۱۶۴﴾ (بھلا یہ) کیا (بات ہے کہ) جب (اُحد کے دن کافر کے ہاتھ سے) تم پر مصیبت واقع ہوئی حالانکہ (جنگ بدر میں) اس سے دوچند مصیبت تمہارے ہاتھ سے ان پر پڑ چکی ہے تو تم چلا اٹھے کہ (ہائے) آفت (ہم پر) کہاں سے آپڑی کہہ دو کہ یہ تمہاری ہی شامت اعمال ہے (کہ تم نے پیغمبر کے حکم کے خلاف کیا) بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے ﴿۱۶۵﴾ اور جو مصیبت تم پر دونوں جماعتوں کے مقابلے کے دن واقع ہوئی سو خدا کے حکم سے (واقع ہوئی) اور (اس سے) یہ مقصود تھا کہ خدا مومنوں کو اچھی طرح معلوم ﴿۱۶۶﴾ اور منافقوں کو بھی معلوم کر لے اور (جب) ان سے کہا گیا کہ آؤ خدا کے رستے میں جنگ کرو یا (کافروں کے) حملوں کو روکو۔ تو کہنے لگے کہ اگر ہم کو لڑائی کی خبر ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ رہتے یہ اس دن ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے منہ سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہیں۔ اور جو کچھ یہ چھپاتے ہیں خدا ان سے خوب واقف ہے ﴿۱۶۷﴾ یہ خود تو (جنگ سے بچ کر) بیٹھ ہی رہے تھے مگر (جنہوں نے راہ خدا میں جانیں قربان کر دیں) اپنے (ان) بھائیوں کے بارے میں بھی کہتے ہیں کہ اگر ہمارا کہا مانتے تو قتل نہ ہوتے۔ کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو اپنے اوپر سے موت کو ٹال دینا ﴿۱۶۸﴾ جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے ان کو مرے ہوئے نہ سمجھنا (وہ مرے ہوئے نہیں ہیں) بلکہ خدا کے نزدیک زندہ ہیں اور ان کو رزق مل رہا ہے ﴿۱۶۹﴾ جو کچھ خدا نے ان کو اپنے فضل سے بخش رکھا ہے اس میں خوش ہیں۔ اور جو لوگ ان کے پیچھے رہ گئے اور (شہید ہو کر) ان میں شامل نہیں ہو سکے ان کی نسبت خوشیاں منا رہے ہیں کہ (قیامت کے دن) ان کو بھی نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے ﴿۱۷۰﴾ اور خدا کے انعامات اور فضل سے خوش ہو رہے ہیں۔ اور اس سے کہ خدا مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ﴿۱۷۱﴾ جنہوں نے باوجود زخم کھانے کے خدا اور رسول (کے حکم) کو قبول کیا جو لوگ ان میں نیکوکار اور پرہیزگار ہیں ان کے لئے بڑا ثواب ہے ﴿۱۷۲﴾ (جب) ان سے لوگوں نے آکر بیان کیا کہ کفار نے تمہارے (مقابلے کے) لئے لشکر کثیر) جمع کیا ہے تو ان سے ڈرو۔ تو ان کا ایمان اور زیادہ ہو گیا۔ اور کہنے لگے ہم کو خدا کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز

ہے ﴿۱۷۳﴾ پھر وہ خدا کی نعمتوں اور اس کے فضل کے ساتھ (خوش وخرم) واپس آئے ان کو کسی طرح کا ضرر نہ پہنچا۔ اور وہ خدا کی خوشنودی کے تابع رہے۔ اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے ﴿۱۷۴﴾ یہ (خوف دلانے والا) تو شیطان ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے تو اگر تم مومن ہو تو ان سے مت ڈرنا اور مجھ ہی سے ڈرتے رہنا ﴿۱۷۵﴾ اور جو لوگ کفر میں جلدی کرتے ہیں ان (کی وجہ) سے غمگین نہ ہونا۔ یہ خدا کا کچھ نقصان نہیں کر سکتے خدا چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کو کچھ حصہ نہ دے اور ان کے لئے بڑا عذاب تیار ہے ﴿۱۷۶﴾ جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر خریدا وہ خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور ان کو دکھ دینے والا عذاب ہو گا ﴿۱۷۷﴾ اور کافر لوگ یہ نہ خیال کریں کہ ہم جو ان کو مہلت دیئے جاتے ہیں تو یہ ان کے حق میں اچھا ہے۔ (نہیں بلکہ) ہم ان کو اس لئے مہلت دیتے ہیں کہ اور گناہ کرلیں۔ آخر کار ان کو ذلیل کرنے والا عذاب ہو گا ﴿۱۷۸﴾ (لوگو) جب تک خدا ناپاک کو پاک سے الگ نہ کر دے گا مومنوں کو اس حال میں جس میں تم ہو ہر گز نہیں رہنے دے گا۔ اور اللہ تم کو غیب کی باتوں سے بھی مطلع نہیں کرے گا البتہ خدا اپنے پیغمبروں میں سے جسے چاہتا ہے انتخاب کرلیتا ہے۔ تو تم خدا پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر ایمان لاؤ گے اور پرہیز گاری کرو گے تو تم کو اجر عظیم ملے گا ﴿۱۷۹﴾ جو لوگ مال میں جو خدا نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا ہے بخل کرتے ہیں وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں۔ (وہ اچھا نہیں) بلکہ ان کے لئے برا ہے وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا۔ اور آسمانوں اور زمین کا وارث خدا ہی ہے۔ اور جو عمل تم کرتے ہو خدا کو معلوم ہے ﴿۱۸۰﴾ خدا نے ان لوگوں کا قول سن لیا ہے جو کہتے ہیں کہ خدا فقیر ہے۔ اور ہم امیر ہیں۔ یہ جو کہتے ہیں ہم اس کو لکھ لیں گے۔ اور پیغمبروں کو جو یہ ناحق قتل کرتے رہے ہیں اس کو بھی (قلمبند کر رکھیں گے) اور (قیامت کے روز) کہیں گے کہ عذاب (آتش) سوزاں کے مزے چکھتے رہو ﴿۱۸۱﴾ یہ ان کاموں کی سزا ہے جو تمہارے ہاتھ آگے بھیجتے رہے ہیں اور خدا تو بندوں پر مطلق ظلم نہیں کرتا ﴿۱۸۲﴾ جو لوگ کہتے ہی کہ خدا نے ہمیں حکم بھیجا ہے کہ جب تک کوئی پیغمبر ہمارے پاس ایسی نیاز لے کر نہ آئے جس کو آگ آکر کھا جائے تب تک ہم اس پر ایمان نہ لائیں گے (اے پیغمبر ان سے) کہہ دو کہ مجھ سے پہلے کئی پیغمبر تمہارے پاس کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آئے اور وہ (معجزہ) بھی لائے جو تم کہتے ہو تو اگر سچے ہو تو تم نے ان کو قتل کیوں کیا؟ ﴿۱۸۳﴾ پھر اگر یہ لوگ تم کو سچا نہ سمجھیں تو تم سے پہلے بہت سے پیغمبر کھلی ہوئی نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتابیں لے کر آچکے ہیں اور لوگوں نے ان کو بھی سچا نہیں سمجھا ﴿۱۸۴﴾ ہر متنفس کو موت کا مزا چکھنا ہے اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلا دیا جائے گا۔ تو جو شخص آتش جہنم سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچ گیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے ﴿۱۸۵﴾ (اے اہل ایمان) تمہارے مال وجان میں تمہاری آزمائش کی جائے گی۔ اور تم اہل کتاب سے اور ان لوگوں سے جو مشرک ہیں بہت سی ایذا کی باتیں سنو گے۔ اور تو اگر صبر اور پرہیز گاری کرتے رہو گے تو یہ بڑی ہمت کے کام ہیں ﴿۱۸۶﴾ اور جب خدا نے ان لوگوں سے جن کو کتاب عنایت کی گئی تھی اقرار کرلیا کہ (جو کچھ اس میں لکھا ہے) اسے صاف صاف بیان کرتے رہنا۔ اور اس (کی کسی بات) کو نہ چھپانا تو انہں نے اس کو پس پشت پھینک دیا اور اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت حاصل کی۔ یہ جو کچھ حاصل کرتے ہیں برا ہے ﴿۱۸۷﴾ جو لوگ اپنے (ناپسند) کاموں سے خوش ہوتے ہیں اور پسندیدہ کام) جو کرتے نہیں ان کے لئے چاہتے ہیں کہ ان ک تعریف کی جائے ان کی نسبت خیال نہ کرنا کہ وہ عذاب سے رستگار ہو جائیں گے۔ اور انہیں درد دینے والا عذاب ہو گا ﴿۱۸۸﴾ اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی خدا ہی کو ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے ﴿۱۸۹﴾ بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدل بدل کے آنے جانے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں ﴿۱۹۰﴾ جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) خدا کو یاد کرتے اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے (اور کہتے ہیں) کہ اے پروردگار! تونے اس (مخلوق) کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا تو پاک ہے تو (قیامت کے دن) ہمیں دوزخ کے عذاب

سے بچائیو ﴿۱۹۱﴾ اے پروردگار جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا اسے رسوا کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ﴿۱۹۲﴾ اے پروردگار ہم نے ایک ندا کرنے والے کو سنا کہ ایمان کے لیے پکار رہا تھا (یعنی) اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے اے پروردگار ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیوں کو ہم سے محو کر اور ہم کو دنیا سے نیک بندوں کے ساتھ اٹھا ﴿۱۹۳﴾ اے پروردگار تو نے جن جن چیزوں کے ہم سے اپنے پیغمبروں کے ذریعے سے وعدے کیے ہیں وہ ہمیں عطا فرما اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کیجو کچھ شک نہیں کہ تو خلاف وعدہ نہیں کرتا ﴿۱۹۴﴾ تو ان کے پرردگار نے ان کی دعا قبول کرلی (اور فرمایا) کہ میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو مرد ہو یا عورت ضائع نہیں کرتا تم ایک دوسرے کی جنس ہو تو جو لوگ میرے لیے وطن چھوڑ گئے اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور ستائے گئے اور لڑے اور قتل کیے گئے میں ان کے گناہ دور کردوں گا اور ان کو بہشتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں (یہ) خدا کے ہاں سے بدلہ ہے اور خدا کے ہاں اچھا بدلہ ہے ﴿۱۹۵﴾ (اے پیغمبر) کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا تمہیں دھوکا نہ دے ﴿۱۹۶﴾ (یہ دنیا کا) تھوڑا سا فائدہ ہے پھر (آخرت میں) تو ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے ﴿۱۹۷﴾ لیکن جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے ان کے لیے باغ ہے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (اور) ان میں ہمیشہ رہیں گے (یہ) خدا کے ہاں سے (ان کی) مہمانی ہے اور جو کچھ خدا کے ہاں ہے وہ نیکوکاروں کے لیے بہت اچھا ہے ﴿۱۹۸﴾ اور بعض اہلِ کتاب ایسے بھی ہیں جو خدا پر اور اس (کتاب) پر جو تم پر نازل ہوئی اور اس پر جو ان پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور خدا کے آگے عاجزی کرتے ہیں اور خدا کی آیتوں کے بدلے تھوڑی سی قیمت نہیں لیتے یہی لوگ ہیں جن کا صلہ ان کے پروردگار کے ہاں تیار ہے اور خدا جلد حساب لینے والا ہے ﴿۱۹۹﴾ اے اہل ایمان (کفار کے مقابلے میں) ثابت قدم رہو اور استقامت رکھو اور مورچوں پر جمے رہو اور خدا سے ڈرو تاکہ مراد حاصل کرو ﴿۲۰۰﴾

کتاب پڑھنے سے پہلے عرض گذارش

اگر میں عرضدار اپنی مصروفیت کو سوچتے ہوئے 2 گھنٹے کے لمحات کو گننا چاہوں تو یہ چار ہزار روپے کا خرچ ہے اور چار ہزار روپے آمدن بھی ہے یعنی کہ ہر دو گھنٹے 8 ہزار روپے کے بنتے ہیں۔ یہ مال و دولت کسے اچھی نہیں لگتی۔ حرف عام میں سوچا جاتا ہے انسان مال و دولت کے لیے پیدا ہوا ہے، عیش و عشرت کے لیے پیدا ہوا ہے، بچوں کو پالنے پوسنے کے لیے پیدا ہوا ہے، حرف عام والی بات عام گمان ہے۔ اللہ سے اور اس دنیا سے اس گمان میں، میں بھی رہ سکتا ہوں اور یہ گمان مجھے بھی آسکتا ہے۔ میں کوئی آسمان سے اُترا ہوا نرالا بندہ نہیں ہوں۔ اگر اس کتاب میں میرے ہزار منٹ لگے ہیں تو خدا اور خدا کا رسولؐ جانتا ہے کہ مجھے اس کتاب کے لکھنے سے میرے مال میں ایک روپے کا بھی فرق نہیں پڑا یا میرے دماغ پر کوئی دباؤ ہوا ہو یا کوئی مشکلات آئی ہوں بس لمحہ بھر میں یہ خیال آتا گیا اور میں کاغذ پر اُتارتا گیا مثال کے طور پر پھول، ہیرے، جواہرات، محّوں کے پہاڑ کی کان سے الفاظ ایسے نکلنا شروع ہوئے جیسے ایک لالچی انسان کے سامنے یہ ہیرے جواہرات اور کوہِ نور بکھرے پڑے ہوں اور بڑا بادشاہ حکم کرے کہ چند لمحوں میں جتنا بھی خزانہ سمیٹ سکو سمیٹ لو اور اگر جتنا کم سمیٹو گے جو بچا وہ تیرے مخالف کا ہو گا، تو وہ شخص خزانے کو سمیٹنے میں کتنا لالچی اور بدحواس ہو گا اور کتنا خوفزدہ ہو جائے گا کہ یہ باقی بچا ہوا تو میرا مخالف اُٹھالے گا اور یہی بچا ہوا خزانہ آخر میں میری دشمنی کے لیے استعمال کرے گا تو اسے کتنا خوف لاحق ہو گا، تو اس لالچ اور خوف کے بیچ میں جو کیفیت ہو گی یہ تو میں بتانے سے قاصر ہوں کیونکہ میرے لکھنے میں میری یہ کیفیت ہو جاتی ہے کہ اس کیفیت کا یعنی اس لالچ کا عروج ہوتا ہے۔ میں ساری دنیا سے غافل ہو کر قلم کے پائپ سے سفید کاغذ پر لفظ اُنڈیلتا ہوں اور جیسے کوئی زری سے بُن کر ہیرے جواہرات جڑ کر کوئی شاہکار بنانا چاہتا ہو اور لکھ کر مجھے بعد میں یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ سب جو عطائیں فوری طور پر ہو رہی ہوتی ہیں انہیں کاغذ پر اُتارنے کے بعد میں ایسے ہو جاتا ہوں جیسے کسی حسین خواب سے ابھی ابھی بیدار ہوا ہوں اور پھر جب میں اس جواہرات سے جڑے ہوئے شاہکار کو دیکھتا ہوں اور اللہ کی وحدانیت کو پرکھتا ہوں تو اپنی چھوٹی سی قابلیت پر حیران ہوتا ہوں تو پھر ایک غیب سے آواز آتی ہے یہ میں ہی ہوں یہ میں ہی ہوں اور پھر میں اُس مقدس ذات اس عظیم الشان ہستی سے فیض لیتا ہوں ورنہ میں تو قلیل دل اور قلیل عقل کا مالک، ناقص عقل اور اپنے بوسیدہ دماغ میں، میں یہ کہاں دیکھ سکتا ہوں۔ میں اپنے مرشد حضرت واحد بخش عرف نمانا سائیں کو اپنے اندر دیکھتا ہوں کہ انہوں نے اپنی سخاوت سے مجھے بصیرت عطا کی۔ اس کتاب کے طفیل میں ناچیز اس کائنات کے خالق و مالک سے عرض کرتا ہوں کہ میرے باپ حنیف، میری ماں امطل بیگم اور پوری دنیا کے ماں باپ، میرے چچا، تایا اور چرند پرند اور ساری انسانیت کو ثواب پہنچا سکوں۔

کتاب کی دُعا

کتاب میں میری طرف سے جو کوشش وکاوش کی گئی ہے یہ خطا سمجھ کر کی گئی ہے، اگر ہو سکے تو اس کتاب کا مطلب جس کسی کو جو بھی سمجھ میں آئے مگر اتنا ضرور یاد رکھیے کہ میں نے تو قرآن کے قریب ہو کر اپنے قائد سے قرب حاصل کر کے یہ فکر قرینہ سے کتاب کی شکل میں قائم کرنے کی جسارت کی ہے کہ میرا بھی اس زمانے کے مکاتب میں تھوڑا سا حصہ شامل ہو جائے۔ کل کوئی اس کتاب میں سے کلام پڑھ سکے اور لوگ اللہ کے نام سے قائل ہو جائیں کہ میرا بھی صرف وہ ہی ہے قائم اور دائم دینے والا۔ کسی کے قلب پر قُرب قائم ہو جائے، باطل اور حق کے بارے میں شک ختم ہو جائے، دل سے خلل خارج ہو جائے، خالق کی خلق پر یقین کامل ہو جائے، خلیل خالق بن جائے بس تمنّا یہی, دُعا یہی، آرزو یہی ہے کہ اسی آرزو و خواہش پر میرا بھی اور یہ بات جس کے دل میں اترے اسکا بھی کلمہ پر خاتمہ ہو جائے اور کیا ہی بات ہو گی کہ ختم ہونے کے بعد کے بغل گیر ہونے پر رونے کی روحانی روح ہو جائے، رگ رگ میں رب کی ربوبیت مل جائے، راگ رنگ سب کے اندر اور میرے اندر بھی خیر ہو جائے یہ کمال ہو جائے کہ بس تیرا بندا ہو جاؤں۔ پڑھنے والوں کے دل میں میری بات میری زبان سے جاری تو ہو لیکن تیرا حکم ہو جائے، سب کو حکمت مل جائے، حکومت ظاہر و باطن میں بس حق ہو جائے، صرف حقائق پر مبنی حکومت ہو جائے، حقیقت اس کتاب کی سمجھ جس کو آجائے صرف حق کی بات اندر حل ہو جائے، پاک پکار اس کتاب کی پکی ہو جائے، پیارے قارئین میرے قلم سے راضی ہو جائیں، کفر سے کنارہ ہو وہ کافی ہے میرے لیے، کفالت تیری میری ہو جائے، کثرت کُتب کو روکا نہ جائے، موقع نہ جائے، ٹوکا نہ جائے۔ دل میں اُترے الفاظ سوکھ نہ جائیں، یہ ضد کی بات نہیں، جلدی کی رات نہیں، جاہل کی بات نہیں، کائنات کے قطب، سمندر کے شہباز محمد مجدّر والی مالی کے ولی آسمان سے آسرے اور قیامت تک کے قلندروں سے کتاب کے لیے دُعا ہے کہ اللہ کی پیاری بات اللہ کی پاک ذات محمدؐ کی نعت عقل کو مات شک کی فتح کی بات عبادت کی رات یہ میری بات پر کسی دل کے دریچے میں اُتر جائے، دُعا کی دلیری پوری ہو جائے، دولت دین کی مل جائے، دوائی بقائی کی مل جائے، دھوکے کی دھوپ سے چھاؤں ہو جائے، آنکھ دل کی زبان ہو جائے، دل دین کا دربار ہو جائے، دال میں کالا نہ رہے، سب کا کامل ایمان ہو جائے۔ میری دُعا کی دادرسی ہو جائے جھوٹ کا داغ دُھل جائے، دل میں دھوم ہو جائے، دین کی دنیا میں دھمال ہو جائے، دنیا سے دھوکا اُڑ جائے، گرد گذاری کی چھٹ جائے، گداگری کی لو لگ جائے درد و دُکھ کی داد ہو جائے، اللہ کرے گند گم ہو جائے، گلاب سے خوشبو ہی آئے کانٹوں سے کوئی گھائل نہ ہو جائے، سب اللہ کے سائل ہوں، زخم ضائل ہوں یہ ظرف سب کا ہو جائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خیال

اکثر کاتب دل کے دریچے یا پیش لفظ میں ہی اپنی کتاب کے بارے میں بتا دیتے ہیں۔ اس لیے میں بھی ایسا ہی کر رہاہوں۔ کتاب کے لکھنے کا بیان تو یہ ہے کے توکّل سے کل کو کلمہ نصیب ہو گا۔ یہ میری خواہش ہے کیوں کہ میری طاقت میرے کسی کام نہ آئے گی۔ تونگری میری کیاہے؟ توجہ کا طلب گار ہوں تم سے تولے کی امید ہی کیاماشہ پر ہی منحصر کروں گا۔ مولا آپ کو ہمیشہ خوش رکھے۔ عالم کی صحبت سے علم کی خوشبو خوب کر۔ داستان اور دادرسی کے لیے دُعا درکار ہے۔ دُعا کے دھوکے کے لیے دماغ دم توڑ دیتاہے، میرا یہ مرض لاعلاج ہے، میرے دل میں دھواں اُٹھ جاتاہے، دولت دَلیّ کے نام سے میں نے معلومات ہی کے لیے معاملات کو حل کرنے کے لیے لکھاہے مگر جو میرے بس میں ہے وہ عین دل کی گہرائیوں سے جو بھی مجھ سے ہو سکاہے صدقہ جاریہ کے لیے ثواب لینے دینے کے لیے اپنے دل گردے دماغ نکال کر ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ کر کوزے میں ڈبو کر اللہ کے دیے قلیل علم سے قائل کر رہاہوں۔ جیسے ہی اپنے ان اعضاء کو کوزے میں ڈبویا تو یہ تحریر کر رہاہوں جو مجھے علم حاصل ہوایاہو سکتاہے۔ کوزے میں ڈوب کر نہر میں ڈبکی لگانے کا لائسنس مل جائے۔ لاکھ نہیں ایک لمحہ ہی سہی پھر ضرور دریا سے دریادلی سیکھ کر سمندر کی سمت بڑھ جاؤں گا اور لہروں سے ہوتا ہوا لامکاں پر پہنچوں گا۔ لاکھ نہیں تو لمحے کا ہی لاہوت ہو جائے۔ لقب نہیں لگام ڈلوانے اپنے نفس کے نقُصِ ناکارہ کو لگا ہی رہوں کیس میں لقمہء اجل بن نہ جاؤں۔ جب تک اس لافانی دنیا اور فانی دنیا کے درمیان میں لشکارے ہیں۔ لہروں سے لڑ کر تو نہیں لحاظ سے نبھاؤں گا۔ لہر سمندر کی ہے اس لیے ہی ہمدرد ہو گی۔ ہماری حکمت سے ملے گی اگر حکومت حکم کے کارندے سے سمندر کی اجازت معرفت مرشد نمانو سے ہم خم ہونگے تو ختم نہ ہونگے۔ مشکلوں کا کر کے خاتمہ خالق کے خلیل بن کر خوش کرینگے اور خوش ہونے کی خواہش کی کوشش کریں گے۔ نہ خفا ہوں گے نہ ہمیں کوئی خلافت چاہیے۔ تمہارا بھی خلیل ہو جائے میرا بھی جلیل ہو جائے یہ کمال ہو جائے۔ یہ کتاب پڑھنے کے لیے قائل اس لیے کر رہاہوں کہ قلب تمھارا کلمے سے قائم ہو جائے۔ تم بھی قہر سے بچو قہار کا نام لے لے کر قیامت تک کا خسارہ ختم کرناہے۔ انسانوں کا زبانی کلامی یا کتاب سے حق کی حکومت قائم کرنی ہے۔ ہم سب کو مل کر ایک دوسرے کو حقائق بتانے ہیں۔ میری یہ کاوش سمجھو تو ضرور دُعا کرنا میرے لیے اللہ کے حضور اگر سمجھ نہ آئے تو معافی کا بے حد طلب گار ہو نگا۔ میری نیّت صرف وحدانیت کو بیان کرناہے وحدانیت کے سوا اور کوئی نیّت نہیں۔ اگر مشہوری کے لیے ہوتی تو اللہ نے مجھے مشہور ہونے کے بڑے بڑے مواقع فراہم کیے ہیں جو میں بتانے سے قاصر ہوں۔ سب کام نام اللہ کے۔

میرے اللہ سمجھ میں آجائے شاکر سمیت مخلوق کو یہ جہاں تیرا
میرے سمیت سمجھ ہو فیض اِس کتاب کی میّسر آجائے سب کو

از طرف محمد شکور شاکر نمانا

تاریخ 18-12-2016

وقت: 10:6

بروز: اتوار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمتِ اعلیٰ عزت سے بھی عزت والا اعلیٰ: مقام لا مکاں بادشاہوں کے بادشاہ ظرفِ عالی رحم عالی ملک کے مالک اعلیٰ، کائنات کے مالک کے نام لینے سے تجھ سے ہی عاجزی سے ہاتھ اُٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ مالک زبان پاک کر دے کہ تیرا نام لے سکوں، تجھ سے گڑگڑا کر سجدہ ریز ہو کر، عرض منانے کی گزارش کروں، رزق تیرا کھاتا ہوں لیکن میرے رزاق تیرا شُکر پوری طرح سے ادا کرنے کی کوتاہی میں ہی رہا ہوں اور تیرے دیے ہوئے ان گنت آرام سے جو مجھ سے لینے کی سکت دی کروڑوں، اربوں سانسوں کے لیے بھی کس منہ سے تیرا شکر ادا کروں کہ میں تو یہ منہ اور مسور کی دال سے بھی کم ہوں۔ تیری قہاری سے بھی ڈرتا ہوں، میں بشر ہوں مجھے ابھی ابھی حقیقتاً پتہ لگا کہ تو نے مجھے سڑی ہوئی مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اور بغیر دھوئیں والی آگ یعنی جہنم سے بھی ڈرتا ہوں، جنت میں تو تجھ سے ان گنت اُمید ہے میرے محبوب مرشد، میرے ماں باپ اور رشتے دار اور دوستوں کے ماں باپ جو پہلے ہی آپ کے فضل و کرم سے جنت میں ہونگے۔ ان کو تو ضرور یہ تیری کرم نوازی ہی کی زرّہ نوازی ہو گی کہ جو وہ تجھ سے میرے لیے بھی فضل مانگتے ہونگے ان سے ملنے کے لیے اجازت جب مجھے ملے گی تو ضرور تیری جنت کا نظارہ ہو جائے گا پھر وہ مجھے میری زاری سے ضرور زور سے چلائیں گے، تجھ سے تیرے ہی محبوب اور اپنے پیاروں سے ملاقات کی مجھ کو اجازت مل جائے گی پھر میں اربوں کھربوں فی لمحہ کے حساب سے ہر پل تیرے شکرانے کے سجدے ادا کروں گا۔ آپ ایسی مہربانی کریں گے کیونکہ تو وہاب ہے، تو مالک، تو ہی جلیل جلّ جلال ہے، تو مالک ہے، تو خالق ہے، تو کریم ہے، تو رحیم، معافی دینے والا، بڑی بڑائی والا ہے، تیرے ذکر سے تو میرا بچاؤ ہے ورنہ میں تو مارا جاتا بغیر موت کے۔ حرام کی موت، دُکھ درد کے دریا میں غوطے لگتے اور ساگر میں ڈوب جاتا جیسے میں اس دنیا میں آیا ہی نہیں تھا ایسا گم ہوا ہوتا کہ شاید کوئی اور غرق نہ ہوا ہوتا اور میری یہ غرقی عبرت کے لیے بھی ہوتی مجھے آدمی سے انسان کی پہچان دی صرف تیرے ہونے کی وجہ سے تو ہی وہ ہے، تو ہی یہ ہے، تو ہی ہے، تو ہی تو رہے گا، تو ہی تو تھا، تو ہی رہتا ہے، تو ہی تو ہو گا، تو ہی رہنے والا ہے، تو ہی آسمان، تو ہی زمین، تو ہی سمندر، تو ہی پہاڑ، تو ہی دریا، تو ہی بادل تو بحر، تو ہی بہار دے، تو ہی پانی دے تو ہی رزق دے، تو ہی جل تھل تو ہی بارش برسائے، تو نے ہی زمین پر رنگ برنگ روشنی دی، تو نے ہی مچھلی دی، ہمیں خوراک دینے کیلیے۔ ہمیں صلاحیت تو نے ہی دی، راستے دیئے، نقشے دیئے عقل دی کہ ہم سمندر سے

راستے تلاش کریں، چرند پرند، گھاس پھوس پیدا کیے ہمارے کام کرنے والے جانوروں کے لیے، ہمارے لیے گھوڑے جیسی سواری دی جو تیز رفتاری کا ایک شاہکار ہے۔ سواری کے لیے اونٹ دیے، بھینس دی اور بھینس کو سمندر سے نکال کر دودھ کے لیے ظاہر کیا، ہماری خوراک کے لیے سہولت دی ورنہ کیا جیتا میں کیا جیتی مخلوق، تو ہی خالق و مالک ہے، اب میں سمجھتا ہوں کے تیرا نام خاص نام ہے، تو ہی حق موجود ہوتا ہے، تیرا نام لوں اور میرے اندر کے اعضاء استقبال کریں گے۔ تیرا پاک نام میری زبان کی حوصلہ افزائی کر رہا ہے کہ تیرا نام مقدس ہے۔ اعضاء میرے جو تیرے ہی دیے ہوئے ہیں جو تو نے پیدا کیے نو ماہ ماں کے پیٹ میں یہ تیری رحمت ہے کہ ماں کے رحم میں بچے دانی نرم گداز جھلی میں جو تو نے ہی پیدا کیے وہ سب اعضاء گردے، دل، جگر، آنت، تلی، چھاتی، کان، آنکھ ناک، ہونٹ حلق یہ سب دانت مغز، دماغ اور دل بھی آج خوش ہے۔ سب میں آج عید ہے۔ آج ان کی رہنمائی کا حصہ کرنے والی زبان اُن کی ترجمانی کرے گی اور خالق و مالک لطیف اور قہار مالک و معبود کا نام لینے جا رہی ہے اور ایک نعرہ بلند ہوا جیسے کُل کی آواز آئی اور لگا یا نعرہ اللہ اکبر، خط کا متن دیا محمدؐ کے غلام حضرت راضی سائیں کے طالب واحد بخش نمانو اور اللہ کا پتہ بھی انہوں نے دیا اور مہربانی، شکریہ میرے والد محمد حنیف راؤ کا جس نے مجھے بھیجا تھا آستانہ امن پور کے پاس ورنہ بھٹکنا میر انصیب ہو جاتا، گمراہی یقین ہو جاتا، جھوٹ سہارا ہو جاتا، خود سے دور ہوتا، ظلم پر مجبور ہو جاتا، ستم پر مامور ہو جاتا، گناہ کے گڑھے میں ضرور گرتا، مغز مغرور ہوتا، دماغ میں فتور ہوتا، نہ دل میں سکون ہوتا نہ میرا روحانی اسکول ہوتا نہ کوئی اصول ہوتا، باتیں سب فضول کرتا نہ کوئی الٰہی نزول ہوتا نہ کوئی میرا دنیا میں مول ہوتا، اوپر سے جھوٹ ہی میرا بول ہوتا۔

ایڈریس: پتہ الٰہی

حوالے ڈاک پوسٹ ماسٹر معرفت حور فرشتہ ڈاکیہ عرش عظیم کا معرفت برائے حقیقت برائے لفافہ خیال تصوّر میں امن کی لُطف و لطافت الٰہی، لفظ کی، دونوں دل کے کناروں کو آپس میں چپکا کر لطیف کا لفافہ بند نہ ہونے والے ہاتھوں سے جوڑ کر الف، لام، میم لکھ کر الحمدُ اللہ کے بندھن میں لپیٹ کر لوٹا دیا۔ فرشتے نے روح کو دل کا ایڈریس لکھ دیا جس میں اللہ رہتا ہے دل کی گہرائی میں جو پہنچنے سے پہلے بھی پہنچ گیا تھا۔ جب یہ پتہ ملا جو نمانو سائیں نے دیا عجب پتہ ہے کہ لکھنے سے پہلے ہی اللہ کے پاس دل کے راستے روح کی معرفت پہلے سے ہی پہنچ گیا یہ ایک کٹھن راستہ نامعلوم ایڈریس وحدانیت کے سبق سے طے ہو سکتا ہے لیکن مرشد سے معلومات بہتر ہو جاتی ہے۔ معرفت حضرت محمدؐ کے پاس علیؑ مولا ڈاک ملنے کا پتہ کعبۃ اللہ نزد مسجد حرام۔

از طرف محمد شکور شاکر نمانا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب اعلیٰ اور کائنات کے اعلیٰ حکیم حاکم مجھے آپ کا ایڈریس ملا تھا وہ آج ہی حضرت واحد بخش نمانا سائیں نے عطا کیا اور پھر میں آپ کو ان کے دیے ہوئے پتہ پر خط لکھ رہا ہوں۔ خط لکھتے ہوئے خون کی لالی سے میرا چہرہ زرد اتّا محمد کی محبت میں محو۔

بخدمت جناب بمطابق وقت، تقدیر قسمت بمطابق زمانہ بمطابق عاجزی سے عرض کرنا فرض سمجھتا ہوں کہ یہ تیرا احسان ہے کہ مجھے اپنی رمز سے آگاہ کر دیا میری عاجزانہ سی گزارش ہے کہ رحم کر کے رحم کھا کر مجھے اپنے دوستوں کے خادموں کے غلاموں کا غلام بنا دے، محمدؐ کا عاشق بنا دے روحانی کائنات میں کسی ادنیٰ نوکری سے نواز دے۔ اپنے نام کا کارڈ میرے گلے میں طوق کی طرح ڈال دے، دنیاوی دولت تیری پیاری مخلوق کو تیرے خالق ہونے کے ثبوت پیدا کرنے کے لیے مجھے جو آپ نے دی ہے کوشش کر رہا ہوں کہ اُس میں، میں بہت بڑا کامیاب ہو جاؤں یہ تو تیرا کرم ہے اور تیری رحمانیت ہے، تیری کرامت وکریمیت ہے، تیری صداقت ہے کہ تو خود ہی مجھے نوکری دے، خود ہی میرے حصے کا کام کروائے ،میرے ہی ساتھیوں کو اور دوستوں کو میرا وفادار بنائے۔ میں کیا چیز ہوں میں نے خود بھی تھوڑی بہت تیری عطا کردہ قلیل عقل، دی ہوئی حس سے اور دل دماغ سے جو میں نے یہ سوچا ہے اور لکھا ہے ورنہ میری اوقات صرف اور صرف صفر ہے۔ میں تیرے حضور عرض عاجزی سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ زیرو یا صفر کہنا بڑھا وا ہے، ورنہ میں تو نہ زیرو، نہ صفر، نہ کچھ پورا، نہ کچھ کا بھی کوئی ذرّہ سمجھا جاتا، اگر مجھے کچھ سمجھتے ہو تو آپ کی ذرہ نوازی ہے ورنہ میں تو کچھ بھی نہیں اور کبھی بھی کچھ بھی نہ ہوں گا۔ نہ کبھی رہا نہ کبھی سوچا نہ کم نہ زیادہ بھلا کیسے ہو سکتا ہوں! یہ تیرا کمال ہے کہ کمزور کو طاقت عطا کرے، معاف بھی کرے۔ میری اس خط کو تحریر کرنے کی خطا کو معاف کر دے ورنہ میں اس کے قابل بھی نہیں کہ براہِ راست تجھ سے معافی مانگ سکتا۔ اس لیے میری معافی کے لیے اور میری مغفرت کے لیے آپ سے گزارش ہے کہ اے میرے مالک میرا مرشد واحد بخش حضرت نمانا سائیں اور میرے والد محمد حنیف دونوں ہی تیری دربار جنت میں خاص عہدوں پر فائز ہیں وہ بھی میرے لیے آپ سے عاجزی سے عرض کرتے ہونگے اور کرتے ہی رہیں گے کہ مالک تو رحم کر دے۔ اِس سے بھی زیادہ کرم کر دے اور اِس سے بھی زیادہ کرامت کر دے اور میرے مالک محبوب اور آپ کے اور آپ کے محبوب محمدؐ کے غلام کے بھی خاص غلاموں کے غلام کا نوکر ہوں میں ان کی خدمت کروں تن و من سے سیوا کروں۔ مخلوق کی عاجزی اور تیری رضا سے مخلوق کی خدمت کروں۔ میرے لیے دُعا کرتے ہیں تجھ سے اور میرے لیے مغفرت چاہتے ہیں۔

بمطابق تاریخ: کن فیکون سے پہلے
پہلی ملاقات: عالم ارواح قالوبلا
مشاغل: رحیم رحمٰن بندے پر مہربان
بمطابق: وعدہ از عالم ارواح
ملاقات: وقت قیامت قبل از وقت ملنا
بمطابق رہائش: مدت مقّرر وقت شہ رگ سے نزدیک

اوادنیٰ بندہ اور غلام نمانا سائیں کا اور نوکر مخلوق کا اور عرضدار بندہ شاکر جو مشکور ہے شکور کا۔

اے بندہ عاجز جو تو نے مجھے خطِ عرضی لکھی تو وہ بھی فرضی جبکہ میں نے تجھے عالم ارواح میں ہی تو یہ علم سکھایا تھا اور تو نے تو وعدہ کیا تھا کہ دنیا میں جاتے ہی لکھوں گا، لیکن دنیا میں جاتے ہی تو بھول گیا تھا اور مجھے یاد بھی نہ کیا اور تو نے اپنے ماں باپ کا شکریہ ادا کیا وہ تو ٹھیک ہے لیکن تو نے اپنے ماں باپ کو خالق کیوں سمجھا؟ یہ تیری اتنی بڑی غلطی نہیں تھی اور میں نے تجھے معاف کر دیا تھا کیونکہ میں نے ہی تجھ سے شروع میں عالم ارواح والا وعدہ بھولنے اور یاد کرنے والی طاقت دے کر خود مختار بنایا تھا اُس میں تیرا اتنا قصور نہیں کیونکہ میں نے تجھے بنایا ہی گناہ کا پتلا ہے، تو تو کیا کرتا تو تو بھولی بھالی روح ہے جو میں نے تجھے دیا وہ تو نے لیا اور اوقات بھی میں نے چھوٹی دی اور عقل بھی قلیل دی، تو بھی کیا کرتا لیکن پھر بھی تجھے شاباش ہے کہ تو نے جو غلطی کی وہ مان بھی لی۔ یہ تیرا مرشد حضرت واحد بخش میرے ادنیٰ غلام راضی سائیں کا جو پیارا طالب ہے اور محمدؐ کے مجموعہ غلاموں کی جو لسٹ تھی اُس میں اُس کا نام تھا جو مجھے محمدؐ صدیقؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ نے غوث پاک نے جو دی، داتا نے جو دی، قلندر نے جو دی، بو علی قلندر نے جو دی، نعرہ شاہ نے دی موسیٰ شاہ نے دی شاکر ان سب میں تیرے مرشد کا نام سرفہرست تھا جو نیک مرد تھے ان میں تیرے بابا محمد حنیف کا نام بھی تھا باقی میں نے تجھے جو حکم دیا تھا اُس پر عمل کر۔ میرا یہ خط تم سب انسانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ میں نے تمہارے لیے معرفت و حقیقت کیلئے محمدؐ کے ذریعہ سے تمہیں قرآنِ فرقان بھیجا ہے یہ میرا مکمل دنیا و کائنات کے لیے خط ہے اور میرے تمام ولی اللہ ہیں۔ انہوں نے اپنی اپنی زبان میں اور شاعری میں شعروں کے ذریعے جو تمہیں خط سنائے ہیں وہ تمام میرے پیغام تمہارے لئے ہیں۔ مجھے خط لکھتے رہا کرو! عاجزی دکھایا کرو، عرض کیا کرو، تیمارداری کیا کرو، انسانوں کی مدد کیا کرو، اور جانوروں پر رحم کرو، پڑوسی پر ترس کھایا کرو۔ حرام سے بچو تیرے لیے میں نے جنت میں جانے کے بہانے تجھے عطا کیے ہیں۔ ان سے فائدہ اُٹھا نیک سچ کی اس اسکیم سے فائدہ اٹھا کیونکہ یہ اسکیم محدود مدت کے لیے ہے کیونکہ تیری مدّت محدود ہے اس لیے تو بتایا ہے کہ بندہ بندہ نہ کر پچھتائے گا ہمیشہ خسارہ حاصل ہو گا اور آپس میں مشورہ کرو اور مجھے بھی مشورے میں شامل کرو تمہیں نقصان نہ ہو گا جو بھی ہو رہا ہے میرے حکم سے ہو رہا ہے تو بس صلوٰۃ سے ٹائم پاس کر ذکر فکر کر اور ہمیشہ اللہ سے ڈرو۔

درخواست جنت کے دربان کو

مضمون: درخواست برائے درد سے دُعا جنت سے جدا جگہ دے درد دے درد والوں کے ساتھ جو پڑھے دُرود

یارب تیری ربوبیت کو مدّ نظر رکھتے ہوئے روز روزہ رکھ کر روتا ہوں رواداری میں، وفاداری میں ہوں وہاں جہاں تیرے نام کا کام رہتا ہے۔ جب سے میں جنت میں آیا ہوں منت سے بھایا ہوں، سُنت کا سایہ ہوں، جنت میں سب ماوا ہے یارب کہاں وہ جگہ ہے، جنت میں کوئی وجہ ہے، جس پر میری جان فدا ہے، سب مجھ سے جدا ہیں بس تو میرا خدا ہے، واسطہ نورالہدیٰ ہے میرے مُلک کے مالک کس سے محبت کروں کس سے رَغبت رکھوں دنیا میں وہ میری دعا تھی جہاں میں وہ جان تھی دنیا میں وہ دولت تھی اور دنیاداروں میں تھا۔ اے پروردگار! اے خالق ومالک میں یہاں بھی بے بس ہوں مجھے تیری اس جنت کا راستہ دکھا جہاں فقیر رہتے ہیں؟ یا اللہ تو وہاں بھی موجود یہاں بھی موجود تیرا عرش عظیم کہاں ہے۔ وہ تو میں تیری جنت الفردوس میں ڈھونڈ رہا ہوں۔ مجھے ڈھونڈنے میں تیرا مقام محمود اور عرش عظیم شاید دونوں مل جائیں، میں آپ کی تلاش میں دودھ کے سمندر سے بڑی مشکل سے سواری پر سوار ہو کر تجھے ڈھونڈتا ہوا شہد کے دریائے نیل سے بھی گذرا لیکن مجھے فقیروں عاشقوں کی بڑی جماعت کہیں نظر نہ آئی، پھر میرے رب یہ فقیر آپ کی جنت کی کس گلی میں ہیں اور اِن کے کون سے مکان ہیں اور جو میں نے دنیا میں لامکاں سنا تھا وہ کہاں موجود ہے۔ میرے خدا میں کہاں ڈھونڈوں؟ میرے ساتھ میرے بابا والد محمد حنیف ہیں جو یہاں پہلے سے ہی آپ کی جنت میں موجود تھے وہ میری ڈھونڈنے میں مدد کر رہے ہیں اور میرے والد نے مجھے بتایا ہے کہ یہ عاشق بہت بڑے مقام پر ہوتے ہیں وہاں رش بھی بہت کم ہوتا ہے ان کی کروڑوں میل لمبی چوڑی جنت ہوتی ہے لیکن یہ فقیر دنیا میں جیسے دین کے لیے ایک کونے میں بیٹھ کر کائنات کے نظارے دیکھتے ہیں اور وہیں بیٹھ کر ان کو اللہ کے حکم سے جو بھی مشن ملتا تھا پورا کرتے تھے اب بھی وہ فقیر جنت کے کسی کونے میں محفل سماع اور اللہ کی وحدانیت اور آپس میں اللہ اور اس کے محبوب کی حمد ونعت کی محفل میں مشغول ہونگے، مولا تیری جنت میں اربوں کھربوں تو دربان ہیں، پتہ نہیں کس کس جگہ تمہارے دوست، تمہارے نیک بندے، تمہارے نیک مرد، مردِ مومن، تیرے برگزیدہ بندے موجود ہیں کاش کہ مجھے مل جائے فقیروں کا آستانہ جو جنت میں کسی کونے میں ہو گا میں ضرور ڈھونڈتا ہی رہوں گا۔ میرے اللہ کی بے بہا فردوس میں فردًا فردًا پوچھوں گا فقیروں کا پتہ۔ ظاہر ہے مجھے مشکل تو بہت ہو گی اگر مل جائیں گے تو وہ دن میرے لیے مبارک دن ہو گا جنت میں۔ (آمین ثم آمین)

از طرف محمد شکور شاکر نمانو

خداوندِ کریم سے خط کی خطا کی معافی کے لیے عرضِ عاجزی

ترس کی تلاش اللہ سے، التجا اللہ سے، عالم کے لیے عرض، رمز صرف تیری ترس سے ملے, تیرے عرش سے عاجزانہ معصومانہ عرض ہے کہ کوتاہی میرے فرض میں ہے تیری رحمت کا جو قرض ہے وہ تو مجھے ادا کرنا ہی تھا کیونکہ تو کائنات پر احسان کرنے والا میری دُعا کی درخواست درج کرلے عزت مآب کی عزّت سے بھی بڑا بغیر مبالغہ نہ کوئی مطالبہ، کمال سے بھی کمال تر محترم سے محترم پاک ذات واسطۂ نعت ہر مخلوق پر مُہر کی گھات ہر پل ساتھ دل میں نہ کہ میدانِ عرفات سچی ذات محدود عقل سے جو تونے بخشی ہے اس سے عاجزی سے میرا فرضی سے سجدۂ ندامت قبول فرمادے، طرح طرح کے بہتر تحفہ و تحائف ہیں اور میرے دل میں طوفان ختم کردے، توتوکل، تم سے توبہ، تجھ سے رحمت، تیرنے کے تالاب سے بے تول ترازو سے، گذار نہ بے شرم بازار سے، غلطی سے بیزار کردے، وفا، جفا، خفا، نفع سب پر حاوی کردے، جباری مجھ پر کر، زمانے پر کر، دنیا پر کر، میرے نفس پر کر، سواری چڑھ جاؤں اس ثواب کی سیڑھی پر، توکل تجھ پر توبہ من سے ہو جائے کل نہیں آج ہو جائے، تیرے نام کا فروغ ہو جائے، صاف، اوصاف، قاف، ناف بہتر ہو جائے، بیماری جو لاحق ہے اُس پر شفا ہو جائے، ترس تیری مخلوق پر مجھے ہو جائے، مجھ پر مخلوق جس کا تو خالق ہے اُن کا بھی مجھ پر ہو جائے کرم، کام ہو جائے، سرانجام ہو جائے، نواز ہو جائے، جان میری تیری ہے تیری ہی پکی حفاظت ہو جائے، دام میرا ہو جائے، صبح و شام ہو جائے، کان سب سُنے سدا تو ہے سدا رہیگا، میں نہیں تو ہے، میں بھی تو کیا تیری شان آسان بھی، مشکل اقرار بھی، تو نہ چاہے تو انکار بھی ہے، تو شاہکار ہے زندگی میں تیری عطا ہے، سب کو تونے دی ہے، سدا غریب کا بھی ہے تو، امر بھی تو ہی ہے، مدبر بھی، بھید بھی، میٹھا شہد بھی، بعد آگے سب تو معراج پھر آج تو حکم صادر رہے، سب حاکموں کو ، بادشاہوں کو، (موت تیری کے شاہکاروں کو حکم ہوتا ہے) اور رہتا ہے، سمندر میں بھی بہتا، کبھی چھلکتا دریا اُس میں گرنا چاہے وہ بھی پہاڑوں سے گرتا ہے پھر بھی حکم تیرے ہی سے بہتا ہے، سفر میں ناہمواری کو بھی سہتا ہے، پھر بھی جاتا نہیں ہر جگہ سے گذر کر آتا ہے، کوئی مہران کہے، کابل کہے، کوئی سندھو کہے، کوئی گنگا کہے، کوئی اکھٹے ہو کر زیادہ کرتا ہے انسانوں

سے پنگا، تیرا یہ دریا رہتا ہے دو کناروں کے بیچ نہ کے کنارے ان سے ملتے ہیں، اللہ کی مخلوق کو سیر اب بھی کرتے ہیں۔ سیلاب انسانوں کے ہنستے گھروں کو بہادیتے ہیں، کئی گھروں کے دیئے بجھادیتے ہیں جو پہلے سے ہوتے ہیں، جلتی زمین سے بھی دریا ابلتے ہیں اور برسات سے آسمان سے پانی کے کنویں نیچے زمین کی طرف کھُلتے ہیں پھر کیا اوپر سے اللہ بولتا ہے، میں رحمت بھی ہوں، زحمت بھی، جو جیسے سمجھے حالانکہ وہ بھی رحمت ہی تو ہوتی ہے، کوئی کیسے جانے، کوئی کیسے، جو جتنی دی اللہ نے کس کس کو کس کس طرح کی سمجھ دی انسانوں کو تونے اپنے اپنے حصّے کی، یہ تیرا کرم ہے کہ بھرم ہے مجھے تو بلکل اندر سے شرم ہے کہ میں جانتا ہوں کہ میں کیا ہوں، کیوں ہوں، کیسے ہوں، یہ تیری رحمانیت ہے، کریمیت ہے، کرامت قرب ومحبت ہے کہ تو بھرم رکھتا ہے اور واقع ہے تیری رحمت نباتات پر، حیوانات پر، انسانوں پر ہے، بھٹکے ہوئے ضرورت سے زیادہ لالچی جلد باز بھی ہیں اور بھولنے والوں میں سے چلتے پھرتے ہیں کیا کرتے ہیں بس مغفرت کے عادی ہیں اور تو بھی عدل سے ہمیں اپنے ہی بے بہا فضل سے معافی دے کہ عالم علم تیرا بحر وبر پہاڑوں سے کہیں بڑی رحمت ساگر سے بھی بڑی تیری رحمت، بے کار بندے کو اتنی ہی بڑی امید جو مجھے قلیل کھوپڑی دی کہ جس کی حد میں آپ کا مسکین بندہ عاجز، گناہ گار، مریض، غلیظ تجھ حفیظ سے سجدۂ شکرانہ کا عہد یافتہ۔

یہ مسکین اور نادم بندہ تیری بے پناہ رحمت کے آگے سجدہ ریز ہو کر تجھ سے تیری قربت کی بھیک مانگتا ہے، اس فقیر کی جھولی اپنی بے پناہ، قیمتی رحمت کے موتیوں سے بھر دے، میرے اندر کی آہ وپکار، لرزنا، ٹھٹھرنا قبول کر، بیشک تو قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ یااللہ میں عاشقوں کے صرف واسطے دیکر ہی اور ان کے نام سے ہی کام نکلوانا چاہتا ہوں۔ جناب اعلیٰ سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ میں عرض عاجزی سے پھر یہ عرض دھراؤنگا کہ مجھے عاشقوں کے ساتھ رکھو چاہے میں بند بیر کوں میں ہوں یا جہنم میں یا جنت میں یا برزخ میں، کیوں کے اللہ تونے انہیں کے روبرو ہونے کا قرآن میں بھی وعدہ کیا ہے مجھے اس بہانے سے اللہ کا دیدار نصیب ہو گا، پھر وہ کربلا میں ہو، بدر میں، خندق میں ہو، اُحد میں ہو، کنویں میں لٹکتا یوسفؑ ہو یا صلیب پر عیسیٰؑ ہو یا طور پر دیدار ہو یہ تو میں نے صرف واسطے دیے ہیں میں کیا میرا منہ مسور کی دال ذرّہ شاکر ہمیشہ مشکور آپ کا شکور کا۔

بمطابق تاریخ: کن فیکون سے پہلے

پہلی ملاقات: عالم ارواح۔ قالو بلا

بمطابق وقت: تیرے سوچنے سے پہلے کی

مشاغل: خالق رحیم رحمٰن بندے پر مہربان

بمطابق: وعدہ عہد از عالم ارواح

ملاقات: وقت قیامت قبل از وقت ملنا موت مقرر وقت

بمطابق رہائش: شہ رگ سے نزدیک

دُرود پاک حضرت محمدؐ کے نام کرتا ہوں عرشِ عظیم سے میرا لوح قلم میرا مقامِ محمود، اے بندۂ نادم، اے بندۂ بے بس، اے بندۂ بے علم، اے بندۂ مجبور، اے بندۂ پردیسی، اے بندہ تو گندہ، اے بندۂ تو غریب، اے بندۂ مسکین، اے بندۂ فقیر، اے بندۂ درباری، اے بندۂ ناتواں، اے بندۂ کمزور، اے میرے بندے تو مجھے پیارا، اے بندہ میں تیرا سہارا، اے بندے میں تیرا خالق، اے بندہ میں تیرا مالک، اے بندے میں تیرے لیے رحیم، اے بندے میں تیرا رہبر، اے بندے میں تیرا رحیم، اے بندے میں تیرا کریم، اے بندے میں تیرے قریب، اے بندے میں تیرا رحمٰن، اے بندے میں تیرا مزمل، اے بندے میں تیرا جبار، اے بندے میں تیرا مذاکرات، اے بندے میں تیرا دوست، اے بندے میں تیرا ساتھی، اے بندے میں تیرا شکور، اے بندے میں تیرا بہتر کرنے والا، اے بندے میں تیرا رازق، اے بندے میں تیرا مددگار، اے بندے میں تیرے علم میں، اے بندہ میں تیرا احد، اے بندہ میں تیرا خلیل، اے بندہ میں تیرا خدا، اے بندہ میں تیرا غفار، اے بندہ میں تیرا قہار کے ساتھ رحیم، کریم، معافی دینے والا، باغ دینے والا، روزی دینے والا، سجدہ کرانے والا، بچانے والا، مغفرت دینے والا، مات دینے والا، یقین، محکم، حاکم، بادشاہ، سربراہوں کا سربراہ، اے بندے تیرے حصّے کا ذکر فکر دین و دنیا علم کی دولت کا تمہیں میرے کلام قرآن حکیم میں مجھے پانے، مجھے ڈھونڈنے، مجھے محسوس کرنے کے سب راز ہیں، اب بندے تمہیں کتنا مجھ سے پیار ہے وہ تو محنت کر، تو تحقیق کر مجھے پانے کی، پرکھنے کی، اے بندہ رہبر لے لے جو تمہیں آسانی والے راستے بتائے اور تجھے تیرے دل میں موجودگی کا راز محسوس کرنا اور مجھ سے مدد کی طلبی کے راز عیاں کرے گا۔ میری بات میرا کلام آسان بھی ہے اور مشکل بھی۔ جسے میں چاہوں آسان کر دوں، جسے میں

چاہوں مشکل کر دوں بغیر استاد کے صرف محمدؐ ہی تھا جس کا میں استاد تھا اور میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ بندہ اگر میرا قرآن تجھے سمجھ نہ آئے تو استاد حاصل کر، مرشد مجھ سے مانگ رَہبر کے لیے کوشش کر میں نے تجھے قلیل علم دیا ہے، جُھک جاؤ تو تمہیں میرے ملنے کا علم اور معلومات فراہم ہو، جُھک جاؤ اُس انسان کے سامنے جو میرے آگے صدیوں سے جُھکا ہے، وہی تم کو میرے ملنے کا پتہ دیگا ورنہ بھٹک جاؤ گے اور تمہیں شیطان ورغلاتا ہے بخل پر اور ڈراتا ہے تجھ کو مفلسی سے، محتاجی سے ڈراتا ہے اور دولت اکٹھی کرنے کا دعوت نامہ دیتا ہے اور تجھے بیماری کے خطرے کے منظر دکھا کر لوٹا دیتا ہے، تیرا ایمان علم تیرا تجھے نہیں بچا سکے گا ملعون سے، اس لیے ہادی سے ہدایت حاصل کر، چاہے سر کا سودا کرنا پڑے، سودا سستا ہے مجھے ملنے میں تجھے اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑے تو فیصلہ اچھا ہے میں نے تیرے لیے سورۃ عصر میں سمجھایا ہے اور سورۃ ملک میں اور سورۃ یاسین میں تجھے بچنے کے لیے طریقے بتائے اور سمجھائے ہیں، میرے سوار ہبر مشکل ہے لیکن تیرے علم نے تجھے مجھ سے روکا ہے، اس لیے حاصل کر مرشد رہبر، سیکھ سنت حضرت محمدؐ میرے پیارے محبوب کی شریعت سے میرے پیارے کی طریقت کر، میرے نبی رسول محمدؐ کی معرفت سے میرے پاس آ، میرے محمدؐ سے حقیقت سیکھ کر میرے اور قریب آجا، میرے ولیوں سے میرا کلام سُن، میرے مجدد سے قرآن سیکھ، میرے قلندر سے قربانی سیکھ، میرے غلام سے غلامی سیکھ، میرے قطب سے قائم ہونا سیکھ، میری خوشبو محبوب الٰہی خواجہ معین الدین غریب نواز سے عاجزی سیکھ، میرے عاشقوں سے جلنا، عشق و محبت سیکھ، ولایت ہے محمدؐ کی غلامی سے علم سیکھ، مولا علیؑ سے بہادری سیکھ، حسینؑ سے عشق سیکھ، عشق میں گردن کٹانا سیکھ۔

از طرف آستانہ امن پور
گھوٹکی

بخدمت جناب عزت مآب حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ، علی مرتضیٰ، ابوتراب، شیر خدا، محمدؐ کے پیارے، مشکل کُشا، مولا علیؑ، سب انسانیت کے مولا، سب کے آل رسولؐ، بالا آپ کی شان کو جُھک کر السلام علیکم! عرض ہے کہ آج اسلام کو بہت سے خطرے آگئے ہیں اور بہت سے خطروں نے جکڑ لیا ہے اور مصیبتوں نے آگھیرا ہے اور خاص طور پر ہمارا ملک پاکستان جو اسلام کا قلعہ ہے اُس کو بہت سے خطرات لاحق ہیں، آپ مہربانی فرمائیں آج آپ کی اسلام کو بہت ضرورت ہے، آپ کے کوئی بھی پُر وقار آپ کا دوست کوئی صلاح الدین ایوب یا محمد بن قاسم کوئی نہ کوئی ہم کو درکار ہے رحم فرمائیں اور عنایت فرمائیں۔

اللہ ہو حق موجود

آپ کا بندا ہوں آپ بندا پرور ہیں

بے نام ناچیز خیر اندیش میں دنیا کا

از طرف کائنات کمال آستانہ پنجتن، عرش عظیم، مقام محمود سے نزد شہنشاہ، زمین و عرش علیؑ مولا

خط

اے بنداء طالب مولا تیری پہچان میرے بندوں کے بندے کا تو بندا ہے اس لیے اس ناطے سے روحانی غلاموں میں سے تو ہماری فہرست میں آتا ہے اور علیؑ کے غلاموں والی فہرست میں حضرت واحد بخش نمانو سائیں نے تمہاری سفارش کی تھی اس لیے تیرا نام مجھے یاد ہے اور تو واقعی نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اُمت میں سے تو ایک ادنیٰ فرد ہے تُوں اس لیے یاد ہے کہ تو نے جو نعت اور قصیدے ہماری شان میں لکھیں ہیں وہ میں نے عرشِ عظیم پر آویزاں دیکھے ہیں اور پڑھے اِس لیے ہیں کہ جو دل کی گہرائی سے تُو نے شان ہمارے پنجتن پاک کی لکھی ہے ہم نے پڑھی بھی ہے اور محسوس بھی کی ہے شاباش میری طرف سے تجھ کو اور تیرے لیے یہ خوشخبری ہے کہ تیرا مرشد حضرت نمانو سائیں میری محفل میں آتا ہے اور جُھک کر بیٹھا ہوتا ہے وہ دنیا میں بھی نمانا تھا اور یہاں ہمارے پاس جنت میں بھی نمانو کے نام سے ہی مشہور ہے یہ نام اس لیے کسی نے تبدیل نہیں کیا کیونکہ حضرت راضی سائیں سندھی تھانہ چونگ والے نے نمانا نام رکھا تو اس لیے مجھے علی المرتضیٰ کو بھی پسند ہے اور واقع واحد بخش نمانا ہی ہے۔

اے بنداءِ طالب مولا باقی تم نے جو لکھا ہے کہ اسلام کو خطرہ ہے یہ خطرہ نہیں مسلمانوں پر آزمائش ہے جو اصلی مسلم ہو گا وہ جنگ جدل سے نجات پائے گا اور جو جنگ چاہے گا وہ ہم میں سے نہیں اور ہماری وجہ سے جو کائنات بنی ہے اس کائنات کے ایک حصّہ یعنی دنیا میں جنگ و جدل اور افراتفری پھیلائیں گے وہ ہم میں سے نہیں ہیں اور نہ ہی وہ مسلمان اور انسان ہیں ہم تو اسلام کے سپاہی تھے حضرت محمدؐ کے صحابی تھے جب ہم نے ناحق جنگ نہیں لڑی تو اب مسلمان جو اپنی صرف اپنی اَنا کی جنگ لڑ رہے ہیں، اسلام کی جنگ نہیں امن ہی ہمارا شیوہ ہے ہمیں انسان کا خیال رکھنا چاہیے اب سب انسان مسلمان ہی ہیں اگر تم ان کو مسلمان کرنے کی دھمکی نہ دو وہ خود ایسے کام اختیار کریں گے جس میں مسلمان خود حیران ہونگے اور ایسے ایسے کام کرینگے کہ اسلام کا بول بالا ہو گا یہ تو میرا پیغام تھا تم دنیا والوں کو اے طالب مولا میں یہ آپ کے خط کا حوالہ جو دلوں کے بھید جانتے تھے اور ہیں میرے ہادی، میرے نبی، میرے رسول، میرے پیارے، میرے رہبر، میرے محسن، میرے پرور، میرے محبوب، اور میرے مالک حضور حضرت محمدؐ کو ضرور تمہارے دنیا والوں کے مسائل سے

آگاہ کروں گا پھر وہ جانے اور اللہ جانے اور تم دنیا والے ۔ وہ ہی رحمت العالمین ہے وہ ہی آپ کی شفارش اللہ سے کریں گے۔

کیونکہ میں نے صرف انسانوں کی بات کی ہے جو تم نے اسلام مسلمانوں کے بارے میں لکھا ہے وہ آپ کو ضرور پتہ ہو گا پاکستان ہمارے نام سے بنا ہے تو یہ دائم قائم رہنے کے لیے بنا ہے ضرور اوپر نیچے حالات ہمارے وقت میں بھی تھے اور تم نے دیکھا مجھے بھی حق کی خاطر لڑتے ہوئے شہید کر دیا گیا میں نے ان قاتلوں کے ساتھ بھی شریعت محمدیؐ کے مطابق رویّہ رکھا اللہ نے ان سب کو ہدایت دی کیونکہ ہم نے شریعت کے خلاف کوئی سزا نہیں دی تاکہ بے وجہ بے حرمتی انسان کی نہ ہو ہم صرف انسان کے لیے رحمت نہیں بلکہ پوری کائنات کے لیے رحمت ہیں اب آپ لوگوں کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیے اپنی مسلمانی اَنا کو چھوڑ کر انسانیت والا رویّہ رکھو مسلمان میں انسان ہے اور انسان میں مسلمان ہے بس اے بندے میرے اقوال اور محمد پاکؐ کی حدیث پر اور اللہ کے قرآن پر بھروسہ کرو انشاء اللہ آپ کو آسانیاں میسر آجائیں گی، اپنے دین کی رَسّی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اللہ تمہارا حامی وناصر۔ آپ سب دنیا والوں پر اللہ کی رحمت ہو (آمین)

اللہ اور بندے کے رشتے، راستے

ڈاکٹر خورشید صاحب نے سوال کیا اللہ اور بندے کا رشتہ اور جانے کا راستہ کونسا ہے؟

جواب:- میں نے کہا ڈاکٹر صاحب آپ اور آپ کے دوسرے ڈاکٹر بھائی دونوں ایک باپ کی اولاد ہیں۔ آپ نے اور آپ کے بھائی نے مشترکہ ہسپتال کھولا ہے اور آپ ہی پہلے ڈاکٹر بنے اور آپ ہی ہسپتال کے پہلے خود مالک تھے۔ اپنے بھائی کو آپ نے حصّہ دار بنایا اور اس کو اپنا ہسپتال چلانے کے لیے دیا۔ مثال کے طور پر اگر کوئی ڈسپینسر غلط علاج کرتے ہوئے پکڑا گیا تو آپ اپنے بھائی انچارج کو ہی ہدایت دینگے اور کہیں گے کہ آئندہ ان لوگوں کو معاف نہ کرنا اور احتیاط کرنا بس اسی طرح ڈاکٹر خورشید صاحب یہ رشتہ اللہ اور اُس کے رسول بشر محمدؐ کے درمیان بھی ہے جو دنیا میں اللہ رب العزت کے نائب ہیں۔ اِسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبیؐ کو پہلے ہی ایڈوانس میں خبر دے دی تھی۔ اب اگر اُن کے اُمّتی جو مسلمان ہیں غلطی کرینگے تو رسول کو تو اللہ کچھ نہیں کہے گا۔ بس یہ رشتہ اور راستہ اللہ اور اُس کے رسول کا ہے۔ اس طرح ڈاکٹر خورشید صاحب اگر آپ اور آپ کے بھائی باپ کی ملکیت میں سے مشترکہ کاروبار شروع کروگے تو غلطی تم دونوں بھائیوں سے ہوگی لیکن باپ آپ دونوں بھائیوں کے علاوہ آپ کے ملازمین کو بھی ڈانٹیں گے۔

ڈاکٹر خورشید صاحب اسی طرح یہ رشتہ ہے مرشد اور مرید کا اگر غلطی کوئی مرید کرے گا تو اللہ تعالیٰ مرشد پر بھی سوال اُٹھائے گا کیونکہ مرشد نے اللہ سے سفارش کی ہوتی ہے اس بے کار بندے کی اس ناکارہ انسان کی تو اللہ ضرور بندے سے کامل مرشد کا پوچھے گا، کامل مرشد کا طالب کے ساتھ ایسا ہی رشتہ ہوتا ہے۔

ڈاکٹر خورشید صاحب نے دوسرا سوال پوچھا کہ کیا وہ بندہ بہتر ہے کہ جو ہر وقت الگ جگہ وحدانیت میں عبادت کرے یا جو اِدھر اُدھر گھوم کر مخلوق کے کام اور دنیا داری میں مگن ہو؟ میں نے صاحب سے گذارش کی کہ ڈاکٹر آپ کا کوئی ذاتی نوکر ہو اور آپ اُس کو سمجھا کر بھیجو کہ میرے ذاتی کلینک پر جا کر صفائی کرو اور مریضوں کی تیمارداری کرو اور مریضوں کو حوصلہ دو اور ان کو علاج کرانے پر مطمئن کرو اور ملازم (ڈسپینسر) جا کر کلینک پر کچھ نہ کرے اور ڈاکٹر کی تعریف کرے اور ڈاکٹر خورشید کے قصیدے پڑھے کہ واہ ڈاکٹر، میرا ڈاکٹر اچھا ڈاکٹر وغیرہ یہ کہتا رہے جب آپ ڈاکٹر صاحب وہاں جائیں تو

یہ دیکھ کر آپ کیسا محسوس کریں گے کہ کلینک پر کباڑ جمع ہے، بدبو آ رہی ہے، مریضوں کی شکایت کے انبار لگے ہیں تو آپ پر کیا گذرے گی یہ صرف آپ اپنے اوپر سوچو۔ڈاکٹر خورشید صاحب نے فوراً کہا کہ میں ڈسپینسر کو نکال دوں گا اور ہو سکا تو سزا بھی دوں گا۔ میں نے عرض کی کہ اگر کوئی بندہ ایسے ہی دنیا میں آکر کوئی کام نہ کرے جو کہ خود اللہ سے سیکھ کر آیا تھا اور جس کام کا عالمِ ارواح میں اللہ سے وعدہ یعنی اللہ کے حکم ماننے اور اللہ کی زمین کو فساد سے پاک اور لڑائی کی گندگی اور بُغض و نفرت کی فصل بونے کا حصّہ نہ بنے۔

ڈاکٹر خورشید صاحب مثال کے طور پر آپ خدا ہیں اور نوکر (ڈسپینسر) بندہ ہے آپ نے جیسے نوکر کو ہدایت دی کہ کلینک صاف اور مریضوں کا خیال رکھو تو اُس کے کام نہ کرنے اور حکم نہ ماننے پر آپ گرم ہو گئے اور آپ طرح طرح کی سزا سوچنے پر مجبور ہو گئے اور وہ بھی نوکر کی ایک ہی دن کی غلطی کرنے پر اللہ وہ ہے ڈاکٹر جو ہم بندوں کے ساتھ ہر پل غلطی کرنے کے باوجود بھی کئی کئی سالوں تک معاف کرتا رہتا ہے اور ہم کو یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ ہمارے مالک نے ہم کو کس کس بات سے روکا ہے اور کس کس کام کے کرنے کا حکم دیا ہے ہم اتنے بے پرواہ ظالم بن گئے ہیں اور اپنے ہی اوپر ظلم کرتے ہیں۔

میں محمد شاکر مشکور ہوں شکور کا اور اُس کی اعلیٰ ظرفی سے تقویٰ رکھتا ہوں یہ بے جان مثال دیکر میں نے اپنے دوست کو سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ ہم دنیا میں ڈسپنسر (نوکر) کی طرح ہیں صرف نماز روزہ یعنی اللہ کی تعریف کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی حکم عدولی بھی کرتے ہیں جو ہمیں نہیں کرنی چاہیے، میرے مالک مجھے معاف کرنا کیونکہ میں نے سمجھانے کے لیے یہ مثال دی ہے۔ آمین۔

دل کی زبان دل والوں کے کان

مجھ پر اللہ کی بے انتہا مہربانی رہی ہے کہ مجھے اللہ نے موقع دیا بزرگوں کی خدمت کرنے کا،بظاہر تن سیوا بھی۔ بزرگوں کی اندرونی بات سمجھنے میں کافی دفعہ ایسا ہوتا کہ میں اپنے بابا سائیں مرشد ہادی نمانو سائیں کے پاس بیٹھا ہوتا اور بابا سائیں کو میں پانی پیش کر دیتا تو بابا سائیں بہت خوش ہو جاتے اور کافی بار اس بات کا میری پیٹھ پیچھے اظہار بھی کر دیتے یار شاکر صاحب کو کیسے پتہ چل جاتا ہے کہ مجھے پیاس لگی ہے اور ایسا ہی بھوک کے وقت چاہے مغرب کا وقت ہو یا عشاء کا یعنی بغیر وقت کے بھوک لگ جاتی تو میں سمجھ جاتا پتہ نہیں کون سی ایسی طاقت تھی یا کیا ایسا تھا جو میں سمجھ جاتا اور کچھ نہ کچھ میں پیش کر دیتا یا روٹی وغیرہ کا خدمتگار کو کہہ دیتا چونکہ بابا سائیں کان سے کم سنتے تو جب کھانا آتا تو بہت خوش ہوتے اور خدمتگار کو کہتے کہ مجھے بھوک لگی ہوئی تھی تمہیں کیسے پتہ چلا تو خدمتگار میری طرف اشارہ کر کے کہتا کہ یہ شاکر صاحب نے کہا تھا اور بابا سائیں مجھ سے خوش ہوتے اور بہت ہی پیار بھری نظر سے دیکھتے کیونکہ بابا سائیں کم گو تھے اور بابا سائیں دنیاداری کی کوئی گفتگو نہ کرتے تھے۔ جب بھی بات کی،وحدانیت اور تعریف محمد مصطفیؐ کی کرتے، ہم انسانوں پر احسانوں کی گفتگو کرتے یا انسان کے انجام کی بات کرتے یا اپنے مرشد راضی سائیں کی گفتگو کرتے۔ بابا نمانو سائیں اکثر آرام میں ہی ہوتے یعنی جسے ہم کہیں کئی کئی گھنٹوں تک آنکھیں بند کر کے ٹیک لگا کر بیٹھنا۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ جب بھی میں نے بابا سائیں کی ٹانگیں یا جسم دبایا یا آرام کے لیے خدمت کرنے کے لیے تو اللہ نے بڑی مہربانی کی مجھ پر کہ کبھی بھی بابا سائیں کو درد کی جگہ میرا ہاتھ نہ لگا کیونکہ سائیں کا بدن اکثر زمین پر لیٹے لیٹے زہریلے کیڑے مکوڑوں کے کاٹ جانے سے زخمی ہوتا تھا یا کوئی ٹھیس وغیرہ یا لیٹے لیٹے کوئی زخم ہوا ہوتا تو میں نے کبھی بھی بغیر دیکھے بھی مجھ سے اللہ نے زخم پر ہاتھ نہیں رکھوایا۔ اور اکثر ایسا ہوتا کہ کسی کا بھی بابا سائیں کے دُکھتے زخم پر ہاتھ لگ جاتا تو سائیں کی اُف نکل جاتی تھی۔ میری زندگی میں کبھی ایسا نہ ہوا کہ بابا سائیں کے جسم پر کبھی ہاتھ لگا ہو کبھی کسی بھی بے خیالی میں کبھی زخمی حصّے پر ہاتھ لگا یا ہو یا لگا ہو جو بابا سائیں کو ناگوار گزرے۔ یہ سب کچھ لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ جب انسان کو کسی انسان سے محبت ہو جاتی ہے تو اندر کی آواز اندر کی کیفیت خود بخود سمجھ میں آجاتی ہے۔ یہ ایک عاشق کی معمولی سی جھلک ہے جو میں نے بیان کی ہے۔

معشوق کی حرکات وسکنات :-

یہ واقعہ جو میں لکھ رہا ہوں یہ بہت پرانا نہیں ہے یہ پنوعاقل کے آس پاس کے ایک عاشق کا ہے عاشق بننے سے پہلے وہ گائے، بھینس چراتا تھا وہ ایک دن پنوعاقل شہر میں آیا اور ایک ہندو لڑکی کو اپنے سامنے گذرتے ہوئے دیکھا اور اس پر فدا ہو گیا اور اس کے عشق میں مبتلا ہو گیا، عشق کا اتنا اثر ہوا کہ وہیں کھڑا رہ گیا، یہاں تک کہ رات ہو گئی مگر یہ وہیں کا وہیں کھڑا رہا۔ پڑوسیوں نے دھکّے دے کر دور بھیج دیا لیکن دور جا کر بھی سکتہ طاری ہوا وہیں کھڑا رہا گاؤں سے ماں باپ عزیز واقارب ڈھونڈتے ڈھونڈتے وہاں پہنچے اور اپنے ساتھ اسے واپس لے کر آ گئے پھر وہ چرواہا عاشق گم سُم رہنے لگا۔ بہت دن گزر گئے یہ عاشق مشہور ہو گیا۔ آس پاس کے لوگ اس سے اس کی معشوقہ (ہندو لڑکی) کے بارے میں پوچھتے تو وہ سکتے میں آجاتا آنکھیں ٹھہر جاتیں اور زبان سے یہ بے اختیار بولتا جیسے اب وہ برتن دھو رہی ہے اب وہ ہاتھ دھو رہی ہے اب وہ کھانا پکا رہی ہے اب وہ جھاڑو دے رہی ہے یہ سارا ماجرا لوگوں میں عام ہو گیا ایسے کوئی نہ کوئی معلوم کرنے کے لیے سیانے بندے اور بڑی عمر کے لوگ آ کر طرح طرح کے سوال کرتے کہ بھئی اب تیری معشوقہ کیا کر رہی ہے تو عاشق چرواہے کی آنکھیں ٹھہر جاتی ہیں، سکتہ طاری ہو جاتا اور اسی حال میں بولنا شروع کرتا ہے کہ اب سوئی دھاگے سے ٹوپی بُن رہی ہے، اب بات کر رہی ہے، اب آٹا گوندھ رہی ہے، اب آگ جلا رہی ہے، اب آگ جلانے کے لیے پھونکنی سے دھواں ختم کرنے کے لیے ہوا دے رہی ہے، اب اس کی آنکھوں میں دھواں چلا گیا پانی آ رہا ہے آنکھوں سے، اب لڑکی کی ماں نے آ کر مدد کی وغیرہ وغیرہ یہ داستان مشہور ہو گئی کہ لوگوں کو اس کا پاگل پن نظر آنے لگا ویسے وہ عام حالات میں بہت دانش مند بندہ تھا اس لیے لوگوں کو تجسس ہوا کہ ایسا کچھ کیا جائے کہ اس کے عشق کے اثرات کو آزمایا جائے، انہوں نے گاؤں کی کچھ عورتوں کو تیار کیا وہ ہندو لڑکی کے گھر کوئی بہانے سے چلی گئیں اور جو منصوبہ بنانے والے تھے انہوں نے ظہر کا وقت مقرر کیا تھا۔ منصوبے کے مطابق عورتیں بھی ہندو لڑکی کے گھر ظہر کے وقت جائیں اور عاشق چرواہے سے بھی انہوں نے پوچھنا شروع کر دیا کہ لڑکی کیا کر رہی ہے۔ عورتوں نے بھی ہندو لڑکی کی ماں کے ساتھ بے وجہ گفتگو شروع کی لیکن نگاہیں عورتوں کی اس لڑکی پر تھیں کہ وہ کیا کر رہی ہے۔ جھاڑو کس وقت دیا، کپڑے کس وقت دھوئے، دھو کر سکھائے منہ ہاتھ دھویا پانی پیئا چھوٹی موٹی کوئی چیز کھائی یہ سب عورتوں نے بہت غور سے دیکھا۔ کافی دیر تک عورتیں ہندو لڑکی کے گھر موجود رہیں اور واپس گاؤں آئیں۔ گاؤں والوں نے مجمع اکٹھا کیا ہمیشہ کی طرح معشوقہ لڑکی کے بارے میں اس کی حرکات وسکنات کو عاشق سے پوچھا اور کچھ پڑھے لکھے لوگ اس کی حرکات وسکنات لکھ بھی رہے تھے بمطابق وقت کے منصوبہ بندی کرنے والے لوگوں نے آپس میں

طے کیا کہ عورتیں جو لڑکی کے گھر سے آئی ہیں ان سے ہندو لڑکی کے بارے میں جو معلوم ہوا وہ کاغذ پر لکھیں گے پھر لکھا ہوا یہ مِلا کر دیکھیں گے کہ عاشق سچا ہے یا جھوٹا فریبی ڈھونگی ہے۔ یہ سارا منصوبے کے مطابق طے کیا گیا اور پھر بھرے مجمعے میں جو عورتوں نے دیکھا وہ سارا احوال مجمعے کو پڑھ کر سُنایا اور وہ ساری باتیں جو مجمعے والوں نے عاشق چرواہے سے پوچھی تھیں وہ بھی پڑھ کر سنائیں اس زمانے میں ٹیلیفون یا موبائل کا تصوّر بھی نہیں تھا۔ عاشق کا ماجرا سُن کر اور ہندو لڑکی کے گھر بھیجی گئی عورتوں سے جو نشانیاں ملیں اس کے بعد وہ عاشق مشہور ہو گیا اور آج تک سچا عاشق مانا جاتا ہے یہ واقعہ اس لیے دُھرا رہا ہوں تاکہ میرے مرشد نمانا سائیں اور میرے درمیان چھوٹی سی جھلکِ عشق بتائی جاسکے اس واقعہ سے بزرگوں کے خدمتگار لوگوں کو سکھانا چاہتا ہوں کہ تن سیوا کتنی بڑی بات ہے نہ اس میں بڑی ذات ہے عقل کو مات ہے یہ تو بس خدمت کی بات ہے چاہے دن میں کرو چاہے رات میں۔ تن سیوا ماں کی، باپ کی، مرشد کی، کسی پڑوسی بزرگ کی، کسی کی بھی کی جاسکتی ہے رشتہ دار کی بھی تن سیوا کی جاسکتی ہے۔ اللہ دینے والا ہے وہی رحیم ہے، کریم ہے، غفور ہے اس سے صلہ رحمی کا صلہ مانگنا ہی ہماری عبادت ہے اس سے سب کو مانگنا چاہیے۔

میں محبت میں تیرا مقروض ہوں قرض اُتاروں کیسے
معاملہ سمجھ میں آتا نہیں محبت کی معلوم زبان نہیں فرض پورا کروں کیسے

دغا بازوں سے جان چھٹتی ہے دے کر دنیا کو دولت دنیا کی
سودا سستا ہے دنیا اُس میں دغا باز تیرے درباری ہونگے

از طرف محمد شکور شاکر نمانو

02-12-2013

بخدمت میری پیاری ماں کے۔ قدموں پر دونوں ہاتھ رکھ کر

مضمون: دُعا کی درخواست اور دادرسی کیلیے دین کی دولت بن جائے۔

دُعا کا طالب ہوں اور ہمیشہ سے ہی تیری دُعا کا طالب اور ہمیشہ کیلیے دُعا کی درخواست کیلیے آپ کا بیٹا شاکر بیکار، بے غور آپ کا غلام غلطی سے ہی سہی عرض کرتا ہوں دنیا میں غرق ہونے سے پہلے ماں میں نے سب کام جو بھی اس دنیا میں آکر کیے اُن سب کے بظاہر آپ مخالف تھیں اور مجھے ڈانٹتی رہتی تھیں۔ جیسے صبح صبح بہت ٹھنڈ اور دُھند بھی چھائی ہوتی اور میں پہلوانی کے شوق میں تیل گھر سے لگا کر ورزش کیلیے جاتا تو آپ مجھے ننگے بدن پر تیل لگا کر اتنی سردی میں چلنے سے روکتیں، میں بھی اوپر کے دل سے دلاسے دیتا کہ مجھے کچھ نہ ہوگا میں بیمار نہیں ہونگا یہ سلسلہ کافی سالوں تک چلا اور میں کنڈہ کا ایک مشہور پہلوان بن گیا اور دور دور سے لوگ مجھے نقدی دے کر اپنی ٹیم کا حصہ بنانے کیلئے لے جاتے اور میں ان پیسوں میں سے کچھ آپ کو دیتا تو آپ وہ چند سو روپے پھینک دیتی اور کہتی کہ ہاتھ پاؤں تڑوا کر آؤ گے کبھی! لیکن مجھے ماں کے اندر کا پتہ تھا اور میرے ہر وقت دوستوں کا تانتا بندھا ہوتا تھا آپ کھانا تو دے دیتی تھیں لیکن ناگواری سے، مگر مجھے معلوم ہوتا تھا کہ آپ اندر دل سے ناگوار نہیں ہو ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اسکول کی پڑھائی کے علاوہ ہر کھیل میں کامیاب ہوتا اور کالج میں بھی پڑھائی بالکل نہیں کی لیکن آپ ہی کی دعا سے کامیاب رہا۔ میری ماں آپ تو کبڈی کے خطرناک کھیل کے لیے منع کرتی تھیں لیکن ابو اشارے میں میری حوصلہ افزائی کرتے تھے جس کی مثال آپ کو یاد دلواتا ہوں کہ ہر وقت آپ کے یہاں بھینسیں ہوتیں جن کا آپ دودھ بیچتی تھی اس دودھ میں سے ابو میرے ہی لیے انتظام کرتے لیکن آپ سے اظہار نہ کرتے اور امی جان آپ کو یاد ہوگا کہ اُس زمانے میں سب لوگ بڑے کا گوشت (beef) کھاتے لیکن ابو خود اپنے لیے آدھا سیر (کلو) بکرے کا گوشت لے آتے اور مجھے بھی ساتھ کھلاتے۔ اس سازش کو آپ نہ سمجھ پاتیں ابو بکرے کا گوشت صرف میرے لیے لیکر آتے اور میرے پیارے ابو میرے جگری دوست تھے، مجھ کو ساتھ رکھتے اور جب شہر کے لوگ آکر میرے کھیل کی تعریف کرتے تو میرے ابو اندر ہی اندر خوش ہوتے اور اگر سرکاری باغ کے میدان میں ہر جمعہ کو کبڈی کا مقابلہ ہوتا تو خود ابو دیکھنے نہ آتے ہمارے نوکر بلو اور رَفو دونوں کو کبڈی کا میچ دیکھنے کیلیے چھٹی دے دیتے اور رات کو ان سے طریقے سے پوچھتے ابو میرے کھیل کے بارے میں اچھا سن کر خوش ہوتے لیکن اُن نوکروں کو ظاہر نہیں کرتے اور غصے سے کہتے کہ شاکر ہاتھ پاؤں تڑوائے گا مگر مَن ہی مَن میں بہت خوش ہوتے تھے۔

یہ سلسلہ چلتا رہا بس امی میں ابو کی اور بات بتا کر آپ کو دُکھی نہیں کرنا چاہتا بس یہ بات لکھ کر بتانا چاہتا ہوں کہ آج مجھے اس کا موقع ملا ہے اس لیے میں نے یہ درخواست دی ہے کہ ہمیشہ آپ مجھے کسی کام سے روک دیتی ہیں اور کہتی ہیں یہ فضول ہے۔ اس لیے میری درخواست ہے کہ مجھے کتاب لکھنے کی اجازت دیجئے اور وہ بھی لکھت میں۔ ایک لائن ہی لکھ دیں اپنے ہاتھ سے کاغذ پر کیونکہ آپ کی مرضی میں شامل کرنا چاہتا ہوں ۔ یہ کام آپ کو بالکل ہی فضول لگے گا میں آپ کی عادت سے واقف ہوں۔

آپ کا پیارا بیٹا دُعا کا طالب
شاکر

ازطرف عاجز ناتواں

ٹائم: 2:59PM **تاریخ: 31-12-2016**

بخدمت جناب بے حد جناب بھید دل کے جاننے والے پھر بھی بات بحر حال

اے اللہ میرے پیارے اللہ میرے مٹی سے بنے بدن کے خالق عاجزی سے اور توبہ زاری سے عرض ہے اور مجھ ذرے کو تیرا ہی حکم ہوا ہے، تجھ سے ہی بات کرنے کا تو نور ہے، نور سے آگے کا نور ہے، میں ایک مٹی کا پتلا ہوں، تو بے بہا، بے وزن بے تول نہ کوئی پیمائش ہے یا تو میں تجھ سے بہت بہت دور ہوں اور ہوں کہ بھی نہیں ہوں یا تیرا میرا کوئی فاصلہ ہی نہیں وہ بھی تیری مرضی ہے کہ مٹی کے پتلے کو کیا اہمیت دیتا ہے میں ہاتھ جوڑ کر نادار وناتواں بندہ عرض کرتا ہوں میرے مالک کیا ہو گیا ہے اس دنیا کو یہ ایسی کیوں ہو گئی ہے ؟ دنیا کا کیا ہو گا اب اس جہاں کا پھر بدل کیا ہو گا وہ جہاں بھی یا مالک میرے اس ملک میں کہاں سے آگئی یہ بے وجہ قتل وغارت کے گناہ، حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ سب کو فنا ہونا ہے پھر بھی دماغ میں بغض پال کر سب نے گھنا جنگل بنالیا ہے۔ میرے اللہ تیری اعلیٰ شان ہے اور اعلیٰ سے بھی اعلیٰ تیری قدرت ہے اور میری پر خلوص التماس ہے اب دنیا کو دین دے دے میرے محمدؐ کی دل میں دعا کی دوا بھر دے نہ نماز ہماری قضا ہو۔ معافی دیدے نہ اب کوئی سزا ہو میرے پروردگار تو پروردگار ہے اب اس کائنات کو جہاں کو معافی نصیب فرمادے۔ تاریخ اس دنیا کی تلخ ہے محبت میں بدلنا تیرے ساتھ کسی کا کوئی تنازعہ نہیں ہو سکتا ہے یا مولا اپنے من میں دعا کا مزا لے رہا ہوں جیسے میری دعا آپ نے قبول کر لی ہے یا اللہ میرے دل پر خط کا جواب لکھ دے۔ ایک پل میں سب ٹھیک کر دے، تیرے آگے کچھ مشکل نہیں۔ امن کی تاریخ بدلنے کا انتظار مجھے رہے گا آپ کا ناساز آپ کے حکم سے بنا ہوا عاجز بندہ محمد شکور شاکر نمانو۔

حضرت محمدؐ میری روح کے بھی محبوب

ایک دفعہ میں اور میرے پورے گھر والے اور میرے دوست ڈاکٹر خورشید صاحب اور ہمارے عزیز دوست عمرہ کے لیے کعبتہ اللہ گئے اور پھر مدینہ پاک گئے ہم نے جو وہاں نظارے دیکھے وہ بتائے نہیں جاسکتے اور حکم بھی نہیں لیکن جو میرے مطابق سبق آموز ہے یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں، میری ان باتوں کو کوئی سمجھے یا نہ سمجھے یہ قسمت کی بات ہے ہم جب کعبہ کا طواف کرنے کے بعد جہاں بھی بیٹھے وہاں ہمیں کئی دفعہ بیٹھنے میں مشکلات درپیش آئیں اور مشکل سے نماز کے لیے جگہ ملتی اور تکلیف سے نماز پڑھنی پڑتی اور ایمیگریشن (Immigration) کاؤنٹر پر لمبی لمبی قطاریں لگی ہوتی اللہ اللہ کر کے میرے بچوں کو ایک سعودی آفیسر ایمیگریشن (Immigration) کاؤنٹر کی لائن سے نکال کر ایسے لے گیا جیسے اسے کسی نے میرے بچوں کے استقبال کے لیے خصوصی طور پر بھیجا ہو لیکن میں اور ڈاکٹر خورشید صاحب تقریباً 6-5 گھنٹے لائن میں کھڑے رہے ہم تھک کر چُور ہو گئے یہ میری زندگی کا انتظار میں کھڑے ہو کر بے بسی اور غصّے کا پہلہ واقعہ تھا غصّہ مجھے اس لیے آرہا تھا کہ ایمیگریشن (Immigration) کاؤنٹر پر جو بھی آفیسر بیٹھے تھے زیادہ تر نوجوان تھے، رات کا ٹائم تھا وہ سعودی نوجوان آپس میں مذاق مستی کر رہے تھے اور دوسرے کاؤنٹروں پر ہمارے سامنے لڑکیاں موجود تھی وہ بھی ایک دوسرے سے باتیں کرنے میں مشغول تھیں میری خواہش تھی کوئی ان کا بڑا آفیسر ان کے اوپر چھاپا مارے اور ان کو سزا دے کیونکہ ہم عمرہ کرنے والے زائرین لائن میں لگے ہوئے تھے اور بہت تنگ تھے لیکن میری طرح وہ بھی بے بسی کا منظر پیش کر رہے تھے ساڑھے 3 گھنٹے بعد ایک بڑا آفیسر آیا جو عمر میں بھی سینئر لگ رہا تھا ہم دیکھ کر خوش ہوئے کہ اب ان کو ڈانٹ پڑے گی اور یہ کام تیزی سے کریں گے لیکن ہمیں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ وہ خود بھی اُن سے محوِ گفتگو ہو گیا اور ہنسنے لگا آفیسر کے آنے سے پہلے تو تھوڑی بہت کاؤنٹر پر چیکنگ ہو رہی تھی لیکن اُس آفیسر کے آنے سے 6 چھ عدد کاؤنٹر کا تمام اسٹاف اُس کی باتوں کا ہنس ہنس کر جواب دینے لگے یہ دیکھ کر مجھے بہت دُکھ ہوا اور غصّہ آیا کہ ہم کس عظیم و مقدس مقصد کے لیے آئے ہیں اور یہ اتنی مغروری اور لاپرواہی کر رہے ہیں تذلیل کی حد ہو گئی تھی یہ حالت دیکھ کر سعودیوں سے بہت مایوسی ہوئی اس طویل انتظار کے بعد میں کافی تھک چکا تھا کیونکہ میں نے گھوٹکی سے سکھر پھر کراچی، کراچی سے دبئی، دبئی سے جدّہ کے لیے مصافت طے کی تھی اللہ اللہ کر کے میرا نمبر آیا میرے کاؤنٹر پر جو عربی نوجوان لڑکا تھا اُس کے دانت پر شاید ہیرے جڑے تھے یا انھوں نے سفید رنگ کی کوئی قیمتی دھات چڑھائی ہوئی تھی۔ اسٹائل سے اُس نے مجھے اشارہ کیا کہ جو کاؤنٹر پر انگوٹھے چیک کرنے کی مشین لگی تھی اُس پر اپنے انگوٹھے رکھ دو پھر اُس سعودی لڑکے نے مجھے پورا ہاتھ رکھنے

کے لیے اشارہ کیا تو میں نہ سمجھ سکا صرف ایک لمحے کے لیے اُس نے میری طرف غصّے سے دیکھ کر کچھ کہا اور میرا ہاتھ پکڑ کر جھٹک دیا اور پورا ہاتھ دیکھنے والی مشین پر دے مارا۔ اُس کے اس رویہّ سے میرے دل نے کہا کہ میں یہاں سے واپس چلا جاؤں اگر میری کچھ طاقت چلتی تو میں بھی اُس کے منہ پر زور سے تھپڑ ضرور مارتا کیوں کہ میرے ہاتھ کو اس نے جھٹک دیا تھا۔ شاید لڑکے نے بڑبڑاتے ہوئے مجھے ڈانٹا بھی تھا بحر حال ہم جدّہ سے کرائے کی گاڑی پر مکّہ چلے گئے اور رات کو سو گئے اور میرے بچے رات ہی کو عمرہ کے لیے چلے گئے، میں دُکھ میں ہوٹل کے کمرے میں جا کر سو گیا صبح میں بھی عمرہ کے لیے روانہ ہو گیا۔ عمرہ کرتے وقت ڈاکٹر خورشید صاحب گم ہو گئے بس پھر کیا تھا میں عمرہ بھول گیا اور ڈاکٹر کی تلاش کرنی شروع کر دی کیونکہ جو ہم نے موبائل کے لیے جدّہ سے سم خریدی تھی وہ سم کا نمبر ہم نے آپس میں ایک دوسرے کو نہیں دیا تھا تو اب کس طرح ڈاکٹر صاحب اور میں آپس میں رابطہ کرتے، پورے 7-6 گھنٹے کے بعد ڈاکٹر صاحب کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہوٹل آیا مجھے تشویش لاحق تھی کیونکہ ڈاکٹر صاحب کی عمر 60 سال سے زیادہ تھی اور کوئی 15 سال پہلے ان کے دل کا بائے پاس ہوا تھا اور بائے پاس کی وجہ سے دل کی گارنٹی بھی ختم تھی اور طرح طرح کے خدشے مجھے آنے لگے۔ میرا برا حال ہو گیا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ جہاں ہم سکون تلاش کرنے آئے تھے وہاں ہم بڑی مشکل میں پڑ گئے، اللہ اللہ کر کے ڈاکٹر مل گیا ہماری پریشانی ختم ہوئی لیکن اس پریشانی کی وجہ سے تھکن دور نہ ہو سکی۔ اس کے بعد ہم مدینہ منورہ میں اللہ پاک کے پیارے محبوب حضرت محمدؐ کے روضے مبارک پر گئے تو وہاں بہت زیادہ رش تھا اور اتنا زیادہ رش تھا کہ لوگ مِل مِل کر چل رہے تھے مجھے تشویش ہوئی کہ اگر ڈاکٹر خورشید صاحب پر تھوڑا پریشر آیا تو ایسا نہ ہو کہ پریشر سے سانس نہ رک جائے اس لیے میں نے بڑی طاقت سے ان کی حفاظت کی اور دھکے اتنے مل رہے تھے کہ سانس لینا بھی دشوار تھا کوشش کر رہے تھے کہ دیدار ہو جائے لیکن ہم روضہ مبارک کی طرف دیکھ بھی نہیں پا رہے تھے، میرے چھوٹے بیٹے علی ابو بکر کو اچانک شُرطہ (پولیس والا) نے جس کی ڈیوٹی روضہ مبارک پر تھی اٹھا کر حضورؐ کے روضہ مبارک کے سامنے چھوڑ دیا جو کہ ہمارے لیے بہت ہی کرشماتی بات تھی۔ پہلے دن کی طرح دوسرے دن بھی ایسا ہی ہوا کہ ہم لوگوں کو دشواری ہوئی اور آج بھی کل کی طرح کا واقعہ رونما ہوا شُرطے نے " علی ابو بکر" سے پوچھا کیا نام ہے علی نے جواب دیا علی ابو بکر شُرطے نے علی کو اٹھایا اور روضے مبارک اور دیدار کے درمیان جو دیوار تھی وہاں بٹھا دیا اور کہا کہ علی ابو بکر جا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے روضہ مبارک کے سامنے جا کر حضرت ابو بکر صدیقؓ سے مل آ جب کہ ہمیں روضہ مبارک سے دھکے ملے اس کے بعد ہم حضورؐ کے روضہ مبارک کے سامنے نیچے زمین پر بیٹھ گئے ابھی دس منٹ بھی نہ ہوئے تھے کہ صفائی والے آئے اور کہا اٹھو صفائی کرنی ہے۔ ہم وہاں سے اٹھے پھر مسجد نبوی کے احاطے میں بیٹھے، 15 منٹ ہوئے تھے تو پھر صفائی والے آ گئے کہ یہاں صفائی کرنی ہے، میں نے ڈاکٹر کو کہا کہ اب بھی سمجھ جا ڈاکٹر ہمیں اب بات سمجھ لینا چاہیے کہ ہمارے ہی

ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ ایک دن میں رات کو کھانے کی ریڑھی سے پلاسٹک کی تھیلی میں کھانا خرید کر وہیں زمین پر بیٹھ کر کھا رہا تھا اور اس کے بعد رات دیر سے مالٹا لینے کی تلاش میں نکل گیا مالٹے کی ریڑھی مجھے دن میں نظر آئی تھی اس کی تلاش میں نکل گیا، کیونکہ رات کافی ہو گئی تھی اس لیے ایک پولیس والے نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھ سے پاسپورٹ کے بارے میں پوچھا میرے پاس تو اس وقت اتفاقاً نہ پاسپورٹ تھا اور نہ ہی کوئی ایسی نشانی تھی جو میں اسے دکھاتا۔ مجھے اس واقعے سے پہلے زندگی میں کبھی اتنا ڈر نہیں لگا تھا جو اس دن لگا۔ اس پولیس والے کا ایک بڑا آفیسر تھوڑی ہی دور کھڑا تھا پولیس والے نے مجھے اس کے حوالے کر دیا مجھے پکا یقین ہو گیا تھا کہ جو پچھلے میرے ساتھ واقعات گذرے ہیں ان سے صاف نظر آ رہا تھا کہ یہ پولیس والا مجھے ضرور تھانے لے جائے گا۔ نہ ڈاکٹر کا فون نمبر تھا نہ میرے پاس موبائل کیونکہ وہ میں ہوٹل کے کمرے میں چھوڑ آیا تھا اس پولیس آفیسر کے اور میرے درمیان تقریباً چار قدموں کا فاصلہ تھا جتنی دعائیں میں نے ان چار قدموں میں کیں اس سے پہلے کبھی نہیں کیں اور خود سے کہنے لگا میں یہاں کیوں آیا ہوں انھوں نے کچھ اور افراد کو بھی پکڑا ہوا تھا چونکہ نہ مجھے انگریزی بولنا آتی تھی اور نہ عربی بولنا آتی تھی میرے لیے یہ بڑا مسئلہ تھا لیکن میں نے ان کو کہا کہ میرا پاسپورٹ ہوٹل میں ہے شاید اس نے میری بات سنی بھی نہیں اور کہا جا جا۔ میں سمجھ گیا کہ میری دعا قبول ہو چکی ہے میری نظر میں ماجرا یہ تھا کہ میں میرا عقیدہ یہ ہے کہ میرے لیے یا محمدؐ ہے پاکستان میں سکھر میں، گھوٹکی میں ہر جگہ یا محمدؐ ہے اور جو حضرت محمدؐ نے مجھے دین کا کام سونپا ہے وہ میری مدد کر رہے ہیں تو میں مدینے کیا لینے گیا تھا میں جہاں بھی ہوتا ہوں وہ ہی عزت کراتے ہیں۔ مجھے اللہ نے دیاُلو کیا ہے، ایمان عطا کیا ہے، دین عطا کیا ہے، قلم عطا کیا ہے قرآن کو سمجھنے کی سمجھانے کی توفیق عطا کی ہے اور دنیا کا بھی کام جو اللہ پاک نے سپرد کیا ہے اسے مدِ نظر رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں میرے ضامن حضرت محمدؐ ہیں اور میری سفارش میں حضرت بابا سائیں ہیں تو میں کیوں وہاں ڈھونڈنے چلا گیا جب کہ میرے اندر بھی وہی ہے باہر بھی وہی ہے نہ لائن میں کھڑا ہونے دیا نہ روضہ کے سامنے کھڑا ہونے دیا نہ فرش پر بیٹھنے دیا۔ کیا کیفیت تھی لیکن اس کے برعکس میری بیٹی عائشہ زادی اور میری بیگم اور میرے بیٹے علی کو مزہ آیا مدینے کی گلیوں میں مفت میں کھلونے ملے، علی کی حضرت محمدؐ کے روضے پر قریب سے حاضری ہوئی اور میری فیملی نے خوشی سے دن رات عبادت کی ان کے چہرے پُرنُور تھے، چہچہا رہے تھے، خوش تھے یعنی کہ ایسی پاک ذات نے کعبۃ اللہ میں میرے بچوں کی حفاظت کی اور خوش رکھا اور کائنات کے مالک حضرت محمدؐ کے شہر مدینہ میں میرے بچوں کی حفاظت بھی ہوئی دل بھی لگا اور انہیں وہ نظارے نظر آئے جو آج تک وہ مجھے سناتے ہیں یہ خیال صرف ان معصوموں کا تھا ان کو ایسے لگ رہا تھا کہ کوئی نہ کوئی نور ہی نظر آ رہا ہو وہ تو میں بدقسمت ان سب نظاروں سے محروم تھا کیوں کہ جو نظارے یہ وہاں دیکھ رہے تھے وہ تو مجھے پاکستان میں نظر آ رہے تھے کیونکہ جو میرا فرض ہے وہی نظر آئے گا شاید جو وقت وہاں گذرا تھا وہ میرے فرض سے کوتاہی تھی یہ جو بھی الفاظ قلمبند کیے ہیں یہ میرا ذاتی خیال ہے اگر کچھ غلط ہے تو اللہ مجھے معاف کرے میں نے اپنی اس کیفیت کو سچی داستان کے طور پر تحریر کیا ہے۔

اللہ کی حکمت رمز

میں اللہ ہی کو حاضر ناظر سمجھ کر، اللہ پر انسان کو یقین دلاتا ہوں اور اللہ سمجھتا ہے میرے تجربے کو عقیدت کے ساتھ عرض کرتا ہوں اگر کسی انسان پر مصیبت آئے تو فوراً سوچنا شروع کردے کہ تم نے کیا گناہ کیا ہے چاہے ماضی بچپن میں یا حال پچھلے دنوں یا مستقبل میں کچھ گناہ کا سوچا ہوگا اور نفل پڑھو یا کوئی کسی بھی مذہب کا ہو اپنے عقیدے کے مطابق اللہ سے براہ راست رابطہ کرے ہم مسلمان ہیں تو دو رکعت نفل سے ضرور یاد آجائے گا کوئی گناہ یا غلطی اگر سب حیلے وسیلے کرنے سے بھی نہ پتہ چلے تو معافی مانگنے سے اللہ مصیبت دور کردے گا اگر تمھیں گناہ اور غلطی کا پتہ نہ چلے تو مصیبت دور کردے گا اگر تمہیں گناہ اور غلطی پتہ نہ چلے اور مصیبت میں گھرتے چلے جاؤ تو سمجھ لو کہ اللہ تمھیں کوئی منزل عہدہ فراہم کرے گا وقت کا پتہ نہیں ہوتا کہ کب اللہ تجھے اس دنیا میں عہدہ دیکر اُس جہاں کا کام لے یا دنیا میں ایجاد کروائے، تجھ سے انسانیت کی بھلائی کے لیے یہ سب ممکن ہے اللہ کی حکمت سمجھنے کے لیے ایک استاد ہادی کی ضرورت ہے جسے مرشد بھی کہتے ہیں وہ بتائے گا تجھے دنیا کے خزانے اور بادشاہی کے گرُ، پھر آپ پر مصیبت کوئی بھی آسکتی ہے یعنی گھر میں بیماری کسی جھوٹے الزام میں بدنامی کوئی قتل میں پھنس جاتا ہے یہ سب ممکن ہے انسان بغیر مرشد کے سمجھ نہ سکے گا کہ میں جارہا ہوں اور مرشد طالب کو دلاسے دے دے کر مشکل کا وقت پاس کرانے میں مدد کرتا رہتا ہے بھٹکنے نہیں دیتا لائن میں رکھتا ہے شرط یہ ہے کہ کامل مرشد ہو یہ بات بھی ایک اٹل ہے کہ جیسے ہی اچانک یہ سب کرشماتی طور پر واقعے رونما ہوتے رہتے ہیں انسان کو خود پتہ نہیں ہوتا کہ آج مروں یا تھوڑی دیر میں۔ یہ آزمائش ہمیشہ ہی رہتی ہے روزانہ مرد مومن مرتا ہے اور شہید ہوتا رہتا ہے اور ڈرنے سے ختم نہیں ہوتا اور پھر ڈر کو ڈراتا ہے اور خوف کو بھی خوف زدہ کرتا ہے۔

بھلائی کا حل

ہمارے پیارے نبی پاک حضرت محمدؐ نے آخری خطبے میں فرمایا کہ میں نے جنگ میں اسلام کی فتح کرلی آپ لوگوں کی طرف سے اب تم نے اکبری جنگ لڑنی ہے اکبری یعنی صرف اپنے آپ کو مسلمان رکھنا ہے اور اپنے گھر میں جو بچے پیدا ہوں اُن کو اچھی طرح میرا دین اسلام سمجھاؤ خود مسلمین بنو، نماز قائم کرو، نہ کہ صرف پڑھو۔

اب آپ کو نبی آکر رجوع نہیں کرے گا پہلے بھی اللہ نے نبیوں کو انسانوں سے رجوع کے لیے حکم فرمایا کہ اے نبی جاؤ لوگوں سے میرے نام کی پہچان کرواؤ کہ میں خالق ہوں، میں رازق ہوں، میں قادر ہوں، میں رحمٰن ہوں۔

اب اللہ نے اپنے ولی دنیا میں بھیجے ہیں اپنے نبیوں کے پیغام پہنچانے کے لیے مگر وہ لوگوں سے رجوع نہیں کریں گے لوگ اُن سے رجوع کریں اور ولی اللہ صرف اپنے نبی کا پیغام دیں گے۔

بمطابق فکر ذکر

اسکیل دُعا کا پیمانہ:۔

اگر آپ کسی ماہر نقشہ بنانے والے کے پاس جاؤ گے تو وہ دو سو ایکڑ کے پلاٹ کا پورا نقشہ دکھائے گا جب کہ آپ کا پلاٹ صرف 100 گز کا ہو گا۔ عام آدمی کے ذہن میں یہ سوال آتا ہے کہ لاکھوں گزوں کے اتنے بڑے نقشے میں یہ کیسے 100 گز کا پلاٹ ڈھونڈتے ہیں لیکن (آرکیٹیکٹ) نقشہ نویس کی ایک فٹ کی پٹی ہوتی ہے، اس فٹ پٹی میں ایک سوت ایک گز کے برابر ہوتی ہے، اگر نقشہ پر وہ فٹ پٹی رکھ کر دیکھیں گے تو ایک سوت ایک گز سمجھا جائے گا۔

ایک سوت پیمانہ ایک کلو میٹر کے:۔

پورے پاکستان کا نقشہ ٹیبل پر رکھو گے تو جیسے پورا پاکستان اس ایک میز پر آجاتا ہے دو سے تین فٹ کی ٹیبل پر اس میں بھی فٹ پٹی یعنی (اسکیل) میں ایک سوت ایک کلو میٹر کے برابر ہوتا ہے جیسے کراچی سے حیدرآباد کے نقشہ پر فٹ پٹی پیمانہ رکھا جائے گا تو ایک دو انچ برابر ہو گا دو سو کلو میٹر کے نقشے پر دو تین فٹ (اسکیل) رکھے گا تو دو فٹ یعنی 1000 ہزار کلو میٹر سمجھا جائے گا اور اس فارمولے سے بالکل پیمائش درست ہو جاتی ہے گھر بیٹھے بیٹھے اور یہ پیمانے بدلے جاتے ہیں نقشے کے مطابق چھوٹا ہے یا بڑا ہے آج کل گوگل کو دیکھا جاتا ہے اور پیمائش گوگل کے ذریعے چند انچ کے موبائل فون سے ایسے ہی اسکیل بدلتے ہیں نقشہ اراضی کتنی ہے مفاصلہ کتنا ہے اس حساب سے ماہر نقشوں کے پیمانہ اسکیل رکھتے ہیں۔

ماں کی دُعا اسکیل برابر ایک لفظ خزانے کے:۔

آج میری ماں کے ساتھ ملاقات میں انھوں نے مجھے کہا کہ تم یہ کام چھوڑتے کیوں نہیں گھر سے دور رہتے ہو جو تم کام کرتے ہو وہ تم گھوٹکی میں کرو اپنے برابر پڑوس میں یہ ہندو بیچ رہے ہیں اپنا گھر 120 گز کا مکان اس پر تم دو منزلہ عمارت بنا کر فروخت کرو میں تو آپ کے لیے بیٹا ہر وقت دُعا مانگتی ہوں تیرا کاروبار بھی کامیاب ہو اور اللہ تیری حفاظت کرے۔

ماں نے تو دُعا دی دو منزلہ عمارت کی کیونکہ اُس کو پتہ نہ تھا میں بلڈر ہوں میرا کام بہت بڑا ہوتا ہے کئی کئی منزلوں کی عمارتیں بنانے کی کوشش کر رہا ہوں ماں کی یہ دُعا سادگی سے تھی دو منزلہ کی لیکن اللہ تو جانتا ہے کہ اماں کا اسکیل دُعا کا کیا ہے اور ان کی دُعا سے کئی شہر آباد کر دیئے ہم نے اللہ کی رحمت سے اور اماں کی دُعا سے اللہ کی قدرت نے انسان کے دل کے نقشے پر اپنا فٹ پٹی اسکیل پیمانہ رکھا ہے وہ انسان کی سمجھ سے باہر ہے یہ کوئی نقشہ نویس (آرکیٹیکٹ) نہیں جو یہ پیمانہ ناپ سکے اللہ کی بات اللہ جانے۔ چاہے چاہنے والا کتنی سادگی سے چھوٹی چیز کے لیے اللہ سے سادہ سی دُعا کرے اللہ تو سمجھ جاتا ہے اپنے بندے کی دُعا اور اس کی نیت، یہ اللہ کا خزانہ ہے نہ کہ کسی دنیا کے بادشاہ کا۔

اللہ کے بندوں کی محفل میں شریک ہونے کا فن

انسان کے دنیا میں کتنا بھی بڑا کام ذمے ہو جیسا کہ اگر وہ نیت کرے کہ وہ اللہ والوں کی محفل میں جائے تو اللہ تعالیٰ اس انسان کو موقع فراہم کر دے گا لیکن شرط یہ ہے کہ شروع شروع میں اس انسان کو قربانی دینی پڑے گی اس سے اس شخص کو ظاہری نقصان ہو گا اور فائدہ یہ ہو گا کہ دنیا سے دور جتنی دیر رہے گا اتنی دیر پریشانی مستقبل کی کم ہو گی اور اس درمیان جتنی دیر اللہ کے بندوں میں رہے گا تو اس حال کے وقت جو دنیاداری میں پریشانی ہوئی وہ بھی نہ ہو گی اور مستقبل بھی اچھا ہو گا دونوں صورتوں میں فائدہ ہو گا۔

اگر کوئی اللہ کے بندوں کے پڑوس میں رہتا ہے یا اللہ کے بندوں کی اولاد ہے یا اتفاق سے کوئی شخص طالب ہو گیا ہے اور اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ میرے مسائل امن محفل سے اوّل ہیں تو پھر وہ چاہتے ہوئے بھی محفل میں محوَ نہیں ہو سکتا اور اس شخص کو اس صحبت کا مستقبل اور حال میں کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ یہ آزمائش ہو گی کہ اللہ کے بندے اپنے بندے کو بلائیں گے اور اس شخص کا کام پڑ جائے گا اور کوئی نہ کوئی ایمرجنسی ہو جائے گی کیونکہ اس کی نیت ہی یہ ہو گی کہ میرے کام کی بہت اہمیت ہے تو اللہ تعالیٰ واقعی ایسے کرتا ہے اس شخص کو محفل سے دور کرتا ہے جو دنیا اور اپنے ذاتی کام کو زیادہ اہمیت دیتا ہے۔

مثال کے طور پر میں نے کسی طالب کو عرض کی کہ آپ سائیں کے پاس آیا کریں انھوں نے مجھے یہ جواز دیا کہ ان کی بیوی کی ڈلیوری ہونے کو ہے اس کی وجہ سے وہ نہیں آسکتے اس بات کے تین دن بعد اکیسویں شریف حضرت مولا علیؑ کی تھی گاڑی میں ایسا ہوا کہ اس دن شاید ان کی بیوی کو تکلیف ہو گئی اور ختم شریف کے ٹائم وہ اکیسویں شریف پر نہ آئے اور فون بھی نہ اُٹھایا یعنی اس نے بیوی کو اہمیت دی تو اس کو اکیسویں شریف نصیب نہ ہو سکی یہ اس کا نصیب تھا میرا ایمان یہ ہے کہ اگر اس کی نیت یہ ہوتی کہ میں اس محفل میں جاؤں گا تو اس کی بیوی کی ڈلیوری کسی اور دن ہوتی یا ہوتی تو خیریت سے ہوتی وہ محفل میں ضرور ہوتا حال سے بھی بچ جاتا اور مستقبل میں بھی سیف (Safe) ہو جاتا یہ تو اپنی اپنی نیت کی بات ہے۔

اللہ کی قدرت ہمارے بہلانے کے لیے اور سکھانے کے لیے

جب انسان یہ مان لیتا ہے کہ یہ جو چڑیا ہے اسے اللہ نے ہمیں بہلانے کے لیے پیدا کیا ہے یہ ہمیں بہلانے کے لیے بول رہی ہے۔ یہ نیل ٹاس، سُرخاب، کبوتر ہمیں سنانے کے لیے ہمیں بہلانے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں جیسے ہی انسان دل کی گہرائیوں سے یہ مان لیتا ہے ویسے ہی یہ پرندے آپ کو سُنانے کے لیے بولنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اسی سے اللہ راضی ہوتا ہے جب انسان یہ سمجھ لے کہ یہ پھول میرے لیے کھلا ہے اس میں پیدا کی ہوئی خوشبو میرے سونگھنے کے لیے ہے۔ یہ گھاس کا فرش میرے لیے بچھایا ہوا ہے یہ چاند میرے لیے بَنا ہے۔ کتنا پیارا چاند ہے۔ پھر آپ کو چاند کی روشنی بڑھتی ہوئی اُس کی ٹھنڈک محسوس ہو گی اللہ کی قدرت کے نظاروں کو اپنے لیے سمجھ کر ان کی تعریف کرنے سے اُن کی تاثیر، اُن کی خوشی، اُن کا مزا حاصل ہونا شروع ہو جاتا ہے اب مثال کے طور پر کوئی آپ کے لیے فرش بنائے اور آپ اس کے اوپر سے گزر جائیں بغیر کوئی تاثر یا تعریف کیے تو اُسے کتنا غصّہ آئے گا ایسے ہی اللہ کو بھی یہ بات کتنی ناگوار گزرتی ہو گی اور جب یہ ساری بات پاپا مجھے بتا رہے تھے تو اُس وقت بھی یہ مشاہدہ ہوا کہ جب پرندوں کے اوپر بات چل رہی تھی وہ چلی یوں تھی کہ ایک نیل ٹاس اُڑتا ہوا چہک رہا تھا اس پر پاپا نے غور کیا اور یہ ساری بات بتائی عموماً نیل ٹاس دو تین بار بول کر خاموش ہو جاتا ہے پر جیسے ہی پاپا نے غور کروایا تو وہ مزید چہکنا شروع ہو گیا اور مزید دوسروں کی بھی آوازیں آنے لگیں تو پاپا نے کہا دیکھو انھیں معلوم ہو گیا ہے کہ کوئی انہیں سُن رہا ہے۔ اور پھر پاپا نے مجھے یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں پرندوں، پھل پودے، ہر چیز میں جیسا بھی گمان کرو گے تو اللہ کی ہر وہ چیز آپ کو ویسا ہی Reflect کرے گی گمان دے گی، اور بیٹا! آج صبح کا سماں بھی بہت خوبصورت تھا صبح حالانکہ ہوا نہیں چل رہی تھی لیکن درخت لہلہا رہے تھے جھوم رہے تھے ایسے لگ رہا تھا جیسے یہ بھی ذکر کر رہے ہیں " لاالہَ الا اللہُ لاالہَ الا اللہُ" جب تم آسمان پر اُڑتے پرندوں پر غور کرنا شروع کر دو اور سوچو کہ اللہ کے پرندے کیسے ٹھہرے ہیں درمیان میں خوبصورت قدرت سے کیسے اُڑ رہے ہیں تو بیٹا تم یقین کرو کہ وہ تمھیں بہلانے کے لیے مستیاں کرنا شروع کر دیں گے انہیں پتہ چل جاتا ہے کہ اُن کو کوئی دیکھ رہا ہے ایسی حرکتیں شروع کر دیتے ہیں اگر آپ یہ سوچ لو کہ اللہ نے یہ پرندے مجھے بہلانے کے لیے بُلوائے ہیں جو چہچہا رہے ہیں وہ آپ کے لیے ہیں یہ ہی عبادت ہے۔ بیٹا! اللہ کی قدرت کی تعریف کرو تمھیں خود سکون اور مزہ حاصل ہو گا۔

کسی کی پردہ داری

جب انسان کسی کا راز رکھ لیتا ہے یا چھپا لیتا ہے تو اللہ بھی تمھارے راز رکھ کر تمھیں اسی راز کے بارے میں بھی اور اس کے علاوہ بھی کئی رازوں سے آشنا کروا دیتا ہے۔ جب میں نے پاپا سے یہ بات Share کی کہ پاپا کچھ دن پہلے ہمارے گھر جو رشتے دار آئے تھے وہ مجھے اور صبا کو بلکل پسند نہ آئے کیونکہ ہم نے اُن کے سلوک میں منافقت بھانپ لی تھی اور یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں ہم کئی بار آپ کے سامنے بھی ذکر کر چکے تھے اور ویسے بھی کبھی ہمیں وہ یاد آجاتے یا اُن کا کبھی ذکر آجاتا تو تعریفوں کے لیے الفاظ کم پڑ جاتے ہمیں وہ لوگ اتنے پسند تھے لیکن اس بار ہمیں اُن کی بہت ساری منافقت بھری باتیں بھی برداشت کرنی پڑیں اور اُن کی میٹھی باتیں تو پہلے ہی کی طرح تھیں لیکن اُن میٹھی باتوں کے ساتھ ساتھ اُن کی باتیں سب بہت بُری لگیں۔ اُس سے یہ اندازہ ہوا کہ میٹھی بات یا میٹھے بول بولنا تو اُنھوں نے رَٹ لیا ہے جو آج بھی نظر آئے اور پہلے بھی نظر آتے تھے سمجھ آتے تھے لیکن ہمارا اب I.Q لیوَل بڑھ گیا ہے جس کی وجہ سے ہمیں یہ پرَکھ آگئی کہ وہ لوگ انسان کیسے ہیں جو کہ اب سمجھ آگیا کہ پہلے ہم صرف اُن کی اِن میٹھی باتوں پر بناوٹی محبت کی وجہ سے اُن پر پیار آتا تھا کیونکہ ہمیں تو وہ محبت سچی لگتی تھی لیکن اب ہمیں اُن کے بناوٹی بول اور اصلیت انسان کے اندر کو پرَکھنے کا گرُ سیکھ لیا ہے جس کی وجہ سے ہمیں وہ لوگ ناگوار گزرے تو پھر پاپا نے بتایا کہ بیٹا یہ چیز سیکھنے سے نہیں آتی تم کسی کا راز رکھو اللہ تمھیں اور مزید رازوں سے آشنا کروا دے گا اب تم سوچو گے کہ تم نے کس کا راز رکھا تو بیٹا یہ جب تمھاری امیؔ کسی کے بُرا ہونے کے راز بتاتی ہے تو تم اس پر پردہ ڈالتے ہو ایسے کہ پاپا جو کہہ رہے ہیں وہ ہی ٹھیک ہے تو یہ بھی راز چھپانا ہی ہے جس کے بعد آپ کا I.Q لیوَل بڑھ گیا اور تمھیں یہ پرَکھ آگئی۔

اللہ تعالیٰ بھی تو اپنے بندوں کے راز چھپاتا ہے تو یقینی بات ہے کہ اللہ کو یہ بات پسند ہوگی کہ کوئی انسان کسی دوسرے انسان کے راز چھپائے تو یہ اللہ تعالیٰ کو پسند آنے والا فعل ہے یہ بھی انسانی بھلائی میں شامل ہے۔ کس کا راز ظاہر کرنا ہے اور کس کا نہیں یہ اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور یہ اس کا کام ہے۔ تم اگر کسی کے راز پر پردہ ڈالو گے تو اس سے تمھیں ضرور فائدہ ہوگا۔

اللہ کی مخلوق

میرے پاپا کی بات پر عمل کر کے نتائج ضرور نظر آتے ہیں اس لیے ہمارے گھر میں ان باتوں پر عمل کیا جاتا ہے۔ ایک بار ہمارے گھر میں ماسی نے بِھڑ مار دی تو میں نے کہا کہ تمھارا دماغ ٹھیک ہے کیوں ماری؟ تو اُس نے کہا باجی اس کو مار کر دو نفلوں کا ثواب ملتا ہے۔ میں نے کہا اچھا! میں تو خوامخواہ ہی صبح سے نماز میں لگی ہوں ثواب کے لیے کیونکہ میں نے ثواب کو عبادت سمجھا تھا اور تم بتا رہی ہو کہ عبادت یہ ہے۔ مطلب اگر میں ایک بِھڑ کا چھتّا مار دوں تو میرا مہینہ تو نکل جائے گا ایک مہینے کی نماز کا ثواب تو مل ہی جائے گا یا اس سے بھی شاید زیادہ۔ اس پر ماسی نے کہا کہ ارے باجی! آپ تو غصّہ ہو گئیں میں نے تو بس سُنا تھا کہ دو نفلوں کا ثواب ملتا ہے میں نے کہا میرے غصّے کی پرواہ نہ کرو اُس کے غصّے کی پرواہ کرو جس نے یہ بنائی ہے، اُسے تو میں نے یہ کہہ دیا پھر مجھے خیال آیا کہ کیوں انسان ایسی باتوں پر یقین کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی مرضی، خوشی کو تو سمجھنا بہت مشکل ہے کیونکہ انسان کی بھلائی اس کی اوقات میں یہ ہی ہے کہ اللہ کے نام پر ایمان لے آئے لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے قرآن میں فرمایا کہ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے ربّ کو پہچانا۔ یہ کتنی بڑی بات ہے کہ اگر کوئی چیز انسان کے نفس کو ناپسندیدہ گزر سکتی ہے وہ یقیناً اللہ کو بھی ناپسند ہو گی۔ انسان یہ نہیں سمجھتا کہ جب آپ خود کوئی چیز بنانے کے بعد اس کی تعریف چاہ سکتے ہو مگر اس کو ختم کرنے والے شخص سے خوش نہیں ہو سکتے ایک مٹی کا بھی گھر بنا کر اُس کی تعریف چاہتے ہو اور اگر کوئی اُسے توڑ دینے کی بات کرے تو غصّہ آتا ہے، تو کیسے اللہ اپنی بنائی ہوئی چیز کو مار دینے سے خوش ہو گا وہ تمھیں نقصان پہنچا سکتی ہے اس ڈر سے تم اُس کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ہو یہ کون سا انصاف ہے۔ ڈر اگر تمہیں ہے تو انھیں بھی تو ہے اور صحیح کام یہ ہے کہ اللہ سے نیت کر لو کہ نہ تم انھیں مارو گے تو نہ وہ تمھیں ماریں گی یا کوئی بھی موذی جانور پرندہ، کیڑا سب کے لیے عہد کر لو، اللہ تمھاری مضبوط اور دل کی گہرائیوں سے کی جانے والی نیت قبول کرے گا۔

اللہ کو حساب دینا

میرے پاپا ہمیشہ ہمیں میانہ روی اختیار کرنے اور فضول خرچی نہ کرنے کی تلقین دیتے ہیں۔ یہ صرف فرضی نہیں کہتے ہمیں کئی دفعہ کئی طریقوں سے سمجھا بھی چکے ہیں کہ بیٹا آپ سردی میں بھی تین سوٹ بناؤ اور گرمی میں بھی تین سوٹ بناؤ اور جب ایک موسم کے تین سوٹ آپ پہن لو تو بجائے ذخیرہ کرنے کے آپ انھیں سخا کر دیں تاکہ وہ کسی اور کے کام آجائیں اور آپ کے پہنے ہوئے کپڑے کی سخا بھی ہو جائے۔ ایک بار مجھے بُلا کر کہا بیٹا یہ فضول لائٹ پنکھے آپ جلے ہوئے چھوڑ دیتے ہو اُس کا حساب مجھے دینا پڑے گا اللہ کو، اگر میں دو منٹ کے لیے کمرے سے باہر جاتا ہوں تو سب پنکھے لائٹ بند کر کے جاتا ہوں کہ اگر میں دو منٹ بھی اپنے حساب میں بچا سکوں تو بچا لوں اور تم لوگ یوں ہی کُھلے سب پنکھے چلتے چھوڑ دیتے ہو فضول لائٹیں جلتی رہتی ہیں تو اس طریقے سے میرے پاپا پیار سے بھی اور ڈانٹ کر بھی ہمیں ہمیشہ سے سمجھاتے ہیں لیکن اپنی ناسمجھی اور کم عقلی کے دور میں مجھے بھی اِن باتوں پر عمل کرنا ضروری نہیں لگتا تھا کہ جب ہے تو کیوں نہ خرچ کیا جائے لیکن آج جب میں ان باتوں پر یقین کرتی ہوں اور عمل بھی کرنے کی کوشش کرتی ہوں تو آج مولانا وحید الدین صاحب کی کتاب میں ایک مضمون پڑھتے ہوئے مجھے پاپا کی یہ بات سمجھ آئی۔ مولانا وحید الدین صاحب نے اپنی کتاب میں کسی دو آدمیوں کا ذکر کیا ہے جنھوں نے مل کر کاروبار شروع کیا اور ان کے مشترکہ کاروبار میں اللہ نے برکت دی اور اس کاروبار کی حیثیت بڑھ گئی۔ اب دونوں میں اختلاف شروع ہو گیا اور نتیجہ علیحدگی تک پہنچ گیا۔ ایک ثالث کے مشورے سے طے ہوا کہ کاروبار تقسیم نہ کیا جائے بلکہ اس کی مالیت کا اندازہ کر کے اس طرح بٹوارہ ہو کہ ایک شخص نصف کے برابر رقم لے لے اور دوسرے کو اثاثہ سونپ دیا جائے۔ پھر ایسا ہی ہوا اس کو پندرہ سو روپے دے دیئے گئے پھر اس شخص نے پندرہ سو روپے سے کپڑے کی دُکان کھول لی 1949 میں یہ آج کے حساب سے تو کئی لاکھ روپے ہونگے اور پھر ایک سال میں ہی ان کا سرمایہ دُگنا ہو گیا مگر ایک کمزوری نہایت آہستگی سے اُن کے اندر داخل ہو گئی اور وہ یہ کہ خرچ کے بارے میں لاپرواہ ہو گئے۔ اپنی ذات اپنے بیوی بچوں دوستوں پر ان کا خرچ بے حساب بڑھ گیا۔ وہ بھول گئے کہ دن بھر کی بکری سے ہزار روپیہ آیا ہے ان میں سے صرف دس فیصد اُن کا ہے باقی 90 فیصد مہاجن کا ہے وہ اپنے غلہ کی رقم اس طرح خرچ کرنے لگے گویا یہ سارا روپیہ ان کی آمدنی ہو اور پھر نتیجہ یہ ہوا کہ چند سال میں وہ دیوالیہ ہو گئے یہ پڑھ کر مجھے خیال آیا کہ واقعی اللہ تعالیٰ جب کسی کو کچھ عطا فرماتا ہے تو اُس کی پوچھ گچھ ضرور ہو گی اور انسان جب حساب دینے کے ڈر سے نیت ہی کر لے کنٹرول کرنے کی تو اللہ تعالیٰ مدد فرماتا ہے اور ایسے اگر بے بہا فضول خرچ انسان شروع کر دے گا تو اللہ تعالیٰ تو ناراض ہوں گے ہی کیونکہ فضول خرچ کا مطلب ناشکری ہی تو ہے۔ جب آپ کے پاس کوئی چیز ہے اور اس کی قدر نہ کرتے ہوئے آپ ویسی ہی دوسری چیز لے آئیں اور اُسے

سنبھال کر نہ رکھیں تو اسے فضول خرچی اور ناشکری کہیں گے کیونکہ ایک چیز آئی تو دوسری پھر تیسری پھر انبار، یہ فضول خرچی ہوتی ہے۔ انسان جب کسی بھی چیز کو لے کر آئے اس کے لیے اپنے ربّ کا شکریہ ادا کرتا ہے تو وہی ناپسند چیز بھی اس انسان کو مُیسر آجائے گی۔ ایک اور واقعہ جو میں نے پڑھا تھا وہ یہ کہ جب مغرب کی نماز ہو چکی اور سب چلے گئے۔ دربارِ رسالتؐ میں ایک شخص پیش ہوا اور کہا، یارسول اللہؐ پریشان ہوں دو جوان بیٹیاں ہیں اُن کی شادی کرنی ہے اور میرے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہیں حضور پاکؐ نے فرمایا کہ اچھا تم عثمانؓ کے پاس جاؤ اسے میرا بتانا تمہاری مدد کرے گا۔ وہ شخص سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کے دروازے پر پہنچا اور دستک دینے لگا اندر سے آواز سُنی سید عثمانؓ اپنی اہلیہ سے فرما رہے تھے نیک بخت رات آپ نے چراغ میں تیل زیادہ ڈال دیا کتنا تیل ضائع ہو گیا کم تیل سے بھی ہمارا گزارا ہو جاتا یہ سُن کر وہ شخص حیران پریشان ہو گیا کہ یہ مجھے کس کے پاس بھیج دیا گیا ہے یہ تو کوئی کنجوس شخص ہے خیر اس نے دستک دی سیدنا عثمانؓ تشریف لائے اس شخص نے اپنی حاجت بتائی عثمانؓ اندر سے اشرفیوں سے بھری تین تھیلیاں اُٹھا لائے اور اسے دے دیئے اور وہ شخص حیرت سے کبھی عثمانؓ کو دیکھتا کبھی اشرفیوں سے بھری تین تھیلیوں کو تو عثمانؓ نے پوچھا کیا ہوا کم ہیں اور دوں؟ نہیں نہیں یہ تو میری پُشتوں کے لیے بھی بہت ہیں۔ مجھے حیرت اس بات کی ہے کہ آپ اپنی بیوی کو چراغ میں تیل زیادہ ڈالنے پر ڈانٹتے ہو اور مجھے اتنا دے دیا۔ سیدنا عثمان غنیؓ نے فرمایا وہ میرا اپنی ذات پر خرچ تھا اس کا حساب لیا جائے گا اس لیے پھونک پھونک کر خرچ کرنا پڑتا ہے اور جو تجھے دیا وہ تجھے نہیں اپنے ربّ کو دیا جس کے بدلے کئی گُنا بڑھ کر ملنا ہے سو جتنا دو کم، یہ سخا کی بات پڑھ کر اور اپنی ذات پر احتیاط کرنے کا طریقہ پڑھ کر مجھے پاپا کی بتائی ہوئی باتیں یاد آ گئیں جس میں کئی بار میرے پاپا نصیحتیں کرتے ہیں سمجھاتے ہیں اور ایک بار اویس اور زین کو پاپا نصیحت کر رہے تھے کہ اگر کسی سے کچھ لینا ہو یا دینے آئے تو مجھ سے بغیر پوچھے نہ لینا اور اگر کوئی کچھ مانگنے آئے تو اگر میں ہوں مجھ سے پوچھ سکتے ہو تو پوچھ کر دو ورنہ 90٪ بغیر پوچھے دے دو اس طرح کی نصیحتیں کرتے ہیں۔ یہ باتیں پڑھ کر مجھے احساس ہوا کہ میرے پاپا کتنے اچھے طریقے سے آسان طریقے سے ہمیں مشعلِ راہ کی طرف گامزن کرتے ہیں کیونکہ یہ حساب کی نیت بھی اللہ سے محبت کرنا ہے، اللہ کی نعمت کی قدر کرنا ہے اور اللہ کی عطا کا شکر کرنا ہے جس کے اتنے بڑے بڑے نتیجے پتہ نہ ہونے کے باوجود ہم اس راہ کی تلاش میں جس میں چل کر انسان کو قُربِ اللہ کے رموز حاصل ہو جاتے ہیں۔ ایک شخص نے بہت خوب کہا ہے مگر معذرت سے مجھے اس کا نام نہیں یاد لیکن بات یاد ہے، اس نے کہا ہے کہ اگر آپ کو کسی بندے کے بارے میں یہ علم ہو جائے کہ اللہ اس سے راضی ہے تو تم اس شخص کے راستے طریقوں کو اپنا لو کیونکہ اسی راستے پر چل کر اللہ تم سے بھی راضی ہو جائے گا یہ بات بھی میں نے کہیں پڑھی تھی لیکن میرے پاپا کے اِن طریقوں سے مجھے یہ یاد آئی کہ میرے پاپا نے بھی ہمیں وہ راستے دِکھا دیے ہیں جن سے اللہ ہم سے راضی ہو جائے۔

اپنی اصلاح آپ

میرے پاپا کے مضمون (تیری چھوٹی دنیا) کے مطابق انسان کو چاہیے کہ وہ قرآن پاک سے رہنمائی حاصل کرے اور خود کو پہلے راستہ دِکھانے کی کوشش کرے کیونکہ جب انسان خود کو سُدھارلے گا تب ہی تو وہ دوسروں کی مدد کر سکے گا لیکن دوسروں کی مدد کرنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کے وعظ کرنے بیٹھ جاؤ۔ دوسروں کی مدد کرنے کا مطلب ہوتا ہے کہ اگر کوئی آپ سے مدد لینے کے لیے آئے تو آپ اسے سمجھائیں کیونکہ جب کوئی انسان خود آئے گا تو %50 یقین کے ساتھ آئے گا اور پھر جب آپ اپنی اصلاح کر چکے ہوں گے تو ظاہر ہے آپ دوسروں کو سمجھاتے وقت دانا ہو چکے ہوں گے اور دوسروں کی اصلاح کر سکیں گے۔ اب سوال یہ ہے کسی کو کیسے پتہ چلے گا کہ آپ اپنی اصلاح کر چکے ہیں اور آپ سے مدد حاصل کی جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب کوئی بھی انسان اپنی اصلاح کرنا شروع ہو جائے گا تو وہ سب نیکیاں جو ہمارے اسلام میں بتائی گئی ہیں وہ سب اس شخص کے عمل میں آنا شروع ہو جائیں گی کہ آپ عملی مسلمان بَن چکے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ وہ جس کو بھی آپ سے فیضیاب کروانا چاہے۔ یہ ہے اللہ پر توکل اس کی مرضی ہے وہ جو کرے جس کو اپنا علم دینا چاہے، مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتا کہ لوگ کیوں یہ بات نہیں سمجھتے کہ جو تمہیں علم عطا کر سکتا ہے اس کی مرضی ہے وہ جس کو چاہے آپ کے ذریعے عطا کرے وہ یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ نے جب خود ہی سورۃ البقرہ میں فرما دیا ہے کہ صرف اپنی اصلاح کرو پہلے اور اگر تمہیں کوئی بغیر اصلاح نظر آ بھی رہے ہیں تو وہ بہرے ہو گئے ہیں اُن کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے اور سزا کے مستحق ہیں، تو انسان کو یہ سمجھ میں کیوں نہیں آتا کہ اگر اللہ کو کسی بندے کو راہ دکھانی ہے، کسی کے پردے اُٹھانے ہیں تو وہ اُس کا کام ہے وہ خود اُٹھا دے گا تم سے بھی اگر فیض دلوانا ہے تو یہ بھی اُس کا کام ہے کہ وہ کیسے دلوائے، تم خود کیوں قیمتی جواہر کو غیر ضرورت مند لوگوں میں دینے چلے جاتے ہو اور پتہ نہیں کیوں لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اتنے آرام سے لوگوں کی اصلاح فرمائی ہے قرآن میں لیکن انسان جب اُس ذات کی ہی بات کو نہیں سمجھتا جس نے اُسے بنایا اُسے تخلیق کیا اُسے سب عطا کیا جب انسان اللہ کی ہی بات کو پورے طریقے سے نہیں مانتا تو کسی انسان کے سمجھانے سے کیسے مانے گا۔ فیض تو وہ ہے جو ضرورت مند علم والے کے پاس جائے پھر وہ اُسے سمجھائے اسلام پھیلانے والے بھی اپنی اصلاح میں پہل کریں، کسی کو فیض ملنا ہو گا علم چاہیے ہو گا وہ خود آ جائے گا آپ کا اُن کے پاس خود جا کر بتانا بھی کیا بتانا۔ اللہ کو جن کو راہ دکھانی ہو گی انہیں آپ کے پاس وہ خود بھیج دے گا، آپ سب اپنی اصلاح کرو قرآن کے ذریعے، اللہ کے احکامات کے ذریعے، اللہ کی اور اللہ کے رسولؐ کی اطاعت کے ذریعے خود کی اصلاح میں پہل

کرو پھر آپ کو ضرورت ہی نہیں ہو گی بولنے کی، لوگ آپ کے چہرے، آپ کی نظروں سے فیض حاصل کریں گے۔

اصلاح وہ ہے جو طلب کی جاتی ہے اور اصلاح وہ ہے جو مطلوب کو اس کے مطلب کی دی جاتی ہے نہ کہ بغیر وجہ قیمتی ہیرے جواہرات نالیوں میں پھینکے جائیں مثال کے طور پر بھوکے کے لیے سوکھی روٹی ہی زردہ پُلاؤ ہے اور سوکھی روٹی جھاڑیوں پر زردہ پُلاؤ پھینکنے کا کیا فائدہ یعنی جھاڑیوں پر زردہ پُلاؤ پھینک کر ضائع کرنے سے سے کیا مطلب، جو بھی آپ کے پاس اللہ کا دیا علم ہے جتنی دیر بھی اس پر غور و فکر کرو گے تو وہ اتنا اچھا پک جائے گا تا کہ جس بھی طالب کو وہ علم کی بات بتائیں گے تو سَوَاد حاصل ہو گا علم کو ہضم کرنے میں، اگر خود کے پاس بھی کچا علم ہو اور وہ علم تم دوسرے کو دو گے تو بد ہضمی ہو گی اور کھٹی ڈکاریں آ جائیں گی۔

خط غلطی معافی کے خطوط

بخدمت جناب اعلیٰ، بر تدوَبالا بادشاہ:

قلم و سیاہی کا رنگ خون کا دل کے کاغذ پر دماغ گھڑی ہوئی قلم ہے اُسی عاجزی، آشکاری، انکساری شرمساری، آہ وزاری سے گذارشات و دُعا ہے، میرے مالک آج صبح کو تیری نماز پڑھنے کو دل چاہتا تھا تو عجیب طریقے سے آج شیطان نے مجھے اُکسایا کہ کیا نماز پڑھے گا تو اللہ کی حمد لکھ رہا ہے اس سے زیادہ نماز اور کونسی ہوتی ہے اور اے بندے آج تو نے حضرت محمدؐ کی پاک نعت بھی لکھی ہے اور پڑھی بھی ہے اور ٹی وی پر اللہ کے کلام بھی پڑھے ہیں، یا اللہ مجھے پھر شک ہوا کہ یہ شیطان کی آواز ہے یا رحمانی اس لیے میں فوراً آپ کو خط لکھنے بیٹھ گیا آپ سے ہی معلومات چاہتا ہوں تا کہ ہمیشہ کے لیے رہنمائی ہو جائے اور مجھے اُمید ہے کہ اس خط کا جواب ضرور ملے گا تو اس خط کے جواب سے آپ کی انسانی مخلوق تا قیامت فائدے حاصل کرے گی، اور بقایا زندگی شیطانی بہکاوے اور مزید جھانسے میں نہیں آئے گی، بس میرے مالک ایسی رہبری ہو جائے جس سے ہم انسانوں کی اور مسلمانوں کی اور مذہب والوں کی دنیا سرسبز و شاداب ہو جائے، پُرامن ہو جائے، سچ کا بول بالا ہو جائے، دہشت گردی ختم ہو جائے چھوٹے چھوٹے گناہ بھی نہ ہوں اس زمانے میں یہ کرم ہو جائے یہ رحیم کا ہی نام ہے اور وہ رحیم تو تیرے سوا کون رحمٰن کریم ہے، تو قادر ہے قدرت تیری ہے کائنات میں تیرے ظہور مجھے تو بہت نظر آتے ہیں۔ ایک ایک زرہ میں ہر پل ہر جا ظہور تیرا دیکھتے ہیں تیرے سوا ہمارا اور کون ہے تو لطیف ہے تیری شانِ لطافت ہے تو سرکار ہے۔

تلخ حقیقت فقیر کی

ایک دفعہ محمد نواز نامی شخص میرا کبھی پرانا واقف تھا وہ کسی کام سے مجھ سے ملنے B.M.C گھوٹکی میں آیا وہاں سے اُن کو پتہ چلا کہ میں امن پور آستانے پر گیا ہوں جو تھوڑی دوری پر واقع ہے، B.M.C سے تقریباً ایک کلو میٹر دُور ہے وہ وہاں میرے پاس چلا آیا اُس نے میرے لیے پہلے ہی سُنا ہوا تھا کہ میں کسی کا طالب ہوا ہوں، محمد نواز بھی پہلی بار آستانے پر آیا تھا اور مجھ سے ملا تو میرے مرشد نمانا سائیں لیٹے ہوئے تھے میں سائیں کے پاؤں دبا رہا تھا، نواز جو مجھ سے ملنے آیا تھا وہ میرے مرشد کے سامنے (جس طرف سائیں کی ٹانگیں تھیں) مجھ سے بات کرنے کے لیے بیٹھا تھا تھوڑی دیر میں جب سائیں اُٹھے تو سامنے بیٹھے محمد نواز پر غصّہ کیا کہ یہاں کیوں آیا ہے۔

ہَٹ پیچھے نواز ایک فٹ کے قریب پیچھے ہٹ گیا پھر مجھے کہا کہ شاکر آپ کی ایسے لوگوں کے ساتھ بھی شناسائی ہے میں شرمندہ ہوا دونوں طرف سے کہ محمد نواز بھی اپنی طرز کا اچھا خاصہ زمیندار تھا اور پرانا جاننے والا تھا اور سائیں نے اُس کی بے عزتی کردی، میری شرم سے گردن جُھک گئی۔ اتنی دیر میں سائیں نے اپنا عصا (لکڑی) اُٹھائی اور نواز کو ڈانٹ کر کہا کیوں آئے ہو اور پھر لکڑی سے اُسے دو فٹ کے قریب دھکیل دیا، میں نواز کو اُٹھا کر لے گیا اس کا مسئلہ سننے کے لیے کہ وہ میرے پاس کیوں آیا ہے جو بھی دنیاداری کا کام تھا میں نے اُس سے پوچھا اُس نے مجھے کام بتایا کام تو مشکل تھا لیکن چونکہ اس کی بے عزتی ہوگئی تھی تو مجھے اُسی کی وجہ سے اُس کے ساتھ جانا پڑا اور میں B.M.C جہاں میرا آفیس تھا وہاں میں نے اُس کا کام کیا اور اُس سے میں نے پوچھا یار نواز ایک بات سچی بتا کہ تو نے کچھ سائیں کے سامنے بیٹھ کر کچھ غلط سوچا تھا؟ نواز نے فوراً مجھے کہا کہ سائیں آپ کو کیسے پتہ چلا کہ اس وقت میں نے کچھ غلط سوچا تھا؟ میں نے گزارش کی کہ یار تو مجھے سچ سچ بتا کیا سوچا تھا؟ تو نواز نے شرمندگی سے بتایا کہ یار شاکر جب تم سائیں کی ٹانگیں دبا رہے تھے میں نے سوچا کہ شاکر پڑھا لکھا ہے اور خود بڑا زمیندار بھی اور کاروباری بھی یہ ان پیر فقیروں کے کس چکر میں پڑ گیا ہے اور سائیں کے بدن پر جو چادر بندھی تھی اُس کے اندر سے کچھ بے پردگی ظاہر ہو رہی تھی میں نے جب یہ دیکھا کہ شاکر اُس بوڑھے کی خدمت کر رہا ہے جس کو اپنے بدن کے پردے کا بھی ہوش نہیں ہے تو اُسی لمحے سائیں نے مجھے ڈانٹا تھا۔

پھر انہوں نے لکڑی اُٹھائی مجھے لکڑی سے پیچھے دھکیل دیا اور کہا کہ پھر تو کیوں آیا ہے نواز نے بتاتے ہوئے کہا کہ میں تو پہلی مرتبہ آیا ہوں لیکن یہ شاکر کا مرشد کیسا ہے مجھے کہہ رہا ہے کہ پھر کیوں آیا ہے میں تو پہلی مرتبہ آیا ہوں نہ کہ دوسری دفعہ۔ نواز نے اب سب سمجھ لیا! جب میں نے اُسے بتایا کہ جب سائیں اندر کی بات سنتا ہے تو نواز نے اقرار کیا کہ جب سائیں نے یہ فرمایا کہ (پھر تو کیوں آیا ہے) اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم مجھے صرف بوڑھا ناتواں سمجھ رہے ہو تو پھر (کیوں آئے ہو) اب میں سمجھا کہ مجھے ڈانٹ کیوں پڑی واقعی فقیر اندر کی بات سمجھتے ہیں فقیروں کے پاس بیٹھ کر غلط نہ سوچو غلط کسی کے لیے خیال نہ لے کر آنا یہ فقیر کا کمال ہے کہ نماز میں تو غلط خیال آتے ہیں نماز ہو جاتی ہے لیکن فقیر کے طالب پر لازم ہے فقیر کے ساتھ بیٹھو تو دھیان رہے ورنہ فقیر بیٹھنے نہیں دے گا یہ صرف سچے طالبوں کی بات ہے ہمارے سائیں اکثر اپنے طالب کو ڈانٹ کر بھگا دیتے تھے اور وہ طالب ہمیں بتاتے تھے کہ ہم نے اپنے تصورات میں کچھ غلط سوچا تھا جو ہمارے بس میں نہ تھا!

میں مصنف اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ مجھے بھی غیر خیال آجاتے تھے کیونکہ خیال انسان کے بس میں نہیں ہوتے لیکن یہ خیال اُس وقت آتے تھے اب نہیں۔ غیر خیال کی صورت میں سائیں میری طرف ایک مخصوص طرح کی نگاہ ڈالتے، یہاں تک کہ کَروَٹ بدل کر بھی مجھے اُس مخصوص نظر سے دیکھتے جب کہ ناتواں کو 116 سال کی عمر میں کَروَٹ بدلنے میں تکلیف محسوس ہوتی تھی اور میں سمجھ جاتا اور اپنے خیال اور تصوّر کو دھیان دیکر بدلتا اب اُن ہی کی کوشش سے کافی بہتر ہوں۔ خیال اَوّل دھیان میں!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خط میں صرف اپنی بات

میرے پیارے بیٹے میں یہ خط اس لیے لکھ رہی ہوں کہ تم اس خط کو کتاب کا حصہ ضرور بناؤ گے ۔ میری دعائیں ہمیشہ تمہارے لیے ہیں اللہ میرے بیٹے شاکر کو دین و دنیا کے لیے زیادہ سے زیادہ مہلت دے، اللہ کی بارگاہ میں تجھے میری یہ دُعا ہے، میرے پاکستان کا سپوت میرا شاکر، ایک ایسا بیٹا ہے جس کی زندگی کا ایک دور جوانی کا تھا شاید ہر انسان چاہتا ہے کہ اس کی جوانی میں اس کو سب جانیں، اس کے نام سے کام ہو جائیں عزت، طاقت، نام سب کچھ موجود ہو، ایسی ہی جوانی میرے بیٹے راؤ محمد شاکر کی گزری ہے وہ جب اسپورٹس میں تھے تب بہت مشہور پہلوان تھے انھیں سب جانتے تھے انھوں نے بے شمار ایوارڈ حاصل کیے اُن کو کبڈی کے کھیل میں عروج کا نام حاصل تھا۔ اُس زمانے میں لوگ بہت کم تھے لیکن پھر بھی کبڈی کا کھیل دیکھتے میدان شائقین سے کھچا کھچ بھرے ہوتے تھے۔ شاکر اپنے والد کے بہت لاڈلے تھے اور مجھے بھی ہیں اپنے والد کے دوست تھے والد کی وفات کے بعد شاکر پر ساری ذمّہ داریاں آ گئیں انھوں نے اپنا کام شروع کیا اپنی زمین سنبھالی لوگوں کی بھلائی کے لیے شادی ہال تعمیر کرایا اُس وقت ضلع میں کوئی شادی ہال نہیں تھا لوگوں کو شادی ہال سے بہت ساری آسانیاں فراہم ہوئیں۔ پھر جب بہت سے لوگوں نے یہی کاروبار کھول لیا تو شادی ہال ختم کر کے انھوں نے ایک ہسپتال بنایا جس کو چلانے کے لیے دن رات محنت کی اُس سے بھی لوگوں کی بھلائی کی اُس زمانے میں اُس کے علاوہ کوئی ہسپتال نہیں تھا چھوٹے کلینک تھے وہ بھی دور دور، اُس کاروبار کے علاوہ شاکر نے سکھر میں زمین لی اور پراجیکٹ شروع کیا پراجیکٹ چلانے میں اپنی زندگی کا ایک حصّہ اُس کو دیا جس میں اُن کی اپنی ذاتی زندگی بیوی بچے سب اللہ کے سپرد کر کے اپنا تقریباً سارا ٹائم اس پروجیکٹ کو دیا جب اُس سے آمدنی آنا شروع ہو گئی تو ہسپتال مفت چلانا شروع کر دیا تا کہ لوگوں کی بھلائی ہو سکے پھر سکھر میں کام کرنے میں انھیں بے شمار آزمائشوں سے گزرنا پڑا لیکن کبھی بھی لوگوں کی بھلائی اور خدمتِ خلق سے پیچھے نہ ہٹا۔ میرے بیٹے نے سخاوت کرنے، مدد کرنے سماجی و معاشرتی فلاح کا ہر طریقہ اپنایا اور اِن سب کاموں میں صرف اللہ کی رضا چاہی جو کہ اُسے ملی بھی جس کے عِوض اسے اتنی ساری عطائیں ہوئیں شاعری کی صورت میں اور بہت سی صورتوں میں جو آپ کے سامنے پیش ہیں اور بہت سی قربانیاں اور سخاوتوں کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتی کیونکہ میرے بیٹے شاکر کا ماننا ہے کہ اچھائی کر کے کسی کو بتانا نامناسب بات ہے کیونکہ وہ سب اللہ کے لیے کی گئی ہیں نہ کہ دنیا کے دکھاوے کے لیے، ہاں یہ بھی کہتے ہیں کہ عبرت کے لیے، سبق حاصل کرنے کے لیے ضرور بتائی جائیں تا کہ اُس عمل کے بعد ملنے والے انعام کو اور لوگ بھی دیکھیں اور وہ کام کرنے میں پختگی حاصل کر سکیں تو اس لیے ضرور اچھائی بتائی جائے ورنہ جو کام اللہ کی رضا کے لیے کیے گئے ہوں وہ کیوں کر بتائے جائیں وہ تو میرے اور اللہ کے درمیان کی بات ہے میں نے یہاں شاکر کی اعلیٰ ظرفی اور اعلیٰ قربانیاں ذکر کی ہیں ہو سکتا ہے کہ ان سبق آموز واقعات کی وضاحتیں کرتے ہوئے کہیں میرا بتانا اُن کی ناراضگی یا ناپسندیدگی کا باعث بن جائے گا پر اُن کی گزری زندگی پر غور کیا جائے تو یہ ہی پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خاص قُرب، خاص عطائیں شروع ہی سے شاکر کو حاصل رہی ہیں۔ شاکر ہر بات پر بہت باریکی سے غور و فکر کرتے ہیں ہر بات کی تحقیق کرنا ہر کام میں حکمتِ عملی کا مظاہرہ کرتے ہیں مینجمنٹ کو ایک اعلیٰ رُخ دیا ہے، اُن کی مینجمنٹ میں اعلیٰ حکمتِ

عملی شامل ہوتی ہے مطلب اگر اُن کی بات اُن سے کام کرانے والے انسان آنکھ بند کر کے بھی مان لیں تو فائدہ ہی فائدہ ہے۔ شاکر نے مینجمنٹ کے مصائب کے پیمائش کرنے کے طریقے ایجاد کیے ہیں اپنی مشکلات حل کرنے کے لیے شجرہ، نقشے، (٪) پر سنٹیج جن سے اور بھی بہت سے لوگوں کو فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ مینجمنٹ کے فیصلے، طریقے سب لکھے تاکہ اُن کی زندگی کے تجربات سے اگر لوگ فائدہ اُٹھانا چاہیں تو اُٹھا سکیں وہ اپنی زندگی میں اپنے ہر عمل سے لوگوں کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں، صرف اللہ کی رضا کی خاطر اور اُن کی زندگی میں مشورہ، دُعا بہت اہمیت رکھتا ہے اُن کا ماننا ہے کہ انھوں نے اپنے مرشد سے سیکھا ہے کہ مشاورت سے دو افراد کے مشورے سے کیئے جانے والے فیصلہ میں سمجھو اللہ بھی شامل حال ہیں اور اُن کا ماننا ہے کہ انکساری اور دُعاؤں سے اللہ کو منایا جاسکتا ہے اور اللہ کو راضی کیا جا سکتا ہے اُس کی رضا بھی حاصل کی جا سکتی ہے اور یہ ہی حق ہے قرب ہے۔ اللہ اسے خوب کامیاب کرے اللہ اس کے خیر خواہ دوستوں کو مزید بڑھائے اور اس وقت جو اس کے ساتھ کام کر رہے ہیں اُن کو اللہ دنیا کی ترقی دے اور روحانی طاقت دے اور دین کا کام کرنے کی توفیق دے اور ان کے رشتے دار بھی ان سے خوش ہوں اور جو دوست اس کی مدد کر رہے ہیں اللہ اُن کو اجر دے۔ اچھا شاکر بیٹا یہ میرا خط ضرور اپنی کتاب میں چھپوانا کیونکہ میری یہ دُعا قیامت تک کی ہے نہ کہ میرے جینے تک کی، ہو سکتا ہے کہ اس کتاب میں خط لکھنے کی وجہ سے یہ میری مغفرت میں مددگار ثابت ہو اور اللہ تیری اس کاوش کو ضرور قبول کرے گا میرے بیٹے اے محنتی انسان جو دین کی ترغیب تم دے رہے ہو تجھے میری اُس تیرے کام کے لیے دُعا ہے کہ تم ضرور کامیاب ہوگے کیونکہ صرف نماز کو پڑھ لینا اور بات ہوتی ہے اور نماز کو قائم کرنا کوئی اور بات ہوتی ہے اس کو کہتے ہیں کہ بندہ دنیا کا کام بھی کرے اور روزی کے لیے اُس میں نماز بھی قائم کرے۔

بیٹا شاکر اللہ سے میری تیرے لیے دُعا ہے کہ تیرا اخلقِ خدا کے لیے دنیاوی کام میں فکر مند ہونا اور اُن کی خدمت کرنا عبادت ہے تیرے لیے دنیوی مشکلاتوں کے سمندر میں کشتی بنا کر تجھے پار کرادیگی اور آخرت میں یہ کشتی بیڑا بنا کر تجھے اور تیرے ساتھیوں کے لیئے بارگاہِ اقدس میں رسائی کا ذریعہ بنادے گی۔

خدا حافظ پیارے بیٹے

اَمطُل حنیف بیگم

چودہ طَبَق

اس کائنات میں جیسے سات طَبَق اوپر آسمان میں، اور سات طَبَق زمین کے نیچے ہیں ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر چودہ طَبَق بنائے ہیں سات طَبَق گردن سے اوپر اور سات طَبَق گردن سے نیچے بنائے ہیں۔ یہ چودہ طَبَق کائنات کے چودہ طَبَق سے زیادہ وسیع ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر ہر چیز رکھی ہے انسان اُن سے کہیں بھی کوئی بھی فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انسانی بنائے ہوئے چودہ طَبَق میں سے کوئی ایک راز نکال لے تو اُس کے ہزار راز انسان کے دماغ میں اور آجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں کئی راز اور کروڑوں گُتھّیاں رکھی ہیں اُن کی گرہ کھولنا انسان کا کام ہے۔ جُنُونِیت ایک ایسا فارمولا ہے جس میں انسان سب کچھ حاصل کر سکتا ہے جُنُونِیت سے مراد وہ راہ ہے جس میں انسان کا ایک مقصد ہوتا ہے، اُس مقصد کی راہ میں جیسی بھی بڑی ہو یا چھوٹی جو بھی قربانی درکار ہو دے دے اپنے سارے ذاتی مفادات نفسانی خواہش سب چھوڑ کر ایک مقصد کی طرف چل نکلے اُسے جُنُونِیت کہتے ہیں۔ اُس جُنُونِیت سے انسان کچھ بھی حاصل کر سکتا ہے۔ اللہ کی دی ہوئی ہر صلاحیت، ہر نعمت، عاجزی، انکساری حاصل کر سکتا ہے انسان کو اس قدر اللہ تعالیٰ نے خود مختار بنایا ہے کہ وہ جو چاہے وہ کر سکتا ہے، اگر انسان اس پوری کائنات پر غور کرے تو دیکھے گا کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے کس قدر اعلیٰ ترین لوگ بنائے ہیں ، اب انسان یہ سوچے کہ دنیا کے اعلیٰ ترین لوگوں کے دماغ یا عادات یا خوبیاں صرف ایک ہی انسان میں ہو جائیں تو یہ کتنی عجیب بات ہوگی کہ ایک ہی انسان میں دنیا کے ہر سائنسدان، تخلیق کار، ہر ایجاد کرنے والے کی خوبی، شاعر، ادیب، مُصَنّفوں کا مجموعہ، جادوگر، پیغمبر، انسانی عجائبات، علوم کے ماہر اور جتنی بھی اعلیٰ عطائیں انسان پر ہوئیں ہیں، یا اعلیٰ سوچ کے لوگ جو گزر گئے یا جو ہیں اور جو گزر رہے ہیں اور جو آنے والے ہیں سب مل کر ایک انسان بن جائیں تو وہ انسان کیا ہوگا وہ ہر انسان کے دماغ میں موجود ہے ڈال دیا گیا ہے یہ انسان کے اپنے اوپر depend کرتا ہے کہ وہ کیسے یہ خوبیاں استعمال میں لائے۔ میں یہاں ایک شخص کی مثال دینا چاہوں گی جیسے ایک شخص ایسی ہی تمام خوبیاں (qualities) کا مجموعہ ہے جس وقت جس چیز کی ضرورت ہو وہ شخص وہی بن جاتا ہے ڈاکٹر کی ضرورت ہو، تو علاج کرتا ہے جبکہ اس نے کوئی ڈگری نہیں لی ہوتی، نفس کا مسئلہ ہو تو اُس کا حل، انجنیئر کی ڈگری نہیں ہے پھر بھی انجنیئرنگ جانتا ہے کسی شخص کا کہنا ہے کہ اُس کی جوانی کے دور میں وہ مختلف شوق سے بھرپور تھا اس لیے جو ایل ایل بی کی ڈگری لی ہے وہ جعلی ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ ایل ایل بی کی کوئی Practice نہیں کی پھر بھی وکالت سب جانتا ہے، قانون نہیں پڑھا پر قانون جانتا ہے، مُصَنّف نہیں ہے لیکن جب لکھنا شروع ہوتا ہے تو اتنا علم ہے کہ ایک موضوع پر کئی صفحات تحریر کر سکتا ہے تو ایسے بھی شخص ہیں اس دنیا میں۔ یہ سب کچھ انسان کے اندر موجود ہے جو حاصل کرنا چاہے کر لے۔

اللہ کا بندہ

انسان کی انسانیت اس بات پر منحصر نہیں ہے کہ کس کس قسم کے حالات اس کی زندگی میں آئے اس کی انسانیت اُس کی تخلیق کی داد تب دی جائے گی جب وہ جیسے بھی حالات ہوں اُن میں اپنا کردار صحیح رکھے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مٹی کا کاشہ بنایا ہے اور جو بھی حالات ہوں، جیسے بھی ہوں وہ Survive کرلیتا ہے، لیکن یہ مٹی کا کاشہ تو سب ہیں، ہر کوئی اپنے ماحول کے حساب سے ڈھل جاتا ہے لیکن انسان اپنے آپ کو کیسے رونما کرے؟ کیسے اظہار کرے! کیسے اپنے آپ کو ایک اللہ کا بندہ ثابت کرے! اب سوال یہ بھی ہو گا کہ اللہ کے بندے تو سب ہیں اس میں ثابت کرنے کی کیا بات ہے! یہ میں ایک مثال دے کر سمجھانا چاہوں گی کہ مثال کے طور پر ایک شخص ہے جو کئی ساری چیزیں بناتا ہے اور اُسے اُن سب چیزوں سے پیار بھی ہے، سب اُسی کی ہیں لیکن یہ ساری چیزیں ایک شخص نے بنائی ہیں لیکن اُس شخص کے مقام کے مطابق، عزت واحترام کے مطابق اگر کوئی چیز اُسی شخص کی بننے کی کوشش کرے تو اسے بھی یہی کہیں گے کہ یہ اُسی شخص کی بنائی ہوئی چیز ہے لیکن پہلو دو ہیں۔ ایک پہلو تو یہ ہے کہ اس چیز کو بنایا ہی اس شخص نے ہے، اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ وہ چیز اُس شخص کی اتنی عزت واحترام، عاجزی میں، محبت میں ہو کر اُس شخص کی بننا چاہتی ہے، اُس شخص کی محبت اور دی ہوئی عطاؤں سے متاثر ہو کر وہ اُس کے آگے جُھکی رہنا چاہتی ہے تو ایسے ہی اللہ کے بندے تو ہم سب ہیں لیکن وہ اللہ کا بندہ ہے جو اللہ کا ہو گیا یا اپنے اعمال سے اللہ کا بندہ ہونے کا ثبوت ظاہر دیتا ہے اور اللہ نے جتنے Systems اس دنیا میں بنائے ہیں اُن Systems کے حل بھی موجود ہیں اور وہ سب انسان کے اندر ہی موجود ہیں جیسے کائنات میں 7 طَبَق اوپر آسمان پر ہیں اور 7 طَبَق زمین کے نیچے ہیں ایسے ہی 14 طَبَق کا ایک انسان ہے 7 طَبَق گردن سے اوپر اور 7 طَبَق گردن کے نیچے۔ تو اِن کو ظاہر کرنے والا ہی اللہ کا بندہ ہوتا ہے۔ جب انسان کے سامنے کسی بھی قسم کے حالات ظاہر ہوتے ہیں تو اس کا React ان حالات سے تنگ آجانا یا اُن کو ختم کرنے کی ایک عام انسان کوشش ضرور کرتا ہے لیکن اپنی انسانیت ظاہر کرنا اور اللہ کا بندہ ظاہر کرنا تب ہو گا جب کسی بھی قسم کے مسئلے کا حل آپ خود نکالیں گے۔ انسان کو جس طرح ہر طریقے کے ماحول میں ڈھلنے کا کاشہ بنایا گیا ہے ایسے ہی مشکل زمانے میں ہر طریقے کے مسائل کا حل نکالنے کا بھی کاشہ انسان ہی ہے اس کی انسانیت Proved a good survival میں ہے۔ ایک مصنف نے لکھا ہے کہ زیادہ اہم یہ نہیں ہے کہ ہمیں کونسی مشکلات ہیں بلکہ اہم بات یہ ہے کہ ہم اِن کے مقابلے میں کس قسم کا ردِّ عمل ظاہر کرتے ہیں، تو جو انسان بمطابق وقت اپنی مشکلات کا اچھا ردِّ عمل دے سکے یا دینے میں ماہر ہو وہ ہی کامیاب انسان ہے۔

بُرا بھی ایک کردار ہی سمجھ

حالات سے مجبور انسان کو ہم بہت بڑے گندے نام سے پکارنا شروع کر دیتے ہیں اس کا ہمیں کوئی حق نہیں۔ یہ سب اللہ کے بندے ہیں اچھے بُرے کا انجام وہ ہی جانتا ہے اور وہ بھی اس کے ہی ہیں۔ اللہ نے انسان کو ایک طرح سے بہت مجبور بھی بنایا ہے ہمیں کسی کو بھی دیکھ کر یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ یہ نفرت کے قابل ہے، یا محبت کا مستحق نہیں یہ سوچنا احمقانہ ہے۔ ہر انسان کے حالات کے مطابق اُن کی سوچ ہو جاتی ہے۔ میں پاپا کے سامنے ایک لڑکی کی بُرائی کر رہی تھی اس کے کردار کے متعلق تو پاپا نے کہا بیٹا اِن کے باپ کا انتقال تب ہی ہو گیا تھا جب یہ چھوٹے تھے اور اِن کی رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں تھا اس لیے اب جب ان کے گھر میں ان کے بھائی بھابھی کے قہقہوں کی آوازیں یہ بچیاں سُنتی ہوں گی تو یہ ایک غیر شادی شدہ نوجوان بالغ عورت کے لیے بے حد دُکھ, ناگوار اور ناقابل برداشت بات ہوتی ہوگی اور اسی جذباتی وقت میں ان معاملات میں مجبوری میں اپنے آشنا کے ساتھ اگر اسے بھاگنے کا بھی موقع لگے تو وہ بھاگ جائے گی یہ اتنی بڑی بات ہے۔ اور جب باپ نہیں ہوتا تو بھائی بھی اپنی بہنوں کے رشتے کرنے کے لیے اتنے تنگ ہو جاتے ہیں کہ وہ خود ہی بہنوں کی ذمے داری سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ یہ ان کا بھی قصور نہیں ہوتا کیونکہ ارد گرد کے ماحول سے تنگ آکر وہ چاہتے ہیں کہ یہ خود ہی اپنے لیے کسی کو ڈھونڈ لیں اور اگر ان کے گھر کسی غیر مردوں کا آنا جانا ہو تو ان کے بھائیوں کو بُرا نہیں لگتا ہے اور نہ ہی اُن کی بہنوں کو یہ بُرا لگتا ہے پھر ان کے لیے یہ سب باتیں کچھ مانع نہیں ہوتیں تو بیٹا انسان ایک طرح سے بہت مجبور بھی ہے ان کی کسی نے رہنمائی نہیں کی تو ایسے نہیں سوچنا چاہیے لوگ اپنے حالات کے مطابق مجبور ہوتے ہیں وہ کنواری لڑکیاں پھر ایسی ہو جاتی ہیں۔ تبھی بچیوں کی شادی کے لیے جلدی کرنی چاہیے اور اگر جلدی نہیں ہو رہی تو انھیں اس بات کا احساس ضرور دِلاتے رہنا چاہیے کہ ان کی شادی کے لیے بے حد شدید طریقے سے زور لگایا جا رہا ہے بہت جد وجہد چل رہی ہے ان کی شادی کروانے کی کوشش جاری ہے پر ہو نہیں رہی تاکہ انہیں اس بات کا احساس ہو اور وہ غلط راستہ نہ اپنائیں غلط راہ نہ منتخب کریں اُن غلط افعال سے بچی رہیں جس سے اس کی اور اس کے گھر والوں کی عزت کو نقصان ہو اور یہ سارے معاملے بے غیرت یا غیرت کے نہیں کردار کے ہیں۔ دنیا میں اللہ کی طرف سے غیرت اس چیز کا نام ہے یا غیرت پر تب عمل ہو سکتا ہے اگر بے غیرت کو دیکھو گے یعنی وہ کردار بے غیرتی کا ہو گا جس نے آپ کو غیرت دلائی وہ بھی اللہ کا بندہ ہے اور آپ کے لیے تو اچھا ہو گیا کہ آپ کو غیرت کا سبق دے گیا بے حیا بے حیائی کر کے حیا دے گیا یا حیا دار ہونے کا احساس دلوا

گیا۔ جیسے بلیک بورڈ (کالا بورڈ) پر سفید چاک سے لکھا جائے گا تو اُبھر کے نظر آئے گا دور سے یعنی کالے سے لکھا سفید نظر آئے گا ایسے ہی جھوٹوں سے سچ کا پتہ چلے گا بد صورتوں میں خوبصورت کا پتہ چلے گا غریب کی غریبی سے خوشحالی کا پتہ چلے گا اور غریب کو خوشحال کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ امیر کتنے جھنجھٹ میں ہے امیر کا مال دیکھ کر شکر ادا کرنا چاہیے تب جا کر غریب آدمی کی سخاوت قبول فرمائے گا یعنی ہم انسان ایک دوسرے کے کردار ہیں اچھے بُرے سب ایک دوسرے کے لیے کردار ہیں سبق آمیزہ اور اگر بڑا نہ ہو گا تو چھوٹے کا کیسے پتہ چلے گا اگر چھوٹا ہو گا تو بڑا ہونے کی تمنا کیسے ہو گی یہ سارا اسٹیج ڈرامہ ہدایت کار اللہ نے دنیا میں سجایا ہوا ہے، ہم میں ہی کوئی کالا ہے، ہم میں ہی کوئی چور ہے، ہم میں ہی سے کوئی ناپاک ہے، ہم میں ہی کوئی خراب ہے، ہم میں سے کوئی بدکار ہے اگر یہ کردار نہ ہوتے تو ہم میں سے سچے نہ ہوتے سفید نہ ہوتے ہم میں ہی سے بہترین نہ ہوتے ہمارے ہم میں ہی سے شفایاب ہیں۔

اللہ کا حکم ہے یا شیطانی وسوسہ

شروع شروع میں جب میں نیا طالب ہوا تھا صوفی فقیر سے، سوال بھی کافی پوچھے تھے، ایک دفعہ میں نے پوچھا اپنے ہادی رہنما حضرت بابا نمانو سائیں سے کہ سائیں ہمیں کیسے پتہ چلے یا ہمارے پاس کوئی ایسا فارمولا ہے کہ جس سے چھانی کیا جائے کہ یہ اللہ کا حکم ہے یا میری خود کی مرضی ہے یا یہ گناہ ہے، تو ہادی پاک نے بِستر پر لیٹے لیٹے جو پہلے ہی سے بِستر پر سیدھے آرام سے لیٹے ہوئے تھے انھوں نے جواب دے کر مجھے دنگ کر دیا اور کہا شاکر صاحب اب ایک منٹ پہلے جو تیرے دماغ میں پہلا خیال آیا تھا وہ رحمانی یعنی حکم الٰہی تھا بعد میں آپ کو دوسرے ہی لمحے جو خیال آیا یہ شیطانی وسوسہ تھا میں نے فوراً عرض کی سائیں میں سمجھا نہیں سائیں جواب دینے کے لیے اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ ایک منٹ پہلے تجھے جو خیال آیا تھا کہ سائیں یعنی کہ میں سیدھا لیٹا ہوں اور لیٹے ہوئے سائیں کی ٹانگیں دباؤں تا کہ بابا سائیں کو آرام آجائے اور میرے لیے کوئی دُعائے خیر ہو جائے یہ تجھے خیال آنا اللہ کا حکم تھا لیکن تو نے دیر کی تو شاکر دوسرے ہی لمحے شیطان نے تجھ پر اور تیرے خیال پر حملہ کر دیا تجھے اس لیے شیطانی خیال نے گھیرا کہ تو نے سوچا کہ دیکھنے والے کیا کہیں گے راؤ شاکر

راجپوت ہو کر کسی بوڑھے شخص کے پاؤں میں پڑا ہے اور کام ہو نہ ہو، دُعا ہو نہ ہو، راجپوتی پر بے عزّتی کا داغ نہ آجائے یہ سنتے ہی مجھے شرمندگی ہوئی اور میں آج تک پچھتاتا ہوں اور ایک طرح سے یہ صحیح بھی ہوا کہ جس دن سے مجھے یہ راز معلوم ہوا اس دن سے پھر کبھی پیچھے نہیں ہٹا، ہمیشہ 8 گھنٹے دس دس گھنٹے سائیں کے ہاتھ پاؤں دباتا اور نہلاتا اور خدمت کرتا رہا ، کیونکہ مجھے یہ راز مل گیا تھا کہ اللہ کا حکم اور شیطانی وسوسہ کیا ہے، پھر تو میں اس کام میں لگ گیا۔

ایسے ہی ہم لوگ ہماری عام زندگی میں اللہ کا حکم اور شیطانی وسوسہ پہچاننے میں دیر کرتے ہیں اور دین اور روحانی نقصان سے دوچار ہو جاتے ہیں مثال کے طور پر اماں کی خدمت کریں پھر خیال آتا ہے پہلے فلاں کام کر لوں اماں کہاں جانے والی ہے اور پھر شیطانی وسوسہ ہمیں کام کرنے کے نام پر اُکساتا ہے اور پھر وہی ہو جاتا ہے کہ ہم اس خدمت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی دوسری مثال کہ جب بھی ہم کو کوئی گداگر ملتا ہے بھیک مانگنے کے لیے پہلے تو ہم اللہ کے نام کی صدا سے سہم جاتے ہیں کہ اللہ کے نام پر سب کچھ دے ڈالیں لیکن تھوڑی دیر یعنی ایک ہی لمحہ گذرنے کے بعد شیطانی وسوسہ آتا ہے کہ یہ گداگر تو ہٹا کٹا ہے اس کو بھیک دیکر اس کو ہم عادی کیوں بنائیں یہ معاشرے کا بدنما داغ ہے، یہ گداگر ہے، اور یہ ہے، اور وہ ہے، کئی شیطانی وسوسے آتے ہیں۔

اللہ نے جو دیا اُس سے انکار نہ کر

میری اماّں پرانے زمانے کی پڑھی لکھی عورت ہیں خاص طور پر اسلامی طرزِ تعلیم کی۔ گھوٹکی میں ہماری برادری میں اسلام کی تبلیغ اور گھر میں ثواب اور برکت کے لیے سب اماّں کو اپنے گھر لے جاتے اور اماّں اسلامی مسئلہ و مسائل پر گفتگو اور میلاد شریف حضورؐ کی نعتیں اور حمد و ثناء ثواب کے لیے لوگوں کے گھروں میں پڑھتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایک عورت آئی اور اماّں کو کہا کہ ہمارے گھر میلادِ رسولؐ کر دیں امی نے اس کو ٹال دیا اور ٹالتے ہوئے کہا کہ تمہارے گھر میں روشنی کم ہے یعنی کسی جگہ سے گھر میں روشنی نہیں آتی مجھے وہاں کتاب کے لفظ نظر نہیں آتے مایوس ہو کر وہ عورت چلی گئی۔ امی نے بتایا کہ میں نے اس عورت کو اس لیے ٹال دیا تھا کہ مجھے گھر پر کچھ سلائی کڑھائی کا کام کرنا تھا۔ عورت کے جانے کے بعد اماں کی نظر اچانک آنکھوں سے چلی گئی اس وقت ہمارے چھوٹے بچوں کے علاوہ گھر میں کوئی نہ تھا اماں نے لاکھ کوشش کی اور آنکھوں کو مَسل مَسل کر دیکھنے کی کوشش کی لیکن کچھ سمجھ نہ آیا۔ بعد میں اماں سمجھ گئی کہ میں نے عورت کو غلط بیانی کر کے انکار کیا تھا اماں نے اللہ سے معافی مانگی لیکن کسی طرح بھی اماں کو آرام نہ آیا۔ دو تین گھنٹے کے بعد اچانک ایک عورت ہمارے دروازے پر آئی اور اُس نے آواز لگائی کہ میرے گھر میلاد کرو گی میں غریب عورت ہوں آپ امیر ہو۔ اماں نے فوراً ہاں کی اور ایڈریس پوچھا۔ اماں نے بوڑھی عورت کو ظہر کا وقت دیا ظہر کے وقت میں چار گھنٹے پڑے تھے اماں کی آہستہ آہستہ آنکھوں کی روشنی بحال ہو گئی اور اماں پھر اس بوڑھی عورت کے گھر اپنی پوری تیاری کے ساتھ گئی وہ دن اور آج کا دن اماں کبھی بھی ہمارے لاکھ منع کرنے پر بھی میلاد کے لیے انکار نہیں کرتیں۔ جب سے یہ واقعہ سُنا ہے ہم بھی سمجھ گئے ہیں۔

اس واقعہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو کوئی خصوصیت دے تو وہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اگر اس پر گھمنڈ کرو گے تو وہ خصوصیت جاتی رہے گی اور تکلیف بھی اور زیادہ آئے گی۔ اللہ بہتر کارساز ہے۔ پرانے زمانے کی بات ہے ایک دفعہ ایسا ہوا کہ اماں نے جو ہمارے قریبی رشتے دار تھے ہمارے گھر سے کافی دور کی گلیوں میں رہتے تھے نہ وہاں کوئی سواری جا سکتی تھی نہ تانگہ وغیرہ کا راستہ تھا۔ وہاں سے میلاد کے لیے بُلانے آئی ہوئی عورت کو یہ کہہ کر ٹال دیا کہ گھر بہت دور ہے وہ عورت تو چلی گئی۔ لیکن میں نے اماں کو میلاد پر جانے سے منع کرنے پر اچانک آنکھوں سے روشنی چلے جانے کا واقعہ یاد دلایا اور میں خود وہاں تک چھوڑ کر آیا اور لے کر آیا اور آج تک اماں اللہ کی خوشنودی کے لیے یہ کام کر رہی ہیں اللہ انہیں زندگی اور صحت عطا فرمائے، آمین!

اللہ ہر کام کی قبولیت کی قیمت لیتا ہے

اللہ نے ہر کام کی ایک قیمت رکھی ہے اور ہر صورت میں وہ ادا کرنی پڑتی ہے جب تک قیمت ادا نہ ہو گی کوئی رعایت نہ ہو گی۔ اللہ کے اصول سخت ہیں مثال کے طور پر ایک انسان کو ضرورت ہے گھر بنانے کی اگر اللہ نے اس کی قیمت 4 سال رکھی ہے تو وہ انسان جب 4 سال تک محنت یا کوشش نہیں کریگا تو گھر بنانے یا بنا ہوا گھر لینے میں کامیاب نہیں ہو گا۔ انسان شکوہ اللہ سے کرے گا خود دربدر ہو گا لیکن انصاف نہ ہو گا اللہ کے انتظام سے پہلے۔ دوسری مثال یہ ہے کہ اگر کوئی انسان جیل چلا جاتا ہے اور اللہ نے اُس کی جیل سے نکلنے کی قیمت 6 چھ دفعہ ردِ ضمانت رکھی ہے تو یہ قیمت اللہ نے مقرر کی ہے تو اب جج چھ دفعہ ہی اس کی ضمانت کو خارج کرے گا اگر انسان یہ سمجھ لے کہ اب میرا کچھ نہ ہو گا اور وہ کوشش کرنا چھوڑ دے گا تو وہ جیل میں ہی سڑے گا بہت دفعہ تاریخِ انسانیت میں یہ سب کچھ لکھا ہے جیسے سومنات کے مندر پر حملہ کا واقعہ، چتوڑ قلعہ کو علاؤالدین خلجی بادشاہ چاروں اطراف سے گھیر کر پتہ نہیں کتنے دن تک فتح کے لیے انتظار میں رہے اور کئی دفعہ ناکام ہوئے آخر کار کامیاب ہو گئے۔ تیمور لنگ نے دہلی پر 17 حملے کیے اور آخر کار کامیاب ہو گیا اور اس طرح کافی لوگ الیکشن میں ہار جاتے ہیں اور پھر الیکشن میں حصّہ نہیں لیتے اگر اللہ کا راز رَمز پتہ چل جائے کہ اللہ نے کئی بار ہارنے کی بھی قیمت رکھی ہے تو وہ ضرور دو تین دفعہ ہارنے کے بعد بھی حصّہ لیتے رہیں۔ یہ اللہ کا کھیل لوگوں کی سمجھ سے باہر ہے قسمت کا رونا رو کر لوگ رہ جاتے ہیں، نصیب ایسا ویسا کہہ کر ناکام ہو جاتے ہیں یہ کامیابی کے گر اُستاد رہبر سے کوئی سیکھ لے تو بات سمجھ میں آتی ہے یہ سب حکایات اور واقعات میرے ساتھ ہوئے ہیں۔ بسمہ اللہ ہسپتال گھوٹکی، سکھر میں خیراتی ہسپتال اور ہاؤسنگ اسکیم وغیرہ کے لیے میں ان تمام واقعات سے گذرا ہوں کورٹ میں کیس کی ضمانتوں اور دیگر کاموں میں ناکامیوں کے بعد مجھے کامیابی ملتی ہے ہر ناکامی کے بعد راستہ کھلتا ہے، بندہ کامیابی کی ہمّت اللہ سے مانگتا رہے۔ بس بندے کا اللہ پر، استاد پر اور دوستوں پر بھروسہ ہو۔

مِزاج اور مذہب

مسلک اور فرقہ یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں یہ دو تب ہوتی ہیں جب دو انسانوں کی آپس کی گفتگو میں مذہبی تضاد پیدا ہوتا ہے اگر وہابی مسلک کے افراد کو حاجی عبدالوہاب صاحب کی بات ان کے مزاج کے مطابق سمجھ میں آتی ہے تو وہ وہابی کہلانا پسند کریں گے۔ بریلوی کی بات اگر کسی کو اس کے مزاج کے مطابق سمجھ آئی تو وہ بریلوی کہلوانا پسند کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے سارے انسانوں کا ایک ہی دل اور ایک ہی دماغ پیدا کیا ہے۔ ہر انسان دماغ کے مطابق اپنے مزاج سمجھتا ہے اور جس کو جو سمجھ آگئی پھر مذہب بنتا ہے وہ ہی مسلک ہے۔

یہ بات جب میرے دماغ میں آئی تو میں نے ڈاکٹر خورشید صاحب سے گاڑی میں جاتے ہوئے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب آپ دیوبندی ہیں اور میں صوفی تو آپ بتایئے کہ کبھی ہمارا صوفی اِزم یا دیوبندی مسلک پر کوئی جھگڑا ہوا انھوں نے کہا کہ بالکل نہیں، لیکن اگر کبھی ہوا بھی ہے تو دوسرے دن اس بات کے جھگڑے کا جواب تلاش کیا گیا تو ڈاکٹر صاحب کا بھی وہی جواب تھا اور میرا بھی وہی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر بات اللہ کی، محمدؐ کی، امن کی، انصاف کی، رحم کی، عدل کی، سچ کی ہو تو پوری کائنات کی مخلوق سب ہی اس پر متفق ہیں اس کا مطلب یہی ہے کہ ہم اپنے مزاج کو مسلک کہتے ہیں کبھی بھی مسلک مزاج نہیں ہوتا بلکہ مزاج مسلک ہوتا ہے۔

ذکر کی تیسری آنکھ

جو ذکر فکر والا شخص ہوتا ہے اپنا کام مخلصی سے سرانجام دیتا ہے تو اسی ذکر فکر سے اس کے کان کی بھی آنکھ ہو جاتی ہے، کان کا بھی دل ہو جاتا ہے، کان کا بھی دماغ ہو جاتا ہے، کان کا بھی کان ہو جاتا ہے۔ دماغ کی بھی آنکھ ہو جاتی ہے کان ہو جاتے ہیں، دل ہو جاتا ہے، زبان ہو جاتی ہے،، ناک ہو جاتی ہے، حِس ہو جاتی ہے، دماغ کا بھی دماغ ہو جاتا ہے، دل کی بھی آنکھ ہو جاتی ہے، دل کا بھی دماغ ہو جاتا ہے، زبان ہو جاتا ہے، کان ہو جاتا ہے، دل کا بھی دل ہو جاتا ہے، حِس کی بھی کئی حِسّیں ہو جاتی ہیں پھر جب انسان کسی سے بات کرتا ہے تو اس کی آنکھ کا دماغ اسے بتا دیتا ہے کہ یہ کیا سوچ رہا ہے اس کی آنکھ کا دماغ بتا دیتا ہے کہ سامنے والا بندہ کیا سمجھ رہا ہے پھر اس ذکر فکر والے بندے کو ہر انسان کے چلنے اٹھنے بیٹھنے بولنے سننے سے اُس کے سب اندر کے احوال سمجھ آجاتے ہیں اور پھر ذکر فکر والا بندہ اس کے ساتھ ویسے ہی چلتا ہے اپنے آس پاس ہونے والے کاموں میں کَڑیاں ملانا پھر دماغ کا دماغ اسے بتاتا ہے کہ کیا کرنا ہے، دماغ کا دل اسے صحیح کام کرنے پر راغب کرتا ہے۔ دماغ کی آنکھ اس سے نئی نئی تخلیق کراتی ہیں، بیج میں پھل دار درخت دکھاتی ہے، جس سے مخلوق کا فائدہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ذکر فکر والے بندے کے سامنے عام انسان کے اندر کی کائنات کے راز کو کھول دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس بندے کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت عام انسان کی صلاحیت سے کروڑوں گنا زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

تیری یہ آنکھ جو یہ نور ہے اس سے جہاں کے نظارے دکھاتے ہیں
وہ تیسری آنکھ وہ جو نظارے اندر کے اُس جہاں کے نِروار نظارے پر دکھاتے ہیں

اللہ کے ظہور کے نظارے

سوال: پاپا آپ کی تو پوری زندگی اللہ کی مہربانیوں سے بھری پڑی ہے اور جب سب لوگ آپ کو تنگ کریں، پھنسانے اور گرانے میں لگ جائیں اور پھر آپ کو اللہ ان تمام مشکلات سے نکال لے تو پھر آپ کو اللہ پر پیار کیسے نہیں آتا ہو گا؟

جواب: ہاں کیوں نہیں بیٹا، بے شمار واقعات ہیں جن میں اللہ کو اپنے بلکل سامنے دیکھا، مجھے اُڑتے ہوئے چرند پرند اور ہر چیز میں اللہ سمایا ہوا نظر آتا ہے۔ گھاس پھوس میں ہر چیز میں، مجھے اللہ کی قدرت، اللہ کی مہربانی، عطائیں، تخلیق اور محبت نظر آتی ہے۔

سوال: پاپا گھاس پھوس میں اللہ کیسے؟

جواب: پاپا نے مجھے کھڑکی کے باہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دیکھنے کو کہا کہ اپنے گھر کے باہر روڈ کے اُس پار درخت ہے اس کی عمر تقریباً ستائیس سال ہے اور ہمارے لان میں جو درخت ہے اس کی عمر ڈیڑھ سال ہے ان کے دکھنے میں فرق کتنا ہے؟

تو میں نے دیکھا کہ واقعی ہمارا درخت گھنا بھرا ہوا، خوبصورت لگ رہا تھا اور اُس درخت سے کافی بڑا بھی لگ رہا تھا، مگر اس درخت کا مناسب سا قد تھا لیکن ہمارے لان میں لگے درخت سے چھوٹا نظر آرہا تھا۔ پھر پاپا نے دوسری طرف قریب کے ایک گھر کے لان میں لگے درخت کو دکھایا وہ درخت وہاں سترہ سال سے لگا ہوا تھا اور اُس کے بالکل پاس لگا ہمارے لان کا درخت جس کی عمر ایک سال ہو چکی تھی لیکن وہ دونوں برابر عمر کے نظر آرہے تھے، پھر پاپا نے کہا کہ بیٹا گھاس پھوس میں ایسے نظر آتا ہے اللہ!

اللہ کے ظہور کے نظارے وہ ہی دیکھتے ہیں جن کو وہ دکھانا چاہے
ورنہ کوئی لہر سمندر پر ہوتی سورج آسمان پر دیکھتی کوئی قطرہ پانی کی تہہ میں ہی رہتا عمر ساری

ٹائم بڑھانا فتابو میں

ہر انسان کا اچھا ٹائم آتا ہے جس میں سب اس کی بات مانتے ہیں۔ اُس کے گھر میں اس کے بیوی بچے سب اُس کی بات مانتے ہیں اور اُس سے سب پیار کرتے ہیں لیکن یہ کچھ عرصے کے لیے ہی ہوتا ہے۔ اگر انسان چاہے تو وہ اس عرصے کو بڑھا سکتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیسے انسان اِس ٹائم کو بڑھا سکتا ہے؟ یہ بات میں نے پاپا سے پوچھی تو پاپا نے بتایا کہ بیٹا یہ ٹائم تب بڑھ سکتا ہے جب انسان کو موقع ملے پر وہ اس کا فائدہ نہ اُٹھائے مثلاً جب آپ کے پاس کوئی چیز وافر مقدار میں آجائے تو سخا کر دینا یہ کوئی بڑی بات نہیں لیکن جب ہو ہی کم اتنی کم کہ وہ آپ کے لیے بھی کم ہو اُس کھانے کو کسی کو دے دینا اُس کا احساس کر کے اپنے لیے نہ بچانا، سخا کر دینا یہ عظیم بات ہے اور ایسے بھلے شخص کو سخی کہا جاتا ہے یہ آپ کو سمجھانے کے لیے مثال دی ہے تا کہ آپ آسانی سے سمجھ جاؤ کہ وہ عرصہ تب بڑھتا ہے جب آپ کے پاس موقع ہو اور آپ اس کا فائدہ نہ اُٹھائیں پھر وہ عرصہ بڑھ جائے گا جیسے اب اُس ٹائم میں آپ کی چل رہی ہے سب آپ سے پیار کر رہے ہیں اب یا تو یوں ہو جائے کہ آپ کو پتہ ہی نہ چلے کہ آپ کا اچھا وقت شروع ہو چکا ہے اور آپ اس کو گنوا دیں یہ بھی آپ کا نقصان ہے اور اگر آپ اُس وقت کو پرکھ لو کہ سب آپ سے پیار کرتے ہیں اور آپ ان کے ساتھ برا رویہ اختیار کرنا شروع ہو جائیں تو وہ وقت جلد ختم ہو جائے گا۔ جیسے ایک شخص تھا جس کے بچپن میں اُسے معلوم تھا پیار کا، دس سال کا ہو گا اب اُس وقت اس کا عروج تھا اچھے وقت کا سب اس سے پیار کرتے وہ ناراض ہوتا تو اس کو مناتے وہ ضدی ہو گیا اور پھر اس کا وہ ٹائم ختم ہو گیا اب اس سے کوئی پیار ہی نہیں کرتا ایسا بھی نہیں ہے کہ وہ روندا گیا کیونکہ جب اس شخص کی کامیابی کا عروج ہو تو سب اس کی مانتے ہیں لیکن محبت کا ٹائم تو چلا گیا اب اگر وہ شخص جب اُس کی سب مانتے ہیں یقین کرتے ہیں اس پر تو وہ دغا کرے یا اچھی چیز خود رکھے اور بری چیز دوسروں کو دے تو یہ وقت بھی ختم ہو جائے گا ایسے انسان پر ٹائم آتا ہے تو اس میں اگر وہ فائدہ چھوڑ دے تو اس کا عرصہ بڑھ جاتا ہے جب اچھے طریقے سے اُس کے پاس موقع موجود ہے اور وہ فائدہ نہ اُٹھائے تو اس کا عرصہ بڑھ جائے گا۔

حق موجود کیا ہے؟

مشیئت: یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ قاتل پر بھی مقتول پر بھی۔ دونوں پر قادر ہے۔ دونوں میں پہلے علم جس کو ظاہر کر دے۔ وہ قادر ہے۔ سب خراب اور اچھے الگ الگ ظاہر کیے ہیں۔

رضائے الٰہی: اس کا مطلب یہ ہے جو کام اللہ نے ظاہری قرآن میں فرمایا ہے کہ یہ کرو، ہر حکم کو واضح کر دیا ہے دوست دشمن دونوں میں سے اللہ نے اپنے دوستوں کے ساتھ ہونے کا فرمایا ہے اور جھوٹ اور سچ میں اللہ نے سچ کا ساتھ دینے کے لیے فرمایا ہے ایسے اللہ تعالیٰ نے گناہ اور توبہ کے درمیان ثواب کے کام کرنے کا حکم دیا۔

مشیئت: اُس کو کہتے ہیں کہ اللہ قادر تو ہے لیکن مشیئت کے لیے حکم کو ظاہر نہیں فرمایا، لیکن اختیارات قدرت سے باہر نہیں ہو سکتے۔ کبھی بھی الگ نہیں ہو سکتے۔ جیسے اللہ نے قرآن پاک میں جھوٹے پر لعنت بھیجی ہے، مشیئت کا مطلب ہے کہ لعنت کون بھیج رہا ہے اور جھوٹ پر بھیج رہا ہے پھر جھوٹ کسی اور کا ہے (نعوذ باللہ) جھوٹ کسی اور کی پیداوار ہے! کیا کائنات کے حصّے میں کوئی دوسرا حاکم ہے یا جھوٹ کسی اور اللہ کا اور سچ کسی اور اللہ کا ہے۔ نہیں، نہیں ایک اللہ مالک ہے یہ صرف انسانوں نے اپنے درمیان حدود لاگو کی ہیں۔ اللہ نے انسانوں میں حدود کا کھیل برپا فرمایا ہے۔ کوہ طور پر اللہ تعالیٰ ببول نما درخت میں سے حضرت موسیٰؑ سے ہم کلام ہوئے تھے۔ حضرت روحل فقیر نے مشیئت کے بارے میں یوں مثال دی ہے:

مثال: پیپل کے درخت میں ہندوؤں کا پَرَمیشوَر (بھگوان) اور ببول کے درخت میں کوئی اور اللہ ہے کیا؟ مندر اور مسجد میں الگ الگ خداؤں کا مقابلہ ہے کیا؟ مطلب کہ اللہ کا قرآن میں ظاہری و باطنی جو بھی حکم ہے وہ صرف مسلمانوں کے لیے مخصوص نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے ہے۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمدؐ نے دین اسلام کے ساتھ ساتھ پوری کائنات، پوری انسانیت کی سلامتی کیلیے دن رات دعائیں مانگیں، جس کے فائدے پوری دنیا کو آج تک مل رہے ہیں، قرآن پاک کی حکمت و صداقت پر ہر مذاہب کے فلاسفر متفق ہیں۔ اور انسانیت کے فوائد کے لیے میڈیکل سائنس نے قرآن کی تعلیمات کو تسلیم کرنے کے علاوہ اور بھی کئی مقصد حاصل کیے ہیں۔

حق موجود، سدا موجود کا مطلب یہ ہے کہ رضائے الٰہی پر راضی رہنا اور مشیئت کی حقیقت کو تسلیم کرنا۔ قاتل کوئی بھی ہو، چاہے مقتول، گندا، موذی، وحشی، مطلب کہ کچھ بھی ہو وہ اللہ کے اختیار سے باہر نہیں ہے۔ فقیر وہ ہوتا ہے جو حق موجود، سدا موجود دونوں پر عمل کرے اور یقین رکھے کہ جو بھی ہو رہا ہے وہ صحیح ہے جو ہوا وہ بھی صحیح ہے اور جو ہو گا وہ بھی صحیح ہو گا۔ بس ان دونوں میں اللہ کی طاقت کو ملا کر حق موجود، سدا موجود کہتے ہیں۔ اللہ دونوں جہانوں کا مالک ہے کونسی چیز اللہ کی دسترس سے تم نکالو گے! صوفی فقیر اور سب بس! اللہ کو ہی قادر سمجھتے ہیں۔ اللہ بُرے کا بھی ہے۔ اور بھلے کا بھی ہے۔ سب کا مالک ایک ہے نہ کہ دو۔

فضائل

علم کی تحقیق کرنے والوں کی بہت عزت ہے چاہے کوئی شخص گھر بیٹھ کر علم کی تحقیق کرے تو اس کا مقام اتنا بلند ہے کہ اگر نقد رقم اللہ کے نام پر سخاوت کی جائے تو بھی علمی تحقیق سے زیادہ نہیں ہے، دوسرے الفاظ میں اس کی فضیلت یوں ہے کہ اگر کوئی شخص گھر میں آرام سے بیٹھ کر علمی تحقیق کرے اور دوسرا شخص سرعام تلوار اُٹھا کر کُفر کے خلاف جہاد کر رہا ہے مگر پھر بھی جہاد کرنے والا شخص علمی تحقیق کرنے والے کی برابری نہیں کر سکتا، یہ علمی تحقیق کی اہمیت و فضیلت ہے۔ حدیث نبوی: حضرت محمدؐ نے فرمایا علم حاصل کرو اگرچہ تمھیں چین جانا پڑے۔ اس حدیث کا مطلب صرف مذہب کا علم حاصل کرنا نہیں بلکہ عالم انسانیت کی بقاء کیلیے بھی علم سیکھنے چین جانا پڑے تو جانا چاہیے۔ علم حاصل کرنے کے لیے ہر علم کے ساتھ علم نفسیات ضروری ہوتا ہے کیونکہ علم نفسیات دراصل علم انسان ہے اور ہر علم انسان کے لیے ہوتا ہے اس لیے نفسیاتِ انسانی ہر علم کے ساتھ ہونا چاہیے۔ اس لیے علم کو سیکھنے کے لیے اُستاد ضرور ہونا چاہیے، مرشد چاہیے، ہادی چاہیے، شیخ چاہیے۔

موسیقی میرے دل کی زباں تو ہے صرف ساتھ ہوجاتے ہیں ساز
پہلے ہی سے بنایا میرے اللہ نے مجھ میں ساز باز نیاز اور بیاض

منٹ میں مٹادیئے مزاروں کے سوا ڈھلتے نکلتے سورج سورماؤں کو
میرا معاملا مزا اور وجہ کے درمیان میں ہی گذرا، زندہ مزار اپنے کو اُٹھائے پھرنے میں

حاکم تو ایک ہی ہے باہر کا بھی اندر کا بھی ایک بھی نہ ماننا نہ ماننا ہے
یہ اللہ نے دیا یہ اُس خدا نے چھینا یہ ایسا سامنا سچ ڈرنا جھوٹ کا سامنا ہے

جو تیرے لیے بہتر ہے وہ قرآن سے لینا مسلمان ہے اس کے علاوہ بھی یہ وہ مسلمین
فقیر ماضی سے ہی بنتا ہے حال دکھاتا ہے فیض مستقبل اس کا مزار

زمین کو توازن دیتے ہیں پانی بھی پہاڑ بھی جب تو رکی ہے
مذہبوں کو توازن دیتے صوفی یہ کہہ کر حق موجود سدا موجود

اللہ چنتا ہے کام کے لیے:۔

اللہ بڑے کام کے لیے خاص بندے کیوں چُن لیتا ہے اور وہ پیدا ئشی ہی ہو تا ہے کو ئی محنت یا سیکھنے سے نہیں سیکھا جا تا بلکہ سیکھا ہوا ہی ہو تا ہے اللہ کی طرف سے اُس کی نشانی پہلے بھی میں بتا چُکا ہوں جیسے میں نے (مصنف) نے منصوبہ بندی کے تحت ڈاکٹر سے اپنی بیوی کا علاج کرا کر بچے بند کرانے کے لیے میڈیکل کے طریقے سے پورا پورا انتظام کیا، پورا یقین تھا کہ اب بچہ پیدا نہیں ہو گا، لیکن اللہ کا کرشمہ دیکھیں بیٹا پیدا ہوا۔ ویسے بھی اللہ ہی جانتا ہے کہ مستقبل میں کہاں کیا ہونا ہے لیکن اللہ کی دی ہوئی عقِل قلیل سے ہمیں اندازہ ہو جاتا ہے کہ اچھا ہو گا یا بُرا ہو گا۔ عقِل قلیل کی ایک مثال یہ ہے کہ اگر آسمان پر بادل گہرے ہو جائیں تو انسان اندازہ لگا لیتا ہے، کہ ضرور بارش ہو گی، پھر اللہ کی مرضی کبھی بارش ہو تی ہے کبھی نہیں ہو تی ہے۔ ایسے ہی میرا بیٹا جو بغیر ہماری خواہش کے دنیا میں آیا ہے تو ضرور یہ اللہ کی شان ہے، اور وہ ضرور دُنیا میں کوئی بڑا کام انجام دے گا۔

دانائی سے روز بچ جانے والوں کیلئے یہ دُنیا والے یہی سمجھتے ہیں کہ یہ آسان کھیل ہے، اور ظاہر ہے پھر وہ دانا انسان سے وہی سوال کریں گے جو انھیں آسان لگتا ہے کیونکہ انھیں تو بظاہر آپ بچے ہوئے نظر آرہے ہو۔

چوہے اور جادوگر کی حکمت:۔

یہ کہانی اس لیے نیچے درج کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے بڑے کام کیلئے پیدا کرتا ہے اور جنہیں بڑے کام کے لیے پیدا نہیں کیا اور وہ از خود بڑا کام کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ان کی مثال چوہے اور جادوگر کی کہانی جیسی ثابت ہو تی ہے۔ ایک دفعہ چوہے نے اپنے دوست جادوگر سے کہا کہ مجھے بلی سے ڈر لگتا ہے کیوں نہ تم مجھے بلی بنا دو۔ جادوگر نے چوہے کو بلی بنا دیا بلی بن کر چوہا جب باہر گیا تو وہ کتے سے ڈرنے لگا۔ اور اس نے اپنے دوست جادوگر سے کہا تم مجھے کتا بنا دو جادوگر نے ایسا ہی کیا جب وہ کتا بن کر جنگل میں گیا تو وہ شیر سے ڈرنے لگا، وہ پھر اپنے دوست جادوگر کے پاس آیا اور کہا مجھے شیر بنا دو جادوگر نے کہا میرے دوست چوہے کیوں نا آج تمھیں شیر کے بجائے ببّر شیر بنا دوں کیونکہ ببّر شیر جنگل کی سُپر طاقت ہے اور جب چوہا ببّر شیر بن کر جنگل میں گیا تو اس نے چیتے کا بچہ دیکھا چیتے کے بچے کو دیکھ کر وہ زمین کھود کر چُھپنے کے لیے بِل بنانے لگا تو اس کی یہ حرکت دیکھ کر جادوگر نے کہا کہ میرے دوست چوہے تم آج ببّر شیر بن کر بھی چوہے والی سوچ رکھتے ہو۔

فنا فی الفقت

فنا فی الکام:-

فنا فی الکام سے مراد یہ ہے کہ آپ جو بھی کام کرو اس کے اندر فنا ہو جاؤ مثلاً ایک ڈاکٹر ہے وہ اپنی ڈاکٹری میں اتنا فنا ہو جائے کہ بیماری یا درد ڈاکٹر سے خود کہے کہ میں گردے میں ہوں۔ پتھری ہے یا نہیں ہے کوئی الٹرا ساؤنڈ کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر انجینئر ہے اور وہ فنا فی الکام ہو جاتا ہے تو اسے خود سے ہر چیز نظر آئے مطلب کہ دراڑیں دیواروں کی وغیرہ وغیرہ اور اس کے سامنے چھت کی لکیریں خود پکاریں گی کہ یہ ایک بڑا مسئلہ ہے، اس کو کہتے ہیں فنا فی الکام کہ فنا ہو جانا کام میں۔ اگر کوئی ٹریکٹر کا مستری ہے، جیپ کا مستری ہے، عمارت بنانے والا ہے، لکڑی کا کام کرنے والا ہے یا جو بھی کام کرنے والا ہے اپنے کام میں وہ فنا فی الکام اگر ہو جائے گا تو اس کے اشاروں سے بھی کام ہونا شروع ہو جائے گا یہ فنا فی الکام ہے یہ پریکٹس ہے۔

فنا فی العلم:-

بہت بڑے بڑے عالم فنا فی العلم ہوتے ہیں۔ انہوں نے اتنے کم عرصے میں حدیث و قرآن وغیرہ کی اتنی کتابیں لکھی ہیں مطلب وہ چوبیس، چوبیس گھنٹے یا اڑتالیس، اڑتالیس گھنٹے نہیں سوتے بلکہ متواتر لکھتے رہتے ہیں یہ لوگ فنا فی العلم ہوتے ہیں اس لیے ان کے قلم سے ہی علم ظاہر ہوتا ہے۔

فنا فی الفوائد مخلوق کے:-

یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے خود کو بھول کر ایجادات کی دنیا میں مخلوق کی خدمت کی ہے، جیسے ایڈیسن ہے، مارکونی ہے الیگزینڈر ہے کسی نے فون ایجاد کیا، کسی نے ٹی وی ایجاد کیا، کسی نے جہاز ایجاد کیا یہ وہ لوگ ہیں جو مخلوق کو فائدہ پہنچانے کے لیے فنا ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ سبھی انسانوں کی بھلائی میں اتنا مشغول رہتے ہیں کہ ان کے لیے آسانیاں پیدا کرنے میں خود کو بھول جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی اُن ہی لوگوں کے ذریعے بھلائی کی عطائیں دیتا رہتا ہے اور اِن ہی لوگوں کو عطا کرتا ہے جو فنا فی الفوائد میں گم ہیں۔ پھر اُن کے ہاتھ سے کیا جانے والا غلط تجربہ بھی انسانوں کے لیے فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔

فقرِ تصوّف:-

کا مطلب یہ ہے کہ فنا فی الشیخ یعنی مرشد میں گم ہو جانا۔ مرشد کو اپنے تصوّر میں رکھنا، اس کی خدمت کرنا، ریاضت کرنا اس کے آس پاس کی صفائی رکھنا، اس کے چہرے کی زیارت کرنا، مرشد کا دیدار لاکھوں کروڑوں حج، اور ماں

باپ کا ایک بار کا دیدار حج کے برابر ہے۔ اسی سے مشابہت ہے کہ مرید اپنے مرشد کا چہرہ تکتا رہے، ریاضت کرتا رہے پھر وہ شیخ کی صورت ڈھال لیتا ہے، مرشد کے جیسی مرید کی روحانی صورت ہو جاتی ہے یہ ایک بہت بڑا کرشمہ ہے۔ اس بات کو سائنس نے بھی قبول کیا ہے کہ جیسے آج کل جدید دور میں اگر کوئی میاں بیوی شکل و صورت کے اتنے اچھے نہیں ہیں مگر انہیں خوبصورت بچے کی خواہش ہے تو نفسیاتی ماہرین نے یہ کہا ہے کہ وہ اپنے کمرے میں خوبصورت بچوں کی تصویریں لگائیں تو خوبصورت بچہ پیدا ہو گا۔ اگر کوئی ایک مخصوص بچہ ان کو پسند ہے یا کسی کی تصویر کہیں بھی پاکستان میں یا پوری دُنیا میں دیکھی ہے اور صرف اس کا تصوّر رکھے تو اس سے مشابہت رکھنے والا بچہ پیدا ہو جائے گا۔ اسی طرح کا ایک واقعہ ہے کہ ایک برٹش جوڑا میاں بیوی بہت گورے تھے لیکن ان کو جو بچہ پیدا ہوا وہ کالے رنگ کا پیدا ہوا۔ تو شوہر نے بیوی پر شک کیا اور اس نے درخواست بھی دائر کر دی کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ اس کا کہنا تھا کہ اس کی بیوی کے کسی کالے رنگ والے بندے کے ساتھ تعلقات ہیں، بیوی نے قسمیں کھائیں، حلف اٹھائے، یقین دلایا لیکن شوہر نہیں مانا۔ یہ بات چلتے چلتے نفسیاتی ماہر ڈاکٹروں کو پتہ چلی، ماہرین نے اپنی تحقیقات شروع کیں اور تحقیقات کرتے کرتے وہ ان کے گھر پہنچ گئے علمِ نفسیات کے ماہرین جنہیں انگریزی میں سائیکاٹرز ساش سس سٹ کہتے ہیں انہوں نے شوہر اور بیوی سے الگ الگ انٹرویو لیا، ان کے گھر کے کمروں کا جائزہ لیا اور روزمرہ کے کام کا جائزہ لیا وغیرہ وغیرہ پھر انہوں نے ایک دن ان کے ڈرائنگ روم میں دیکھا کہ محمد علی قلے (ایک باکسر تھا ابھی کچھ عرصہ پہلے اس کا انتقال ہو گیا) کی تصویر لگی ہوئی تھی وہ ایک بہت بڑا باکسر تھا، وہ امریکہ کا بلکہ پوری دنیا کا ہیرو تھا۔ جب اس سائیکاٹرسٹ نے وہ تصویر دیکھی تو اس نے تحقیق کی۔ اور نفسیاتی ڈاکٹروں کو بٹھا کر سب کے سامنے بیوی کا اِنٹرویو کیا بیوی نے یہ تسلیم کیا کہ ہاں مجھے محمد علی قلے پسند ہے۔ میرا یہ ہیرو ہے۔ میرے خیالوں میں رہتا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ خیالوں میں رہنے والا بچہ پیدا ہو سکتا ہے۔ خیالوں میں رہنے والے بچے کا پیدا ہونا نفسیاتی اور میڈیکل کی بات ہے۔ جب کہ فنافی الشیخ کا پیدا ہونا یہ کرشماتی بات ہے اور یہ بچے پیدا ہونے کے بعد اپنی شکل بدل کر شیخ جیسی صورت تبدیل کر لیتے ہیں اپنے مرشد کی طرح فنافی الشیخ ہو جاتے ہیں۔ اور فنافی اللہ لوگ وہ ہیں جو بنا وجود ہوتے ہیں جیسے کہ باباسائیں اپنے وجود کو چھوڑ گئے کیونکہ فنافی اللہ وہ ہے جو لامحدود اور بے وجود یعنی اسے کوئی وجود نہیں ہے بھئی اللہ کی کوئی ظاہری شکل ہی نہیں ہے اس طرح باباسائیں نے بھی وجود کو چھوڑ دیا اس کو کہتے ہیں فنافی اللہ ہو گئے قطرہ جو سمندر میں گر گیا پھر نہیں ملے گا قطرے کو نہیں ڈھونڈ سکتے ہو۔ ایسے ہی ہم انسان اللہ کے نور کا قطرہ ہیں یہی قطرہ فنافی اللہ ہو جاتا ہے اس میں سما جاتا ہے پھر کون ڈھونڈے گا وجود کو اس دنیا میں چھوڑ دیں اب دیکھ لو بابا سائیں کو تو ہم نے دیکھا ہے اب کوئی ظاہری وجود نہیں ہے۔

فنافی العشق:۔

فنافی العشق وہ لوگ ہوتے ہیں جو پہلے عالم تھے، یا بادشاہ تھے یا کوئی وڈیرے تھے یا سردار تھے، یا کوئی سپہ سالار تھے ، یا معلّم تھے جیسے شیخ سعدیؒ غازی بھی تھے بہت بڑے عالم بھی تھے۔ ایسے ہی حضرت ایوبؑ پہلے بادشاہ تھے پھر بادشاہت چھوڑدی، اسی طرح ایک کیچ مکران کا بادشاہ تھا ایک دفعہ اس بادشاہ کی ایک نوکرانی ان کے بستر پر لیٹ گئی اور بادشاہ نے جب اس کو دیکھا تو نوکرانی کو بہت کوڑے لگائے۔ اس نوکرانی نے بادشاہ سے کہا کہ میں ایک دن کے لیے بلکہ چند گھڑیوں کے لیے آپ کے اس نرم بستر پر سوئی تو مجھے اتنے کوڑے لگے لیکن بادشاہ صاحب آپ تو ساری عمر اس نرم بستر پر سوئے ہو تو آپ کا کیا حشر ہونا چاہیے، یہ بات سن کر وہ چپ ہو گئے اور پھر وہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر صرف فنافی العشق ہو گئے۔ بابا بلھے شاہ تیرے عشق نچایا کر کے تھیاّں تھیاّں۔ تو یہ وہ لوگ تھے جو فنافی العشق ہو گئے، پھر اپنے اپنے رمز میں آگے بڑھتے بھی گئے فنافی اللہ بھی ہو گئے۔

باقی یااللہ:۔

فنافی العشق میں سچل سائیں بھی رہے پھر فنافی اللہ حق موجود، سدا موجود، انا الحق یعنی کہ خود ہی اللہ کا نعرہ مار دیا تو یہ ہے فنافی اللہ۔ ایک مرتبہ حضرت سچل سرمست کا کسی کو سر دھڑ الگ الگ نظر آیا اور پھر وہ دوبارہ زندہ ہو گیا یہ مقام فنافی اللہ ہے۔

فنافی البقاء:۔

آج یہ جتنے بھی بڑے بڑے مزارات بنے ہوئے ہیں اور ان مزاروں پر لائن لگی ہوئی ہیں جیسے کہ داتا صاحب یہ فنافی البقاء ہو گئے۔ غوث پاک کے مزار کو دیکھیں وہاں بھی لوگوں کی لائن لگی ہوئی ہیں، اور یوں ہی حضرت راضی سائیں کے پاس کتنی خلقت رہی پڑی ہے جیسے حضرت نمانا سائیں کے پاس بھی اسی طرح ہی لوگوں کا رش لگا ہوا ہے۔ ان کے مزار ہیں یہ بقاء باللہ ہیں۔ جتنے بھی ایسے مقامات پر فائز شخصیات ہیں ان کے مزار بقاء باللہ ہیں یہ تا قیامت قائم رہیں گے کیوں کہ یہ بقاء باللہ ہیں۔

فنافی الرسول:۔

فنافی الرسول وہ ہوتے ہیں جو حضورؐ کے عشق میں محمد پاکؐ کی شان کے بارے میں تصوّراتی خیال آرائی کرتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ ایسے ہونگے۔ پاک روح، پاک چہرہ متاثر کر دینے والی شخصیت ایسی مصوّری کو خیال میں رکھنا، کیوں کہ حضور اکرم ﷺ کو کسی نے دیکھا تو نہیں ہے لیکن فنافی الرسول کا یہ خیال یہ تصوّر آپؐ مشابہت ہو سکتی ہے اور فنافی الرسول کو دوسرے لفظوں میں عاشقِ محمدؐ یا عاشقِ رسولؐ بھی کہا جاتا ہے اور ویسے تو کوئی حضورؐ کی شان کو بیان نہیں کر سکتا اور ایسے

محمد پاکؐ کے تصوّر کو ہر وقت اپنے تصوّر میں رکھنے کی وجہ سے وہ فنافی الرسول ہو جاتے ہیں۔

فنافی العلم:-

فنافی العلم وہ ہے جس نے خود کو علم میں اتنا فنا کر لیا کہ اس کے چوبیس، چوبیس گھنٹے تخلیقات کے بارے میں لکھتے اور سوچتے ہوئے گذرتے ہوں، جیسے بو علی سینا فنافی العلم انسان گذرے ہیں اور اِس کے علاوہ ایڈیسن جس نے بلب بنایا اور بہت سی تخلیقات کیں۔ مارکونی جس نے ریڈیو بنایا ہے اس میں چلنے والی لہریں، یہ لوگ تخلیقات کے اُس دور میں بے انتہا ایجادات اور علوم کا سبب بنے۔ اور وہ ایجادات انسان کی ذات کے لیے فائدہ مند ثابت بھی ہوئیں۔ جو لوگ فنافی العلم ہو جاتے ہیں ان کے پاس معلومات کی آگہی کے سمندر رہوتے ہیں، اُن کے جُدا جُدا شعبہ جات ہوتے ہیں، کوئی مذہبی کتابیں لکھتے ہیں، کوئی مذہبی تقاریر و مذہبی اشعار و اقوال لکھتے ہیں۔ وہ فنافی العلم کے عالم ہیں تو یہ ایک درجہ بندی ہے دنیا میں کائنات میں اب جیسے فنافی البقاء وہ تو دِکھنے میں آتے ہے اور فنافی الرسول جو ہے اس میں مشابہت ہو سکتی ہے فنافی الشیخ کی بھی ہو سکتی ہے تمہارے تصوّر میں۔ بقاء باللہ وہ ہیں جن کے مزار قیامت تک قائم دائم رہیں گے اور جو فنافی العالم ہیں اِن میں ڈاکٹر اسرار احمد جیسے لوگ ہیں، مقصود الٰہی ہیں، اور طاہر القادری ہیں یہ علم الشیخ ہیں اور دین کے عالم ہیں۔ یہ فنافی العلم ہیں اور ایسے کئی عالم ہیں جو فنافی العلم ہیں تو ایسے ہی اس دنیا میں درجہ بندی ہوتی ہے جس میں فنا ہو کر انسان اپنے خدا کو راضی کر کے اس کے خزانے سے ہیرے جواہرات انسانی بھلائی کے لیے حاصل کر لیتا ہے ایسی فنا شخصیات نے یہ معجزاتی اعمال کیے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف محمد شکور شاکر نمانو

السلام علیکم

جناب اعلیٰ:- اعلیٰ جناب عزت مآب محترمی ومکرمی

میرے دل کے مالک، میرے استاد، میرے ہادی، محترم جناب فقیر حضرت واحد بخش نماناسائیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حق موجود، سدا موجود: سائیں گزارش یہ ہے کہ میں آپ کے بغیر سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس دنیا میں کیسے گزارا کروں گا یا کیسے رہوں گا کاش کہ ایسا ہوتا کہ میں آپ کے ساتھ ہی چلا جاتا لیکن آپ نے ہی شاید اتنے بڑے بڑے بھاری بھر کم کام دنیا میں میرے سُپرد کیے اور اللہ پاک کی ذات سے وہ آسان بھی کروائے۔ شاید میرے اندر اتنی سکت نہ تھی اگر جو یہ سکت مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے تو آپ کی ہی دُعا سے فرمائی ہے، میں نے ضرور عالمِ ارواح میں یہ وعدہ کیا ہو گا کہ میں ایسے کام کروں گا اور میری روح کو اللہ تعالیٰ نے تصویر یا ویڈیو بھی دکھائی ہو گی کہ ایسی ایسی مشکلات آئیں گی اور اس کے بعد ایسی ایسی راحتیں ملیں گی۔ وہ میں نے اپنی زندگی میں آزمایا کے کٹھن راستے اور ناہمواریوں سے گزرتا ہوا اب اس حال میں اس تجربے میں اس تجسّس میں ہوں۔ اور سجدہ سجود کر کے یہ آپ سے عرض کرتا ہوں کہ واقعی آپ نے سینہ بہ سینہ مجھے علم عطا فرمایا اور آپ کی خواہش کے بغیر ایسا ممکن نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ سے مجھ میں علم منتقل فرماتے یا کوئی اور نعم البدل عطا فرماتے۔ سائیں یہ ٹوٹے پھوٹے لفظ کہیں سے ڈھونڈ کر نہیں لے کر آیا یہ آپ کے ہی دیے ہوئے ہیں آپ ہی کے سکھائے ہوئے ہیں عاجزی سے، انکساری سے، مؤدبانہ گزارش ہے آپ کے آگے جھکے ہوئے سَر اور بندھے ہوئے ہاتھ یہ گزارش کرتے ہیں کہ آپ اللہ کے پیارے ہیں اور اللہ کے نزدیک ہیں یا ایسے کہہ سکتے ہیں قطرہ قلزم میں یا ایک قطرہ پانی کا سمندر میں۔ تو فنافی الشیخ کے بعد فنافی اللہ اور آپ گزرتے ہوئے فنافی الرسول بھی ہیں ابھی جب آپ کے مزار کو دیکھتا ہوں تو وہ مقام یاد آجاتا ہے کہ واقعی آپ بقاءباللہ ہو گئے پھر میں وہیں سے ہی گزارش کرتا ہوں کہ آپ کے جانے کے بعد سوچ بھی نہیں سکتا تھا میں کیسے گزارا کروں گا یہ بھاری بھر کم پہاڑ جیسے کام، اور مخلوق کا کام یہ شہروں کے شہر آباد کرنا اور یہ مخلوق کی خدمت کرنا اور اس سندھ کے شہر سکھر، گھوٹکی، پنوعاقل کو سنوارنا یہ میرے بس کی بات نہ تھی یہ متعصّب معاشرہ ہے۔ آپ سے التماس کرتا ہوں کہ آپ اِن کے دل بھی موڑ دیں اِن کے دِل بھی نرم کروادیں۔ اللہ کی بارگاہ میں پورے پاکستان بلکہ پوری کائنات کی خیر مانگتا ہوں آپ بھی اللہ تعالیٰ سے میری سفارش کریں کہ اس جہاں میں اس جگ میں جیسا تیسا آرام فرمادیں سکون فرمادیں یہ جتنی بھی بے ضابطگیاں ہو رہی ہیں قانون کی جوڑ توڑ ہو رہی ہے جج وکیلوں کے حالات، میڈیا اور صحافیوں کے حالات ادیب و مصنفین کے حالات بھی برے ہیں۔ میرے مرشد اپنے مالک سے عطا فرمادے عطا

کروادے رحم فرمادے میرے مرشد تو بالکل اللہ کی بارگاہ میں موجود ہے اس لیے ہماری پوری کائنات کی خیر مانگ لے اور ہمارے حضورؒ کی کچہری میں محفل میں ضرور آپ شامل ہوتے ہونگے بیٹھتے ہونگے سر جھکائے، میں یہ تصوّر کر سکتا ہوں۔ اور راضی سائیں بھی آپ کے ساتھ ہوں گے میں یہ تصوّر کر سکتا ہوں۔ میں تصوّر کر سکتا ہوں کہ میرے بابا میری وجہ سے یا اُن کی اپنی وجہ سے آپ کے ساتھ ہوں گے آپ کی خدمت میں ہونگے میرے بابا میرے دوست بھی تھے۔ میرے رہبر بھی تھے مجھے پیار بھی بہت کرتے تھے مجھے بھی بہت پیارے تھے اُن کی سفارش کرتا ہوں میرے بابا ایک نیک انسان تھے میں اِن کی دل وجان سے گواہی دیتا ہوں کہ میں ان کا بیٹا ہونے کی نسبت سے ایک انسان ہونے کی حیثیت سے میں نے اُنھیں جانا پرکھا اُن کے ہاں پیدا ہوا تو میں سمجھ گیا کہ جو آپ لوگوں نے کام میرے ذمے لگائے ہیں وہ ایسے ہی نہیں لگائے ہونگے ضرور میرے باپ کی کوئی ایسی نیک نیتی ہوگی جس میں ان کی محنت ہوگی، اللہ ان سے راضی ہوگا جو ان کے ہاں مجھے پیدا کیا۔ میری ماں کی تندرستی کی بھی میں بھیک مانگتا ہوں جنہوں نے مجھے پیدا کیا۔ اور آپ کے کام میں لگا ہوا ہوں ضرور آپ اُن کا بھی خیر کریں گے میں ان کی صحتیابی کی خیر مانگتا ہوں اور میری ساس ذلیخاں اس کی صحت کے لیے بھی بھیک مانگتا ہوں میرے سائیں جب سے آپ گئے ہو تو میں محسوس کرتا ہوں آپ کی خوشبو میرے ساتھ ہوتی ہے۔ جب میں مصیبت میں گھرا ہوتا ہوں ضرور مجھے محسوس ہوتا ہے کہ آپ آگئے اور میری مدد فرما کر مجھے نکال کر جاتے ہیں۔ میں بڑے بڑے کٹھن کنویں گہری کھائی میں گرِ چکا تھا میرے مولیٰ، اللہ تعالیٰ سے میری ایسے ہی سفارش بنائے رکھنا ایسا ہی راستہ بنائے رکھنا آپ کے خط کا مجھے انتظار رہے گا۔

آپ کا دُعا گو، آپ کا خیر اندیش، آپ کا طالب، آپ کا نوکر، آپ کا ریاضت دار، آپ کا تن سیوادار، آپ کا ابھی تک خدمتگار، آپ کی نسلوں کا بھی خدمتگار، نورانی سائیں میرا خیال رکھتے ہیں میں نورانی سائیں کا خیال رکھتا ہوں محمد صالح کا بھی میں خیال رکھتا ہوں وہ بھی میرا خیال رکھتے ہیں، حاکم سائیں، رفیق سائیں، بڑی اماں کے پاس میں زیادہ تو نہیں جا سکتا لیکن پھر بھی میرے خیالوں میں ہے اور میں پوچھتا رہتا ہوں جو بھی انکی ضرورت ہو ضرورت کے تحت میں خدمت کرتا رہوں گا انشاءاللہ تعالیٰ میں آپ کے حکم پر آپ کے لگائے کام پر انشاءاللہ کامیاب ہو جاؤں گا اور پھر سُرخرو ہو کر آکر آپ کے قدموں میں آجاؤں گا آپ پھر حضورؒ سے راضی سائیں سے، داتا صاحب سے دیدار کروانا میں آپ کے پاس انشاءاللہ تعالیٰ آؤں گا۔

خدا حافظ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف

حضرت واحد بخش نمانا

معرفت الٰہی براستہ دل

اے بندہ شاکر میں نے جان بوجھ کر ہی آپ کے ذمے اتنا بڑا کام لگایا تھا اور مجھے پوری اُمید تھی کہ آپ کے میں جو کام ذمے لگاؤں گا۔ اس علم کے بارے میں آپ طالبوں کو ضرور فیض پہنچائیں گے۔ باقی نورانی سائیں وہ گدی نشین بھی ہیں اور میرے مزار کے سارے معاملات بھی دیکھیں گے صفات وہ دیں گے مگر علم کا جہاں تک تعلق ہے لکھنا پڑھنا، شاعری، کتابوں کا فیضِ عام وہ اے میرے پیارے طالب آپ کو پورا کرنا ہے۔ آپ کا جب خط ملا مجھے نہایت ہی خوشی ہوئی کہ آپ نے مجھے سمجھا، مجھے مانا، مجھے جانا اور اس لیے میری روح اس دنیا میں اور اس جہاں میں خوش ہے اور جو تم نے صدقہ جاریہ کیا ہے میرے نام سے یہ جو کتابیں لکھ رہے ہو میں اس پر بڑا خوش ہوں اور یہ عرش پر بھی آپ کی کتاب کی بات چلتی ہے۔ میں بڑے فخر سے کہتا ہوں کہ یہ علم میرے بچے پیارے طالب نے مطلوبی سے حاصل کی۔ میں ہی اُسے دنیا میں یہ علم عطا کر کے آیا تھا اور یہ خوب طریقے سے اس کو نبھا رہا ہے اور بھی میں اسے یہ سب کرنے کی طاقت دوں گا یہ میں نے سب پیاروں کے سامنے وعدہ کیا ہے۔

شاکر آپ کام کرتے رہیں اِنشاء اللہ تعالیٰ اللہ بھی آپ کے ساتھ ہیں اور حضرت محمدؐ کی شفاعت بھی آپ کے ساتھ ہے، داتا صاحب کی شفقت بھی آپ کے ساتھ۔ راضی سائیں کی رحمانی بھی آپ کے ساتھ اللہ کا سایہ بھی آپ کے ساتھ ہے آسمان اور زمین بھی آپ کے ساتھ ہوں، ہم سُکڑوا دیں گے آپ کے قدموں کے نیچے سے زمین ہم آپ کے سفر کو آسان کروا دیں گے۔ ایسے ہی جمے رہنا اور ایسے ہی خطوں کے جواب دیتے رہنا اور تصوّرات اور خیالات میں ملاقاتیں آپ کے ساتھ ہوتی رہتی ہیں۔ خواب میں کیوں نہیں آتے؟ آپ نے مجھ سے یہ سوال کیا ہے۔ میں خواب میں اس لیے نہیں آتا کہ میں ہر وقت آپ کے ساتھ ہوں اور خواب میں وہ آتا ہے جو ساتھ نہ ہو۔ خیال میں وہ آتا ہے جو ساتھ نہ ہو۔ کبھی کبھی آپ کی طلب سے پیاس سے میں تصوّر اور خواب میں آجاتا ہوں تو اسی خیال اور تصوّر کو تم بھی بنائے رکھنا اور میں بھی تجھے عرش سے دیکھتا رہوں گا اور تیرے ساتھ بھی رہوں گا بس آپ کے خط کا بھی انتظار رہے گا دلی رابطہ تو آپ کے ساتھ ہے میرا۔ آپ کا مرشد۔

لفظوں کی درستگی

حَرف عام ــــــــ زکوٰۃ دو یا زکوٰۃ لو

صحیح حَرف ــــــــ زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے یعنی لینے والے کے لیے زکوٰۃ عطا ہوتی ہے۔ اَدَا اس کو کہتے ہیں جس کی طرف کوئی قرض ہو یعنی قرض ادا کر دیا گیا اور جس کو زکوٰۃ ملتی ہے وہ یہ نہ کہے کہ کسی نے دی یا میں نے لی بلکہ عطا ہوئی ہے معرفت زکوٰۃ کرنے والے کے۔

حَرفِ عام ــــــــ نماز پڑھو

صحیح حرف ــــــــ نماز قائم کرو، قائم وہ ہے جو پڑی ہو اس کو کھڑا کیا جائے۔

حرف عام ــــــــ حج کو جاؤ ــــــــ حج پر گیا تھا۔

صحیح حرف ــــــــ حج کر کے آیا ہوں یعنی کہ حج کرنے کے بعد ضرور واپس آیا جاتا ہے یہ حکم بجالانا ہے۔

اَز طرف واحد بخش:

پیارے طالب آپ کا خط ملا دل سے بہ راستہ روح جو پڑھ کر خوشی ہوئی۔ جانتا ہوں، سمجھتا ہوں وہ بات جو آپ کی زبان تو دور کی بات جو آپ کے دماغ میں صرف رکھتے ہو، اور دل میں نہیں اُتارتے یا وہ بات قابل اعتراض بات ہو خود تیرے بس میں نہ ہو یا شاید بات نہیں اُترتی وہ سب مجھے معلوم ہوتی ہے۔ بُری سوچ کو، غیر خیال کو دفع کر اور حال میں حاضر ہو جا پیارے طالب میں نے تجھے اللہ سے سلطان کا عہدہ لے کر دیا ہے اور اللہ کے پاس میں تیرا ضامن ہوں۔ اب تو باہر کا سلطان ہے۔ شیطان سے اندر کی جنگ جاری رکھ۔ کسی کو کانوں کان خبر نہ رہے۔ تیرا نگھبان اللہ ہے، دنیا میں ہر وقت تیرے بھٹکنے کے خدشات رہتے ہیں اس کی کوئی گارنٹی نہیں ہے سوائے اس کے میں تیری نگرانی کروں اور ذکر الٰہی دیکر تیری تقدیر تیرے ہی ہاتھ میں دے دی ہے۔ اُس وقت تک نہیں بھٹکے گا جب تک تو ذکر میں رہے گا۔ میرے بس میں اب طالب یہی ہے کہ میں تیرے خیال میں آکر ذکر کی طلبی کروں گا اور اے طالب تجھے یہ یاد رہے تیرے تصوّر میں بھی ذکر کی یاد دہانی کراؤں گا۔ خیال رہے کہ تیری فقیری سلطانی میں ہرگز ہرگز کوئی بھوکا نہ رہے۔ تیری سلطانی میں کسی کا حق سلب نہیں ہو۔ تجھ سے جو زیادتی کرتا ہو گویا کہ وہ تیرے سامنے اپنی طاقت کے ہتھیار ڈالتا ہے اس کا برا نہ مان یہ تیری سلطانی چلانے کا قرینہ ہے جس کو تیرے اس نئے دور میں مینجمنٹ کہتے ہیں اور یہ صبر تیری رحمانی کا سرچشمہ ہو گا اور پیارے طالب تو بھی سمجھنا، نہ بھولنا کہ یہ برداشت ہماری کمزوری ہے، یہی تیری رحمانی سلطانی طاقت ہے بس عمل درآمد کرنا۔ آپ کا اُستاد واحد بخش نمانا دنیا میں، سیانا اُس جہاں میں۔

اب تو سلطان ہے ساز گار نہ بن اندر ہی اندر لڑ
سلطان اس دنیا کو تو دیتے ہیں سلطان اُس جہاں کے لیے اندر ہی اندر بِھڑ

پہلے سلطان تخت پر بیٹھتے تھے اور اُن کے دل پر کوئی اور
تم بٹھاؤ تخت پر کسی اور کو خود بیٹھ کر اپنے دل پر پہنچ اور دلوں تک

اللہ کی تقسیم

بخدمت جناب میرے پیارے پاپا، محترم اُستاد اور شفیق باپ السلام علیکم

بعد از خیریت کے کچھ روحانی سوالات ہیں جو آپ کے زیرِ گذارش ہیں امید ہے ہمیشہ کی طرح مجھے ضرور دل میں اُترنے والے جوابات ملیں گے۔

میں ہمیشہ یہ سوچتی ہوں کہ ہمارے پاس تو سب کچھ ہے، ہم تو پیدا ہی منہ میں سونے کا چمچہ لے کر ہوئے ہیں۔ ہر عیش و آرام ہماری پیدائش سے ہی ہمیں مُیسَّر ہے ہمارے اندر جو ہے اس کی قدر کرنے اور ہمارے بھرم رکھنے کے لیے بھی کوئی ہے۔ اس کا جتنا شکر کروں اتنا کم ہے۔ کروڑوں، اربوں، کھربوں شکر کم ہیں کہ ہم سجدے سے ہی نہ اُٹھیں۔ غریب لوگوں کو دیکھتی ہوں تو تصوّر بھی نہیں کر سکتی ان کی مشکلات کا، ان کی زندگی ڈرامائی لگتی ہے، مسئلے ایسے لگتے ہیں جیسے کچھ نہیں ہو سکتا ان کا۔ کوئی بھوکا بھی سو سکتا ہے یا کوئی اپنی چھوٹی خواہش بھی رد کر سکتا ہے۔ ہر چیز ان کے لیے ہی محدود کیوں ہے؟ جھونپڑیوں میں رہنے والے لوگ ان کے بچے کتنی اذیتّوں، مشکلاتوں کو برداشت کر کے بڑے ہوتے ہوں گے، ان میں بھی حساس بچے ہوتے ہوں گے، امیروں کے ہاں ہی حساس اور نازک بچے پیدا نہیں ہوتے غریبوں کے ہاں بھی حساس بچے پیدا ہوتے ہیں، جن کی حساسیت کا خیال رکھنے والا کوئی نہیں ہوتا، ان کی حساسیت کو پرکھنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ ان کے ماحول کے حساب سے ان کی حسّاسیت پر بہت بُرا اثر بھی ہوتا ہوگا۔ ہم اس رب کا کروڑوں مرتبہ شکر ادا کریں، سجدوں میں پڑے رہیں تو بھی کم ہے۔ جب میں اپنی بیٹی کو دیکھتی ہوں، اور کام کرنے والی کے بچوں کو دیکھتی ہوں۔ میرا دل کانپ جاتا ہے کہ جو چیز میں اپنی بیٹی کے لیے چاہتی ہوں جو اس کے لیے بہترین سے بہترین چیزیں سوچتی ہوں، اسے بہترین زندگی دینا چاہتی ہوں اس کے آرام کو ترجیح دیتی ہوں تو غریب بچوں کو دیکھ کر میرا دل رو پڑتا ہے، کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ جس مرتبے پہ میں نے اپنی بیٹی کو رکھا ہے اس کی بیٹی بھی تو میری بیٹی جیسی ہے۔ بچے تو سب کے ایک جیسے ہوتے ہیں، پر لوگ کچھ ایسا کرتے ہیں کہ اپنے اور دوسروں کے بچوں میں بہت فرق کرتے ہیں، امیر کے بچے اچھی چیز رکھیں اور غریب کے بچے بُری چیز رکھیں۔ یہ عام خیال میں دیکھا گیا ہے پر یہ خیال غلط ہے۔ بچے سب کے ایک جیسے معصوم ہوتے ہیں۔ اب میں سوچتی ہوں کہ ہم کتنے ناشکرے ہیں اپنی ان آسائشوں اور امیری پر مغرور ہو گئے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم یہ سب Deserve (حق سمجھتے) کرتے ہیں۔ کوئی احسان کیا ہے ہم نے اللہ پر (نعوذ باللہ) جو اس نے ہمیں ان سب سے نوازا۔ پر نہیں ایسا کچھ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ بہت بے پرواہ ہے اور بیشک انصاف کرنے والا ہے۔ میں نے اپنے پاپا سے پوچھا یہ جو اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے اس میں یہ امیری غریبی کیوں ہے یہ ناانصافی کیوں ہے؟ تو پاپا نے جواب دیا، دیکھو بیٹا یہ اللہ تعالیٰ کی رمز ہے کہ کسی

کو کچھ دے کر آزماتا ہے، کسی سے کچھ لے کر آزماتا ہے، وہ تو بے شمار دینے والا ہے، وہ تو دنیا کا بادشاہ ہے، اس کے پاس کسی چیز کی کمی نہیں ہے، وہ جس کو چاہے دے جس سے چاہے لے لے، ہر چیز میں اس کی الگ حکمت ہے۔ وہ انصاف پسند ہے وہ ناانصافی کر ہی نہیں سکتا۔ اس مالکِ کائنات کی رمز سمجھنا مشکل ہے۔ جو چیز تمھیں پسند ہے ضروری تو نہیں دوسروں کو بھی وہی چیز پسند ہو۔ جو چیز تمہارے لیے خاص ہو، جس طرح گوشت اور تکّے میں تمھیں سواد آتا ہے اس غریب کو بھی اپنی اس پیاز کے کھانے میں اتنا ہی مزا آتا ہے، اور اس کے مزے کا تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے، یہ اللہ تعالیٰ کے رموز ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کرتا۔ سب نہیں پر کچھ تمہارے جیسے سوچنے والے بھی تو ہوں گے اُن غریبوں میں، تمہاری جیسی کوئی صبا ہوگی، جو یہ سوچتی ہوگی یہ امیری بھی ایک مصیبت ہے جو نیند مجھے آتی ہے اس نیند کا سکون کھلی فضا کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا میں، میں سوتی ہوں، یہ امیر بھی کتنے بد قسمت ہیں انھیں اس مزے کا کیا پتا۔ پتہ ہے بیٹا جب وہ پیدل گھوم کر پسینے سے شرابور ہو کر بیٹھتے ہیں انھیں یہ گرم ہوا بھی ٹھنڈی AC جیسی لگتی ہے تب وہ سوچتے ہوں گے کہ یہ امیر کیا اس ہوا کا مزہ چکھ سکتے ہیں۔ ان کی نظر میں امیروں کی الگ مصیبتیں ہوتی ہیں جیسے تنخواہ دینے کی پریشانی، اپنی حفاظت کی پریشانی، مہمانوں کی پریشانی، بگڑے بچوں کو سُدھارنے کی پریشانی وغیرہ وغیرہ۔ تو جیسے تمھیں ان کی پریشانی، مشکلات ہی دکھتی ہیں ایسے ہی غریبوں کو بھی تمہاری پریشانی ہی نظر آتی ہوگی اور وہ شکر کرتے ہوں گے کہ اے اللہ تیرا شکر ہے تو نے ہمیں ان آزمائشوں سے بچایا، تو ایسے اللہ تعالیٰ ہر کسی کو اس کے حصّے کی خوشیاں دیتا ہے۔ یہ ہماری محدود سوچ ہے جو اس مالک کی قدرت کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ بیٹا تم اس پیاز اور روٹی کا اندازہ نہیں لگا سکتی کہ جو لذّت انھیں اُس میں ملتی ہے، وہ تمہارے روسٹ میں بھی نہیں مل سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر کسی کو خوشیاں پورے پورے حصّے سے عطا فرماتا ہے اگر تمھیں اُن کو آنے والی روٹی پیاز کی لذّت چکھا دیں اور روسٹ کھلائیں تو تم اُس پیاز کو پسند کرو گی یہ اللہ کا انصاف ہے۔ تیرے الگ مزے اُن کے الگ مزے یہ اللہ کے رمزیں ہیں جو صرف اپنے حال پر شکر کرنے میں ہی سمجھ میں آسکتے ہیں۔

آپ کی بیٹی

مومل صبا

خود پسندی سے پرہیز

انسان خوش رہنے کے چکر میں جو اس کے پاس ہوتا ہے اس سے بھی ناقدر ہو جاتا ہے اور اچھے کی تلاش میں ہی لگا رہتا ہے۔ اس طرح وہ اپنی ساری زندگی ناخوش ہونے میں ہی گزار دیتا ہے۔ انسان اسی لیے ہمیشہ خسارے میں ہی رہتا ہے اور اپنے لیے خسارے خود پیدا کرتا ہے اور اللہ سے شکایتیں کرتا پھرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ ایسا کیوں کیا۔ انسان کو اپنے علاوہ ہر انسان خوش باش نظر آتا ہے حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہوتی ہے، ہر انسان کو اس کے حصے کی خوشی اور غم اللہ تعالیٰ نے برابر دیے ہیں انسان خوشی اکیلے منالیتا ہے پر اسے دکھ کا اکیلا پن بُرا لگتا ہے اور دکھ کا عرصہ بھی لمبا لگتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے شکوے شکایت شروع کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اگر مجھے اچھی شکل دی ہے تو اس کا بھی مجھے کروڑوں شکر ادا کرنا چاہیے کیونکہ ایسے بہت سے لوگ ہیں جن کے دانت بڑے ہیں وہ سوچتے ہیں بس دانت چھوٹے ہو جائیں۔ کچھ کا رنگ کالا ہے وہ چاہتے ہیں کہ رنگ گورا ہو جائے مجھے تو اللہ نے بن مانگے خوش شکل دی ہے اس کا شکر کرنے کے بجائے میں اور چیزیں پانا چاہتی ہوں میں نے اس کا شکر نہیں کیا۔ انسان بہت ہی ناشکرا ہے کبھی صبر نہیں کرتا کبھی خوش نہیں رہ سکتا کیونکہ انسان کی اچھے اور بہتر کی تلاش کبھی ختم نہیں ہوتی۔ میں بذات خود ایک عورت ہوں اور ہمیشہ اس چیز پر خدا سے خفا رہی ہوں کہ اللہ نے مجھے عورت کیوں بنایا مرد کیوں نہیں بنایا اور دوسری طرف میں ہمیشہ مرد کے خلاف بھی رہی ہوں پر اب جا کر مجھے سمجھ آیا کہ یہ میری محض ناشکرے پن کی ایک وجہ تھی کیونکہ عورت بھی عظیم ہے اور مرد بھی طاقتور ہے اور جب یہ میں نے مانا کہ عورت عظیم ہے تو یہ بھی مانتی ہوں کہ مرد عظیم تر ہے۔ دونوں کی اچھائی اور بُرائی دونوں کے ساتھ ہے مرد یا عورت ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا جب عورت والی خصلت نکال کر عظیم عورت بنا جا سکتا ہے یہ تو خون پر انحصار ہے۔ یہ تو انسان پر ہے وہ کیسے اپنے آپ کو ایک بہتر اور عظیم انسان بنا سکتا ہے۔ اپنی نااہلی کو دوسرے پر ڈال کر اُسے کوسنے سے بہتر ہے انسان خود کو دُرست کر لے۔ اگر میں ٹھیک ہوں تو سب ٹھیک ہے اگر میرے اندر ہی کچھ ٹھیک نہیں تو کوئی کیا ٹھیک ہو سکتا ہے۔ جب انسان کا دل مطمئن ہوتا ہے تب اسے پتہ چلتا ہے کہ اصل میں تو وہ پہلے غلط تھا لیکن آپ ایک ایک کو پکڑ کر تو نہیں سُدھار سکتے تو انسان کو اپنے اندر اتنی قابلیت پیدا کرنی چاہیے کہ وہ ساری زندگی مطمئن اور اچھے طریقے سے زندگی گذار سکے نہ کہ دوسروں پر تنقید کر کے۔ تنقید کرنے سے دل جلانے سے خود کا نقصان ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہو جاتے ہیں اسی لیے اپنی زندگی خاص مقصد کے تحت گذارنی چاہیے اس سے انسان خوش اور مطمئن زندگی جی سکتا ہے اور دوسروں کو بھی خوش رکھ سکتا ہے۔

خیال

(مومل صبا کامران)

شعر نمبر334 ہر چیز پیٹ میں جا کر ہضم ہوجاتی ہے ایسے
انسان دنیا میں دنیا داری کر کے ضم ہوجاتے ہیں جیسے

تشریح اس شعر میں دنیاداری کی مثال دیتے ہوئے مصنف فرمارہے ہیں کہ جیسے پیٹ میں جو چیز بھی تم کھاتے ہو وہ دوبارہ آپ کو نہیں ملتی نہ دوبارہ وہ آپکو فائدہ دے سکے گی، منہ سے کھایا اور فضلہ نکل گیا۔بس تو دنیاداری یا دنیامیں بھی ایسے ہی ہے کہ دنیا میں تمہیں اللہ نے بھیجا کسی کام کے لیے اور ضم ہوگئے ایسے جیسے پیٹ میں ہر چیز ہضم ہوگئی۔اب ہضم توہوگئی لیکن اگر ہم نے بادام کھائے ہیں، روٹی کھائی ہے اس کا معدہ میں جگر میں خون بنانے میں دل کے شریان یا آنتوں میں فائدہ پہنچا کر ہضم ہوئی ہے تو ٹھیک ہے لیکن اگر معدہ کام کرنا چھوڑ دے تو وہ پھر کھایا۔بس فضلہ کا فضلہ ہی رہا، اللہ نے بھیجا ہمیں خاص کام سے اور ہم ادھر ہضم ہو جائیں دنیامیں یہاں کی رنگینی میں اور فائدہ کوئی نہ ہو جیسے کچھ کھا کر ہضم ہوجائے۔ نہ وہ کوئی ہماری رگوں میں خون میں اضافہ کرے نہ ہمارے دماغ میں کوئی مفید بات ڈالے پیٹ میں چکنائی نہ کرے مطلب کچھ نہ کچھ فائدہ کرنا ہے تو ہم بھی ایسے اگر دنیامیں آئے ہیں تو ہمیں بھی یہاں آکر اس دنیامیں گم ہونے کے لیے نہیں بھیجا گیا۔انسان کو بھی چاہیے کہ وہ دنیامیں آکر کچھ نہ کچھ انسانی مخلوق کے لیے چرند پرند کے لیے بھلائی کرکے جائے۔

شعر نمبر335 مُلا اور ملکن ملائک میں کوئی فرق نہیں شاکر
ملا مال نکالتا ہے مروت میں ملائک جان نکالتا ہے

تشریح اس شعر میں مصنف فرمارہے ہیں کہ ملک جان نکالتا ہے اور ملا آہستہ آہستہ مال نکالتا ہے بڑی تقریریں کرکے جیسے کہ ملاں تے مثالچی دویں ایکو جیت

لوکی کر دے چاندنے آپ اندھیرے وچ

تو یہ ایسے ہے کہ ملا بڑی بڑی آیتوں پر تقریریں چیخ چیخ کر کرتے ہیں پھر ان کے ترجمے بتائیں گے پھر وہ تم سے مال نکال لیتا ہے چندا مانگیں گے کہ مسجد کا محراب بنانا ہے تو ایسے ملا میں اور ملک الموت میں کیافرق ہوا وہ جان نکلتا ہے یہ مال نکالتا ہے۔

شعر نمبر336　　ماں مانگ میری ماں مالک سے مدد میرے لیے

مل جائے میری ماں کو مالک کی محبت میرے لیے

تشریح　　اس شعر میں شاعر صاحب دعا کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ جیسے ماں کی بچے سے محبت ہوتی ہے مگر بچے کی محبت مطلب کی ہوتی ہے۔ یہ دعا مصنف نے ایسے مانگی کہ میں بھی بڑا ہو گیا ہوں اور اب ماں کی مجھے ضرورت نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ماں کو اتنی محبت دے جتنی میری ماں کو میرے بچپن میں مجھ سے تھی۔ جب انسان چلنا پھرنا شروع ہو جاتا ہے خود کا بن جاتا ہے پھر ماں کی ضرورت نہیں رہتی پھر ماں سے اتنا پیار نہیں رہتا ایک ٹول (Tool) کے طور پر استعمال ہوتی ہے کہ ماں ہے بس بیٹھی ہے۔ لیکن میں اللہ سے مدد مانگتا ہوں کہ میری ماں ایسے ہی میرے نصیب میں رہے صحت مند کیونکہ میں بھی مخلوق کا کام کر رہا ہوں اور اللہ مجھے میری ماں سے اتنی ہی شدید محبت عطا کر دے جتنی وہ مجھ سے کرتی تھی اور کرتی ہے۔ سب کو اپنی اپنی ماں سے محبت کی دعا بھی کرنی چاہیے اور بڑھاپے کی عمر میں ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک ہونا چاہیے جیسے وہ ہم سے بچپن میں کرتی تھی یعنی محبت اور پیار والا سلوک۔

شعر نمبر337　　خود غرضی اور خودی میں فرق اتنا ہے شاکر

اِنہیں اور اُنہیں ہر خواہش اس کی اور خواہش ہے خودی ہے

تشریح　　اس میں شاکر صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ جو خود کے لیے طلب ہے وہ خواہش ہے اور نہ ہو تو یہ خودی ہے خودی جو ہے اس کا اصلی مطلب یہ ہے کہ خودی کو خدا لفظ سے اُخذ کیا گیا ہے جس کا مطلب ہے خدا پر ہی بھروسہ رکھو وہی ہو گا۔ میں کسی کو پانی پلانے کا بھی کیوں کہوں کہ مجھے پانی پلا دو میں خود پانی پی لوں گا کیوں کہ اللہ نے مجھے دو ہاتھ دیے ہیں میں کسی سے بھیک کیوں مانگوں؟ میری ضرورت اللہ پوری کرے گا اس کو خودی کہتے ہیں جیسے علامہ اقبال کا شعر ہے کہ:۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے

خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

حضرت علامہ اقبال صاحب نے دوسری طرح کہا ہے میں نے دوسری طرح کہا ہے بات ایک ہی ہے۔

شعر نمبر338 مرد کو موت کا وقتِ مقرّر معلوم ہوتا ہے
موالی مالی معاملے میں ہی اُلجھے رہتے ہیں

تشریح اس میں شاعر صاحب نے فرمایا ہے کہ جو مرد ہے یعنی فقیر جو اللہ کے ذاکر ہیں اللہ کے جو شکر کرنے والے ہیں، صابر ہیں اللہ پر ہی توکل رکھنے والے، اللہ پر ہی بھروسہ کرتے ہیں۔ موت کا مقرّرہ وقت بھی انہیں پتہ ہوتا ہے لیکن بتاتے نہیں ہیں، جیسے بابا نمانو سائیں کبھی کبھی سوالات کے جواب خود ہی دے دیتے اور کبھی کبھی کہتے کہ یار کوئی نہ کوئی تو کام ہے مجھ میں اللہ تعالیٰ نے جو مجھے اب تک رکھا ہوا ہے اور نورانی سائیں کی بھی بات مجھے بتائی تھی کہ نورانی سائیں نے بھی ایک دن یہ کہا تھا کہ جب تک میں بابا سائیں سے دور رہوں گا تو اس وقت تک بابا سائیں زندہ رہیں گے یعنی وہ اس وقت تک دنیا سے نہیں جائیں گے۔ ایسی بہت سے فقیروں کی حکایات یا باتیں ہیں، ایک واقعہ مجھے یاد ہے مگر فقیر کا نام یاد نہیں۔ یہ سکھر کا ایک واقعہ ہے حضرت بیدل بیکس کا ایک طالب تھا اس نے کہا کہ میں سات چکر لگاؤں گا اور ساتویں چکر پر میری موت ہوگی، ایک دوسرے فقیر کی بات ہے کہ محرم کی فلاں تاریخ ہوگی اور میں پیالہ پیئوں گا اور اس کے بعد میری موت ہوگی۔ اور ایسا ہی ہوا۔ ایسا ہی واقعہ بابا راضی سائیں کا بھی بتاتے ہیں کہ اس وقت بابا رحمدل سائیں کو بابا راضی سائیں نے کہا لاہور ملنے آؤ مطلب بابا رحمدل سائیں راضی سائیں سے لاہور ملنے آئے اور رحمدل سائیں میرپور سے نیچے ایک گاؤں میں رہتے تھے تو بابا راضی سائیں نے کہا تھا جس دن میرا تیرے پاس خط پہنچے اسی دن مجھ سے ملنے نکل آنا، تو رحمدل سائیں نے پوچھا کہ سائیں کیا وجہ ہے تو بابا راضی سائیں نے نہیں بتایا لیکن پھر ایسا ہوا کہ جب راضی سائیں کا بھیجا ہوا خط رحمدل سائیں کو ملا تو وہ خط ملتے ہی چل پڑے، جیسے ہی لاہور پہنچے تو اس وقت بابا سائیں کے ساتھ جو لوگ بیٹھے تھے انہوں نے بتایا کہ بابا سائیں نے بات کرتے کرتے چادر اٹھائی اور سب سے کہا۔ اچھا حق موجود میں چل رہا ہوں سر پہ چادر لی۔ شک تو سب کو ہوا لیکن کہے کون کیونکہ یہ بڑی بات تھی کہ حق موجود میں چل رہا ہوں ابھی، سب سمجھے کہ یونہی چل رہا ہوں، مطلب سو رہا ہوں۔ جب بابا رحمدل سائیں گیٹ پر پہنچے تو انہوں نے پوچھا کہ بابا راضی سائیں کہاں ہیں؟ تو انہیں بتایا گیا کہ وہ چادر اوڑھ کر ابھی ابھی لیٹے ہیں اور پتہ نہیں آج بابا سائیں نے عجیب بات کی

تو رحمل سائیں نے پوچھا کیا؟ تو بتایا کہ یہ بات کی کہ حق موجود میں چل رہا ہوں۔ پھر بابا رحمل سائیں کو کچھ سمجھ آیا کہ یار یہ تو کچھ اور بات لگ رہی ہے، بھاگ کر گئے اور کپڑا اٹھایا تو دیکھا کہ بابا راضی سائیں دنیا سے رِحلَت فرما گئے تھے۔ مردِ حق کو اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ میں کب مروں گا تو اسے سب خبر ہوتی ہے یہ کوئی غیب کے علم کی بات نہیں ہے۔ غیب کا علم وہ ہے جس کا کسی کو پتہ ہی نہ ہو اسے غیب کا علم کہہ سکتے ہیں مگر جس کو معلوم ہو گیا اس کے لیے تو غیب نہیں رہانا! غیب بھی تو ایک علم ہے، لیکن یہ علم اتنا ناممکن نہیں ہے اس کا تو فقیروں کو بھی پتہ ہے اور اللہ تعالیٰ (خدانخواستہ نعوذ باللہ) کنجوس ہے کہ اپنے پیارے بندوں کو اس دنیا کا غیب کا علم نہیں دے گا۔ اللہ تعالیٰ تو سارے جہانوں کا مالک ہے کیا ایک جہاں یعنی اِس دنیا یا اُس دنیا کی معلومات عطا نہیں فرما سکتا، کیا اللہ اتنا کنجوس ہے کہ اپنے پیارے بندوں کو اپنے بے انتہا علم سے کچھ نہیں دیگا؟ لوگ اکثر کہتے ہیں کہ بس غیب کا علم اللہ جانتا ہے۔ وہ غیب کا علم جو اللہ جانتا ہے وہ تو ہیں ہی غیبوں کے بھی غیب پتہ نہیں کیا ہیں ۔ اور یہ بات کہ بھئی موت کا پتہ ہے یہ کوئی بڑی بات تھوڑی ہے! کوئی بڑی بات نہیں ہے ایک عام ڈاکٹر جو پچیس یا تیس سالہ تجربہ رکھنے والا ہوتا ہے تو وہ بھی یہ بتا سکتا ہے کہ اس کے مریض کو کینسر کا مرض لاحق ہے یہ چھ مہینے زندہ رہے گا۔ تو فقیر جو روحانی لوگ ہیں ان کو کیسے پتہ نہیں ہے۔ مگر وہ منہ سے نہیں بتائیں گے، اگر کسی میں طاقت ہے ان سے پوچھنے کی تو انکی خوب خدمت کرے اور ان سے بے حجاب ہو کر پوچھے کہ وہ کب مرے گا اگر وہ نہیں بتائیں تو میں بھر کے دوں گا۔ لیکن ایسے کون کرے گا اور مفت میں وہ کیوں بتائیں، اللہ کے راز کس لیے کھولیں خوامخواہ ایسے گلی میں چلتے ہوئے حلوہ پوری پھینک دیں مٹی پر یا سوکھی روٹی کو لیکن اگر کسی کتے یا انسان کو دے کسی کی بھوک تو مٹے۔ یہ بتانا کیا علم ہے کہ یہ فلاں دن مرے گا فائدہ کیا ہو گا، اللہ کا خوامخواہ راز کیوں کھولے ؟ یہ اللہ کی رمز ہے میں یا کوئی بھی انسان ایسے بتادے کہ بھئی فلاں بندہ مرے گا تو پریشانی کے علاوہ کوئی کیا کر سکے گا۔ اللہ کے راز اگر کوئی کھول بھی دے یا کسی کو بتادے کہ تو مرے گا تو کیا وہ اپنی تیاری شروع کر دے گا یقین تو اس کو پھر بھی نہیں ہو گا۔ پھر بھی وہ کہے گا کہ یہ جھوٹ ہے اسے کیسے پتہ کہ میں مروں گا۔ میں تو ابھی تک تندرست ہوں مجھے تو ابھی تک شوگر بھی نہیں ہوا، ابھی تک تو مجھے کوئی بیماری بھی نہیں ہے وغیرہ، ایسے بہت سے واقعات واقع ہوئے ہیں ہمارے خانگڑھ کے نزدیک کسی

نے کہا کہ میں حج سے واپس نہیں آؤں گا بلکہ میں کعبہ میں چوتھا طواف کروں گا پھر میں مر جاؤں گا، تو ان کے ساتھ جو گئے تھے انہوں نے یہی بتایا کہ اس نے چوتھا طواف کیا اور وہ بیچ میں مر گیا اور اس کو اسٹریچر پر اٹھا کر جنت البقیع میں دفن کر دیا اور اس نے بھی یہ ہی کہا تھا کہ میں جنت البقیع میں دفن ہوں گا یہ کوئی بیس سال پہلے کی بات ہو گی، وہ تو میں نے بھی دیکھا تھا کیوں کہ ٹیسٹ کروانے ہمارے ہسپتال میں آتا تھا اس وقت لیبارٹریاں اتنی نہیں تھیں۔

شعر نمبر 339

بُرا ہی بُرا کہنے دو شکر ہے کچھ اور نہیں
بڑا ہی بڑا کہے تمہیں کیا بڑا ہو جاتا اصل کچھ نہیں

تشریح

اس میں مصنف فرما رہے ہیں کہ جیسے تم پر کسی کے الزام لگانے سے تم بُرے نہیں ہو سکتے۔ اگر آپ کسی کو یہ کہیں کہ آپ دس انچ بڑھ جاؤ تو کیا وہ بڑھ جائے گا۔ اس میں مصنف یہ کہہ رہا ہے کہ ایسے سوچو کہ جب تجھے کوئی اچھا بولتا ہے تو کون سے اس وقت سرخاب کے پر لگ جاتے ہیں اور اگر کوئی بُرا کہے تو اس کا بھی بُرا نہ مانو۔ بابا راضی سائیں نے بابا شفیع محمد کا ایک کلام فرمایا ہے اس کلام میں ہے کہ:

رنج و خوشی کو ایک سا ہی سمجھنا ہر حال میں دوئی نہ لانا
یہی ہے فقیروں کا شیوہ پرانا روکھی سوکھی کھا کر کرنا ہے گزارا

یہ میں نے لکھا بھی ہے کہ دوئی مطلب یہ ہے کہ برا کوئی اور کر رہا ہے اور اچھا کوئی اور کر رہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ برائی اور کروا رہا ہے اور اچھائی کوئی اور کروا رہا ہے یعنی (نعوذ باللہ) کیا دو خدا ہیں، نہیں ایک ہی خدا ہے برا بھی وہیں سے ہو رہا ہے اور اچھا بھی وہیں سے ہو رہا ہے یہ سب ایک رب کی طرف ہو تا ہے۔ تھوڑی دیر میں جو برا ہو رہا ہے اور تھوڑی دیر میں ہمیں بدنام کیا جاتا ہے ہم تو خیر فقیر نہیں ہیں ہم دنیادار ہیں پھر بھی ہمیں بدنام کرتے ہیں لیکن اس کی حقیقت کچھ عرصے کے بعد لوگوں کے سامنے آجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو اور بھی سرخرو کرتا ہے۔

شعر نمبر340 زمین کس کی ہے آسمان کس کا جس پر چاہے کچھ نہ ہو
جس پر کچھ نہیں اور ذرہ بھی نہیں پھر سب کچھ اُسی کا ہو

تشریح اس میں شاعر یہ فرمارہے ہیں کہ آسمان اللہ تعالیٰ کا ہے ہم انسان ہیں جو تیرا میرا کررہے ہیں کہ یہ تیرا ہے یہ میرا ہے تیرے پاس ایک ہزار ہے میرے پاس ایک لاکھ ہے، تیرے پاس ایک کروڑ ہے میرے پاس ایک ارب ہے، تیرے پاس ایک ارب ہے، میرے پاس ایک کھرب ہے، ایک ارب ڈالر ہے، تیرے پاس اگر ایک من سونا ہے تو میرے پاس سونے کا پہاڑ ہے، تو جب انسان تیرا میرا کرتا ہے اور وہ ایک حد ہے ان کے پاس Figures ہیں نہ ان کے پاس کچھ اور معلومات تو وہ ایک عام انسان ہے اور اس میں لکھا ہے جس نے ذرہ بھی نہیں بنایا وہ ہی خدا بن گیا، جس طرح اللہ نے سب انسان کو دے دیا تو اگر کوئی انسان بالکل خالی ہو جائے اپنے پاس ذرہ بھی نہ رکھے جیسے زمین و آسمان کا مالک اللہ ہے ایسے ہی اللہ اس کو اس چھوٹی سی زمین اور چھوٹے آسمان کا مالک بنا دیتا ہے۔ جو تیرے پاس آسمان ہے وہ تیرے حصے کا ہے ایک فٹ ہے یا ایک میل ہے یہ مجھے پتہ نہیں یہ کوئی ناپ نہیں سکتا جہاں آپ کھڑے ہیں یہاں سے لے کر جہاں تک آپ گھومے ہو جہاں جہاں تک آپ گھومو گے جہاں بھی جاؤ وہ تیری ہی ہے اور جو آسمان میلوں میں تیرے گرد ہے وہ تیرا ہی ہے اور آپ جس زمین پر کھڑے ہو وہ ظاہر میں کتنے انچ ہو گی چار، پانچ انچ یا سات آٹھ انچ بارہ انچ اور آپ کے اندازے میں آسمان بھی اتنا ہی ہو گا چار پانچ انچ تیرے حصے کا تو ایک انسان کے لیے اللہ نے ایک انسان کے لیے لاکھوں میل زمین عطا کی اور لاکھوں میل آسمان اس کی پراپرٹی ہے اگر اے بندہ تیری عمر پچاس سال ہے تو جتنی بھی زمین پر گھوما ہے، سفر کیا ہے وہ لاکھوں میل ہزاروں میل جتنے مربع میل بنے تیرے ہی حصے میں آئے۔ اگر کوئی جہاز پر چڑھ کر تیس ہزار فٹ سے زمین کو دیکھے گا تو اس کو وہ زمین ایک گول گیند کی طرح لگے گی یہ سمجھو کہ پوری دنیا ایک گیند کی طرح لگتی ہے۔ اگر زمین پر کھڑا ہو تو اس کے اوپر لاکھوں میل آسمان کھڑا ہے وہ تیرا ہی تو ہے اس دن تیرا نہیں رہے گا جب تم دنیا کا ایک ٹکہ بھی لے کر اپنی جیب میں ڈالے گا سب ختم ہو جائے گا اس کو کہتے ہیں غیب کا علم اگر کسی کو سمجھ میں آجائے ایسے نہیں کہ میرا گھر ہے؟ بینک میں پیسے ہوں گے؟ وغیرہ وغیرہ، میں یہ

دعویٰ نہیں کر سکوں گا۔ لیکن اگر کوئی سب کچھ دے دے کچھ بھی نہ رکھے اور جا کر اللہ کی زمین پر جو ہے اس پر یقین محکم ہو جائے اللہ پر توکل کرنے لگ جائے تو پھر وہ جیسے کہے گا ویسا ہو گا۔ اگر بارش ہو جا تو بارش ہو جائے گی وہ کہے گا کہ زمین چل تو زمین چلنے لگے گی یہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اس کی زبان بن جاؤں گا، وہ تیغ رحمانی ہو جائے گا، اب بتاؤ! کرے گا ایسے کوئی؟ کوئی بھی نہیں کرے گا، یہ بہت مشکل کام ہے بلکہ ناممکن کام ہے۔ یہ کام وہ کر سکتا ہے جس کو اللہ چاہے توفیق عطا فرمائے۔ اب اللہ تو توفیق فرماتا ہے مگر ہر کسی کو الگ طریقے سے۔ اب جیسے وہ مجھ سے الگ طریقے سے کام لے رہا ہے کہ ظاہری تو میرے پاس سب کچھ ہے لیکن اندر سے میں کنگال ہوں اور میں نے کبھی دعویٰ کیا ہے؟ نہیں۔ تو پھر ویسے تو مجھے پتہ ہے میں نے جب کچھ رکھا ہی نہیں اور نہ ہی رکھوں گا میں نے تو اللہ کے نزدیک جانا ہے نا۔ اس لیے میں اپنے کپڑے صاف کروں نا۔

لیکن اب دنیا بدل چکی ہے۔ اب صرف اکبری جنگ لڑنی ہے میں دل سے کہہ رہا ہوں کہ میرے پاس کچھ نہیں اللہ کی زمین سمجھ رہا ہوں جہاں میں بیٹھا ہوں اور جہاں کام کر رہا ہوں وہ بھی اللہ ہی کی زمین سمجھ رہا ہوں میرا تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آسائشیں عطا کی ہیں ان سے زور لگا کر کیوں بھاگوں۔ یہ بھی تو نافرمانی ہے کفر ہے یہ تو اس کی مرضی ہے وہ کام لینا چاہ رہا ہے کروا رہا ہے یہ بھی اسی کی مرضی ہے اور اگر وہ سکتہ دے گا وہ ویران رہنے کی ظاہری میں بھی تو ایسے بھی کر لیں گے۔ اچھا! کیوں سکتہ دے جب مجھ سے اس نے کام ہی اور لینے ہیں اگر ملنگ ہی بنانا ہے بغیر لباس کا تو اور بہت سے اسے لوگ ہیں جو کائنات کا الگ الگ کام کر رہے ہیں۔ آپ سے کام کوئی اور لینے ہیں تو آپ کے طریقے بھی اور ہونگے اور جو ملنگ ہیں اللہ نے ان کو اندر سے کپڑے پہنا رکھے ہیں اور شاعر صاحب نے مثال دیتے ہوئے مجھ سے پوچھا کہ یہ گھر کتنی جگہ پر ہے، یہ کتنے پلاٹ ہوں گے اور وہ سامنے والا گھر کتنے پلاٹ کا ہو گا تو میں نے کہا کہ یہ چار ہوں گے یا زیادہ لیکن سامنے والا تو کم پلاٹ میں بنا ہے تو شاعر صاحب نے کہا کہ پھر ہمیں اس کے بڑے ہونے سے کیا مل رہا ہے تو میں نے کہا کچھ نہیں۔ انہوں نے کہا پھر بھی زور لگا کر بتاؤ سوچو کہ کیا مل رہا ہے تو میں نے سوچنے کے بعد کہا کہ بس یہ بول ہے اور تو کچھ نہیں بولنے میں ہی بڑا چھوٹا ہے۔ تو شاعر صاحب نے کہا کہ ہاں بول صرف بول سے ہی تم نے اپنا چن لیا کہ یہ تمہارا ہے یہ ہمارا ہے اور اگر تم نے یہ کہہ دیا کہ سب تمہارا ہے ہمارا کچھ نہیں تو پھر سب کچھ تمہارا ہو جائے گا۔

دل دماغ کو ایک کرو

دنیا میں سارے عالم اس بات میں لگے ہوئے ہیں کہ دل اور دماغ میں ہم آہنگی پیدا ہو جائے۔ جتنا لکھا ہے قرآن حدیث اس پر ہی ہے کہ ایک انسان کے دل و دماغ کی بات ایک ہو جائے تو، پھر وہ عالم ہے، پھر وہ مجدّد ہے، پھر وہ مفتی ہے، پھر وہ اللہ کا ولی ہے، پھر وہ نبی ہے، ہر دنیا کی طاقت اس کے پاس ہے۔بڑا سائنسدان بھی وہی ہے جس کا دماغ و دل جُڑ جائے۔ہاں لاعلم کی بات وہ کتاب ہے جس کے اندر آسان طریقے سے دل وماغ جڑ جائے، جب کسی بات میں دل دماغ کو ہرادے اور دماغ دل کی تابع ہو جائے پھر وہی دنیا پر فتح حاصل کرے گا۔ اب کیسے ہارے گا دماغ دل تو سادہ ہے، دل تو سچا ہے،روح ہے، کیسے ہرائے گا اُسے کیونکہ سارا سسٹم جو بھی ہمیں نظر آرہا ہے وہ تو دماغ کے حوالے ہے وہ سوچ رہا ہے اور دماغ کا کام یہی ہے کہ ڈفینس کرنا اور نہ ماننے پر بھی یہ اُکساتا ہے اور دماغ کھانے پر بھی اُکساتا ہے تو پھر اس پر دل بیچارا کیسے حکومت کرے گا اور فلم بھی یہی ہے سارا ہی ڈرامہ یہ رچتا ہے کہ دماغ اوپر ہے دل نیچے ہے اس کو کیسے تبدیل کیا جائے تو یہی کرنا ہے لاعلم کی بات میں میرے اللہ پاک نے میرے مرشد پاک حضرت واحد بخش نمانا کے ذریعے میں نے یہ بات لکھی اب اس کو میں خود پڑھتا ہوں تو میں خود لرزہ میں آجاتا ہوں۔

اگر یہ بات سمجھ میں آجائے حالانکہ بات اُستاد (مرشد) کے علاوہ سمجھ میں آہی نہیں سکتی۔ دماغ کو ہر حال میں دل کے تابع کرنا ہے تب ہی دین و دنیا میں کامیابی ہو گی۔ اگر دماغ دل کے تابع داری قبول کرلے تو دماغ پہلے سے ہزار گُنا کام کرے گا اور دنیا میں نام روشن کرے گا اور ایسا کرنا کسی کامل مرشد سے اللہ کا ذکر لے لو اور وہ ذکر چوبیس گھنٹے کرے جس کو اسم اعظم بھی کہتے ہیں پھر دیکھ نظارے اس دنیا کے اور دنیا کی حقیقت بھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ

وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط

بات سے پرہیز

ناموس(۱)

ایک واقعہ عرض کرتا ہوں مثال کے طور پر۔ ایک دفعہ ایک شخص ایک عاشق کے سامنے اس کے محبوب کے بارے میں غلط باتیں کر رہا تھا دوسرے شخص نے عاشق سے پوچھا کہ تو کیسا عاشق ہے؟ تیرے محبوب کے بارے میں یہ شخص بکواس کر رہا ہے اور تم خاموش ہو، اگر تمہیں اپنے محبوب سے محبت ہوتی تو اس شخص کا اب تک آپ گلہ پکڑ لیتے۔ اس عاشق نے جواب دیا کہ میں نے تو کوئی بکواس اپنے محبوب کے بارے میں نہیں سُنی تو اس شخص نے کہا کہ میں نے سُنی ہے تو اس عاشق نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ تو نے سُنی ہے یا نہیں سُنی پر مجھے معلوم ہے کہ جس دن میں نے اپنا محبوب بنایا تھا اس دن سے اپنی زبان اس کے بارے میں تعریف کرنے کے لیے کھول دی تھی اور اس کے بعد اس کے بارے میں کوئی بھی غلط بات سُننے کے لیے اپنے کان بند کر دیے تھے مجھے پرواہ نہیں کہ کوئی میرے محبوب کے بارے میں کیا کہتا ہے میرے کان بند ہیں اور یہ (Automatic) خود ساختہ سسٹم میرے کانوں میں لگ چکا ہے ہاں میرے کان میرے محبوب کی تعریف سُننے کے لیے تو کُھل سکتے ہیں پر اگر تعریف نہ ہو تو میرے کان بند ہو جائینگے پھر عاشق نے دوسری مثال دیتے ہوئے کہا کہ اگر کسی ڈاکو کے یہ الفاظ کہنے سے کہ کھل جا سِم سِم تو غار کُھل سکتا ہے اور یہ کہے کے بند ہو جا سِم سِم تو غار بند ہو سکتا ہے تو کیا عاشق اپنے محبوب کے شان کے لیے کان کھولنا اور بند کرنا اپنے بس میں نہیں کر سکتا۔

اس عاشق کی مثال اُن عاشقوں کو دی جاتی ہے جو ناموس رسالت پر گفتگو کرتے ہیں ایک عام عاشق اپنے محبوب کے لیے غلط بات سُننے کے لیے اپنے کان بند کر لیتے ہیں تو جو کائنات کے مالک ہیں، ہمارے رسولؐ ہیں، ہمارے نبی پاک ہیں، ہمارے آقا ہیں، ہمارے ہادی ہیں جن کے اس کائنات پر احسان ہیں ان کے بارے میں اگر کوئی بھول بھلیوں سے کوئی بات کہہ دے تو ہم اس بات کو کان کے سُننے اور آنکھوں کے دیکھے پر شک سمجھ کر اور وہم وگمان میں نہ آنا سمجھ کر ہمیں چاہیے کہ اپنے ایمان کو مضبوط کیا جائے نہ کہ ناموس رسالتؐ پر بار بار گفتگو کی جائے نہ دیکھی جائے نہ سُنی جائے اصل میں ناموس رسالتؐ پر گفتگو ہی نہ کی جائے اور یہ وہم گمان میں بھی نہ لایا جائے کہ ایسا یا ویسا بھی ہو سکتا ہے کوئی ہمارے آقا کے بارے

میں غلط سوچے یا کہے تو اس پر ایمان نہیں لایا جائے اور اپنے ایمان کو بڑی مضبوطی سے اپنے دل و دماغ میں اُتارا جائے۔

مثال:۔

ایک چھوٹی سی مثال یہ ہے کہ جب لیلیٰ کا عاشق مجنوں جب لیلیٰ کے خیال میں گم ُتھا اور چلا جا رہا تھا تو ایک مسلم عالم نماز پڑھ رہا تھا تو مجنوں بے خبری میں نماز پڑھتے ہوئے عالم کے سامنے سے گزر گیا تو مسلم عالم نے سلام پھیر کر فوراً مجنوں کو ڈانٹا کہ او! پاگل مجنوں تمہیں پتہ نہیں میں نماز پڑھ رہا ہوں اور تم میرے سامنے سے گزر گئے اور میری نماز توڑ دی تو مجنوں نے کہا معاف کرنا اے مسلمان یہ کیسی نماز تھی کہ میں لیلیٰ کے عشق میں اتنا گم ُہوں کہ مجھے پتہ نہ رہا کہ کوئی نماز پڑھ رہا ہے، کہ کوئی بیٹھا ہے یا کھڑا ہے میرا تو یہ حال لیلیٰ کے عشق میں ہوا ہے جبکہ اس لیلیٰ کو اللہ نے بنایا ہے۔ لیکن اے عالم تو اللہ کی نماز پڑھ رہا تھا تجھے کیسے پتہ چلا کہ میں تیرے سامنے سے گزرا، حیرت ہے، تیری محبت پر، حیرت ہے تیری نماز پر، حیرت ہے تیرے عشق پر، تیرا خیال اللہ کی طرف تو نہیں تھا عاشقِ رسول کو ایسے محوّ ہونا چاہیے اور ایسے کردار ادا کرنا چاہیے کہ پوری دنیا میں اس کے رسولؐ کا ڈنکا بج جائے اور کوئی یہ بھی نہ سوچے کہ یہ گستاخ ہے یا وہ گستاخ ہے ہمیں اپنے اعمال کو ٹھیک کرنا چاہیے نہ کہ ممبر پر بیٹھ کر ایسی گفتگو کی جائے کہ پہلے ہی سے عاشقِ رسولؐ کے خیال میں خلّل آجائے اور نہ ہی ایسے الفاظوں کو دُھرایا جائے یا احتجاج کیا جائے یا میڈیا ٹرائل کیا جائے جس سے مسلمانوں کی بار بار دل آزاری ہو کوئی کس طرح کا آدمی ہے، کوئی کسی مزاج کا، کوئی کسی دل کا مالک ہے، بیمار ہے یا کوئی پریشان ہے، انہیں اگر اپنے حضرت محمدؐ کے بارے میں ایسے پتہ چلے تو اس عاشق پر کیا گزرے گی اس قسم کی گفتگو سے اجتناب کیا جائے آپؐ سب کے محبوب ہیں ، آپ رحمت اللعالمین ہیں آپ پوری کائنات کے رسولؐ ہیں، رہبر ہیں، ہادی پاکؐ ہیں، آپ کی ذات پاک کو ہم بانٹ نہیں سکتے، آپؐ سب کے ہیں، آپؐ میں سب کا حصہ ہے آپؐ انسانیت کے رہنما ہیں۔ محسن آدمیّت ہیں محسن مخلوق ہیں۔

سوال نمبر 1:۔ حضرت محمدؐ کی شان جیسی کوئی شان نہیں تو شان کے لیے کم یا زیادہ کی بات کیوں کی جائے۔ یہ بحث محبت کی نہیں ہوتی محبت کو متنازع نہ بنایا جائے۔ رہبر سے رہبری حاصل کرنا کہ سوال پر سوال ہماری کوئی اوقات نہیں کہ ہم غیر متعلقہ بات کریں اور بحث کریں۔

سوال نمبر 2:۔ حضرے محمدؐ کی وجہ سے کائنات وجود میں آئی تو پھر اُس پاک ہستی کی بات ہی کیوں کی جائے جن کی دنیا میں ہم رہتے ہیں اُفسوس کہ کسی ایک علاقہ کے .S.H.O یا تھانیدار سے ڈرتے بھی ہیں اور اُس کی چغلی بھی چُھپ کر کرتے ہیں اور یہاں مسلمان کا حال یہ ہے کہ محسنِ انسانیّت کو بھی بحث میں لاتے ہیں۔

سوال نمبر 3:۔ محسنِ انسانیت کی اس پوری دنیا میں انسانوں کی آبادی اندازاً ساڑھے چھ ارب ہو گی ان میں سے کوئی بھی اگر گفتگو میں بہک جائے تو اُس ایک شخص کی بات کے ساڑھے چھ ارب انسانوں کے سامنے اُس ایک نامعلوم شخص کی بات کرنا ایسا ہے جیسے اُس کی نعوذ باللہ تائید کرنا۔ ہم کیوں نور اور بشر کو بحث میں لاتے ہیں۔

سوال نمبر 4:۔ نور ہے تو بھی ہمارا ہے اور وہ نور ہمیں ہی روشن کرے گا اگر بشر سمجھو تو پھر بھی نور کی طرح روشن ہے جب کہ ہم نور نہیں تو کیسے پتہ کہ نور کیا ہے جب ہم بشر ہیں پھر بھی تو ہمیں بشر کا پتہ نہیں تو نور کا کیسے معلوم ہو گا بشر کو نور کا پتہ نہ چل سکے گا جس کی تم میں جسارت ہی نہیں۔

مثال:۔

اُس بات پر بحث کرنا یہ ایسی مثال ہے کہ تم بجلی خود نہیں ہو تو تمہیں کیسے پتہ چلے گا کہ بجلی کیسے کرنٹ مارتی ہے۔

سوال نمبر 5:۔ مسلمانوں جب حضرت محمدؐ کا نام ہی انمول ہے تو پھر مول کی بات کر کے قیمت کے بازار میں کیوں اس پاک ہستی کا نام لیتے ہو، بازار میں نام کو رکھو گے تو ضرور قیمت لگے گی، زیادہ تو ٹھیک ہے لیکن گھٹیا قیمت بھی لگ سکتی ہے بازار میں ہر قسم کے گاھک ہوتے ہیں انمول کا مول نہ لگواؤ۔

سوال نمبر 6:۔ اپنے محبوب کو تصویر کے ذریعے کسی کے مقابلہ میں لایا جائے تو مقابلہ ضرور ہو گا اور ایسی حرکت نہ کی جائے کہ اپنے پیارے کی سرِ بازار تعریف شروع کر دی جائے تو کوئی پاگل ضرور کہے گا، کوئی اُلٹا یا سیدھا جواب کیوں کوئی دے سکتا ہے اپنے من میں تصوّر میں تعریف اور ثناء کی جائے اس ذات کو متنازع نہ بنایا جائے، کیوں ایسا کیا جائے کہ یہ نوبت آئے مثال کے طور پر ایک دفعہ ایک انڈیا کے پروگرام میں اداکاروں کی تعریف ہو رہی تھی اور وہ سب اداکار موجود بھی تھے، جن میں امیتابھ بچن، شاہ رخ خان، عامر خان، سنجے دت، سلمان خان وغیرہ وغیرہ انکی آپس میں بحث چل رہی تھی کہ کون پہلے نمبر پر ہے کون دوسرے نمبر پر ہے، ایسے نمبر وار بحث کے دوران امیتابھ بچن پہلا، سلمان خان دوسرے نمبر پر ایسے ہی نمبر وار سب اداکار بحث کرتے گئے گفتگو کے دوران پروگرام میں ایک شخص نے اُٹھ کر غصّے سے کہا کہ ان نمبروں میں اور بحث میں دلیپ کمار کیوں نہیں اور یہ ناانصافی ہے پروگرام کے میزبان نے جواب دیا بھائی دلیپ کمار ان اداکاروں کی لسٹ میں نہیں ہیں وہ تو بھگوان ہیں اور دنیا کے سب اداکاروں سے اُن کی عزت زیادہ ہے اُس لیے مہان اداکار اور بھگوان نما انسان کو ہم اداکار تصوّر نہیں کرتے وہ ہمارے دلوں میں بسا ہے اُن کو ہم اِن اداکاروں کی بحث میں شامل نہیں کر سکتے۔
اس مثال اور واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ٹی وی یا فلمی اداکاروں اور دنیاداری اور شوبز کی دنیا میں

ایسا ممکن ہے تو روحانی اور مذہبی معاملے میں عالم حضرات ایسا کیوں کرتے ہیں کہ ہمارے پاک محبوب ذات حضرت محمدؐ کی گفتگو غیر مذہب کی مجالس میں کریں عشق تو یہ ہے کہ نماز پڑھنے، نعت پڑھنے، حمد پڑھنے، قرآن پڑھنے اور سُنت کے اصول پر عمل کرنے کے علاوہ ہمارے نبی رسولؐ کا متنازع ذکر کیوں غیر مذاہب کے ساتھ اپنی گفتگو میں شامل کریں اور اسلام کو پھیلانا تو دور کی بات ہے تبلیغ میں یہ کہنا کہ محبوب حضرت محمدؐ میرے ہیں اچھے ہیں تم خراب ہو تمہارا مذہب بدھ مت، خدا ٹھیک نہیں جو بھی مذہب ہیں ہم اُن کو کیوں چھیڑیں اور اپنا کیوں چھوڑیں۔ اپنے ہی من میں محبوب کی شان پڑھکر سوچ کر سکون حاصل کریں اور اوروں کو بھی ایسا ہی کچھ عمل کرکے دکھلائیں کہ وہ ہم میں سے ہو جائیں نہ کہ بحث میں کچھ غلط الفاظ بول دیں۔

اللہ مجھ پر اور پوری امت مسلمہ پر اور پوری دنیا کی تمام مخلوق پر رحم فرمائیں۔ (آمین)

ناموس

ختم النبیؐ کا جس کا ایمان نہیں ہے وہ کیا دوسرے نبی آنے تک زندہ رہے گا
جب اس کا بھی علم نہیں پھر نبی آئے یا نہ آئے
عجب ہے اُس کی زندگی یہ ایک ملی وہی کفر سے گذارے

ناموس

وارث اگر تم ہو تو وہ بھی تمہارے وارث ہیں یہ اصول ہے
لیکن وراثت کے دستور کائنات کا عجیب عجوبا ہے
محمدؐ رسول بھی ہے نبی بھی، ہمارے عالم کا وارث بھی ہیں
ہم اُس کے وارث نہیں ہیں، وہ خالق بھی تھے مخلوق بھی تھے
ناموس رسالت کو وہ جانے اور اس کی رحمٰن جانے وہ عزت دینے کے لیے
نہ کہ نعوذ باللہ تم عزت بچاؤگے یا عزت دوگے

ناموس(2)

ایک دفعہ میرے کزن راؤعبد الغفار نے ہمارے سکھر میں ڈیرے اوطاق جہاں لوگوں کا تانتا بندھا ہوتا تھا اس آفیس میں ہمارے مرشد کی تصویر بڑی خوبصورت طریقے سے دیوار پر آویزان کر دی میری اجازت کے بغیر جب میں نے دیکھا تو میں اپنے کزن سے اُتار دینے کی گزارش کی انہوں نے تصویر دیوار سے ادب سے اتار کر مجھ سے سوال پوچھا کہ سائیں آپ نے تصویر کیوں اتروائی یہ تو ہمارے مرشد کی تعریف کی بات ہے لوگ پوچھیں گے کہ یہ بزرگ اچھا ہے اور ہمارے مرشد کا مزید تعارف ہو گا اور مشہور ہونگے میں نے گزارش کہ بھائی صاحب کیا ہمارے مرشد نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے اور کیا انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ مجھے مشہور کرو راؤعبد الغفار صاحب نے کہا کہ نہیں پھر ہم اپنی مرضی سے ایسا کیوں کریں اور اُن کو ہم کیوں مشہور کریں اُن کی اگر سچ کی خوشبو ہو گی تو ہمیں کیا ضرورت ہے مشہور کرنے کی تو ہم اپنی مرضی سے اُن کی تصویر لگا کر اُن کو متنازع کیوں کریں ہمارے یہاں جتنے ورکر کام کرنے والے ہیں اُن کا عقیدہ مذہب مسلک یا خیال یا سوچ کیا ہو اور دوسرے لوگوں کا بھی یہ ہی حال ہو گا پر آنے والا شخص اپنے مسلک اور اپنے خیال کا ہو گا وہ ہمارے سامنے اگر وہ اس تصویر کے بارے میں کسی غلط خیال کا اظہار کر دے تو اُس لوگوں کے غلط خیال کے ہم بھی مرتکب ہونگے یا ہماری غیر موجودگی میں ورکر صفائی والا اگر تصویر کی صفائی کرنے میں کیسا رویّہ رکھے تصویر کے ساتھ اگر غلط رویہ ہو گا تو ہم بھی مرتکب ہونگے اس لیے اپنی پیاری چیز یا شخصیت کا آپ خود دھیان کرو نہ کہ اُن پر کوئی بات کرے یہ تیری خامی ہے۔

ناموس

اللہ کے محبوب حبیب کو متنازع بنانے والے تم خود نیا متنازع ہونگے
حیوان ہو یا انسان اس جہاں میں بہتان ہے شیطان ہے متنازع ہونگے

ناموس

مالک میرے محمدؐ ہیں کتنے ملکوں کے مالک ہیں ہر کائنات کی مدد کرتے ہیں
ننانوے نام محمدؐ کے اِس دنیا کے ہیں، اور کائناتوں کے کیا نام ہونگے اور کیا نام ہیں
ناکارہ وہ ہیں جو اس دنیا کے بھی نام پورے نہیں لیتے

محبت محمدؐ کے سوائے مومن نہیں ہو سکتا مسلم کا موالی ہو سکتا ہے
غضب کی بات کرتے ہیں مُلا ممبر پر بیٹھ بشر ہے یا نور ہے محمدؐ کیا خوش ہو سکتا ہے

وضو تیرا وجود کا نہیں منہ دھوکر وضو کہنے والو وفا عمل کو کہتے ہیں
مرمٹنے کی بات تو محمدؐ پر کرتے ہو انسان سے نفرت کرتے ہو اس کو عمل کہتے ہیں

وجود تو سب ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کونسا وجود سجود میں ہے
موجود حق میں ہے حق موجود میں ہے، یا مرید کرنے چاہ سجود میں ہے

حادثہ روڈ کا ہو یا ہوا میں ہو، یا ریل کی پٹڑی پر ہو وہ قیامت ہے
تو شکر کر توں اس قیامت میں نہیں حساب اب تو رکھ وہ احتساب قیامت ہے

بے وجہ بے جا واسطہ بلا واسطہ حادثوں سے خود ٹکراتے ہو
اس نے کیا اُس نے کیا پھر یہ ہو گیا یہ ہو جائے گا یہ سب تیرے ہاتھ کے خود کے مفروضے ہیں

فنا وبقا

واصف علی واصف صاحب نے قول فرمایا ہے۔
فانی کی جگہ باقی کو بھرو۔

اقوال

فانی کو حاصل کر کے چھوڑ کر دیکھ فنا ہونے کا پتہ معلوم ہو گا، فنا ہونی والی چیز کو حاصل کر کے فنا کر کے دل و دماغ سے خالی کرو گے تو پھر باقی دل میں بھرو گے اور بقا ہو سکتے ہو۔

تشریح:۔

اچھی چیز جو حاصل کر کے چھوڑو گے یا اُس کا شوق ختم کرو گے یا اُس چیز کو ختم کرو گے تو فانی کو فنا کرنا بھی اور فانی کو فنا ہوتے دیکھنا بھی اور فانی کو فنا ہوتے ہوئے محسوس کرنا بھی اور پھر فانی کو خالی کرو گے تو بقا بھرو گے، مثال ہے کہ اگر تمہارے پاس طاقت ہے، وسائل ہیں اور تم کسی پر طاقت اور وسائل استعمال نہ کرو گے تو یہ طاقت ہوتے ہوئے بھی طاقت کو فنا ہوتے دیکھنا ہے اور تمہارے پاس طاقت بھی ہو اور تم اُس کو ناجائز استعمال بھی نہ کرو طاقتور ہوتے ہوئے بھی تو طاقت تمہارے پاس قائم ہے پھر بھی تم اس طاقت کو فنا ہوتے دیکھ سکتے ہو اور طاقت کو فنا ہوتے ہوئے محسوس بھی کر سکتے ہو۔

قول:۔

وحدت الوجود بھی سجود میں ہی ہوتا پھر واحد کیا
وحدانیت وحدّت واحد وفا سے وقار ہے ہمارا ان سے

تشریح:۔

اس میں واحد جب ہم ایک اللہ کو سمجھیں گے تو ہی تو ہماری سب سے وفاداری ہے وفا دنیا سے وہ اس لیے کہ وہ واحد احد کی دنیا ہے ہم اس کے وفادار یعنیٰ اللہ کے وفادار ہماری عزّت اس میں ہے کہ واحد سمجھ کر اپنی زندگی گزاریں اپنے وجود کو سجدے میں کر کے واحدۃ الوجود بن جائیں۔

عمل سے بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

اقوال:۔

موسیٰؑ فرعون سے لڑ کر ہی موسیٰؑ ہیں، اور فرعون، جب فرعون ہوا جب موسیٰ موسی ہوا، موسیٰؑ ایسا کرے گا تو پھر فرعون ویسا کرے گا، موسیٰ وعدہ توڑے گا تو اللہ ربّ العزت فرعون کو موسیٰ اور موسیٰ کو فرعون بنانے کی قدرت بھی رکھتا ہے۔

تشریح:۔

موسیٰ علیہ سلام موسیٰؑ اسی لیے ہیں کہ وہ فرعون سے لڑتے ہیں اگر فرعون سے دوستی کرتے یا ڈرتے تو وہ موسیٰ علیہ السلام نہ ہوتے کوئی بھی دوسرا اجنبی موسیٰ ہوتا کیونکہ اللہ پاک نے موسیٰؑ کو فرعون سے لڑنے کے لیے ہی بنایا تھا اگر وہ فرعون سے لڑنا چھوڑ دیتے تو وہ پھر موسیٰؑ علیہ السلام نہ کہلاتے، صرف عام نام ہوتا جیسے عیسیٰ، موسیٰ، کیسا، ایسا، جیسا، تیسا وغیرہ وغیرہ۔ اللہ جب چاہے وصف بدل دے بلّی کو شیر اور شیر کو بلّی بنا دے یہ سب اُس پاک ذات کا کمال ہے اور آگے تو کمالوں کا بھی کمال ہے، اللہ خیر کرے۔

مثال:۔

اللہ کے نیچے کائنات ایسے ہے جیسے لڈّو کھیل کا گتہ، جیسے اس گتہ پر نقشہ بنا ہوتا ہے، کھلاڑی کے سامنے نیچے رکھا ہوا ہوتا ہے اور وہ کھلاڑی اس نقشہ پر چھکّہ گوٹی کھیلتے ہیں اور گوٹی کی چال چلتے ہیں گوٹی کھلاڑی کے ہاتھ میں ہوتی ہے، جیسے چاہے گوٹی چلے اور گوٹی کو بدل کر آگے پیچھے کرے،

مثال:۔

دوسرا شطرنج کا کھیل ہے اس کھیل میں بھی کھلاڑی کو ہی چال چلنی پڑتی ہے اور گوٹی کے نام بادشاہ، رانی، سپاہی، پیادے، ہاتھی، گھوڑے کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر رکھنا اور پھر ہارنا اور جیتنا۔

ایسے ہی اللہ تعالیٰ صرف اوپر سے گوٹی کی چال چل کر موسیٰ کو فرعون کر دے اور فرعون کو موسیٰ بنا دے یہ سب اس کے لیے گوٹی کھیلنے سے بھی آسان ہے، ہم انسان پتا نہیں کیوں اپنے آپ کو طرّم خان سمجھتے ہیں۔

قول:۔

فقیر کی بات یہ نہیں ہے کہ آگے رونما ہونے والی بات بتا دے بلکہ فقیر کی بات تو یہ ہے کہ آگے نہ ہونے والی بات بھی ہو جائے اور یہ ہی فقیر کی بات ہے۔

تشریح:۔

ایک فقیر وہ ہے جو آنے والے وقت میں کیا ہو گا اس کے بارے میں جانتا ہو اور ایک فقیر وہ ہے جو آنے والے وقت میں چاہے نہ ہونے والی بات کو بھی اگر اپنے منہ سے لفظوں کی صورت میں نکالے تو وہ نہ ہونے والی بات بھی ہو جائے۔ یعنی لفظوں کی صورت فقیر کے منہ سے نکلنے والی بات پوری ہو جائے۔

انسانی خصلت اور اللہ کی رحمت

اللہ کی رحمت کا ثبوت یہ ہے کہ انسان کے پیدا ہوتے ہی رحمت اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ اگر رحمت نہ ہوتی تو پیدا کیوں کرتا۔

لیکن انسان بے صبر، بے خبر، جلد باز، احسان فراموش ہے پھر بھی ہر وقت نہ ہونے کے بارے میں کوستا رہتا ہے۔ اور خوف وخدشہ میں رہتا ہے اور غیر یقینی سے ہی اللہ سے واسطہ رکھتا ہے لالچ اللہ سے بھی زیادہ سے زیادہ دے پھر اگر مل جائے تو کہتا ہے میری عقل نے یہ سب حاصل کیا ہے میری دانائی مجھے کام آگئی اس طرح خود غرض انسان۔

مثال:۔

جیسے بیٹی کی پیدائش پر اللہ ماں باپ کے گھر کو رحمت سے بھر دیتا ہے لیکن ناشکر انسان ہمیشہ اپنی بیٹی کو ہی کوستا رہتا ہے اور بیٹی کو اپنے اُوپر وزن سمجھتا ہے اور اس رحمت بیٹی پر پابندیاں لگاتا ہے اور بیٹی سے زیادہ بیٹے کو اہمیت دیتا ہے اور برابری کی تو دور کی بات ہے پر بیٹی کے سامنے بھی بیٹے کو بڑی اہمیت دیکر بیٹی یعنیٰ رحمت کو کمزور اور بے کس بے بس خود بنانا تو پھر اللہ تم پر رحمت کی بارش کیوں کرے کہ پہلے جو رحمت بیٹی کی صورت میں دی ہے اس کی قدر نہیں کی پھر کیسے اللہ اُس انسان کو اپنی مزید رحمت عطا کرے گا بس اللہ کریم ہے پھر بھی معاف کر دیتا ہے لیکن جان بوجھ کر جو کرے گا تو اللہ کا معاف کرنا مشکل ہے یہ مضمون پڑھنے کے بعد معافی بھی نہیں ملے گی اور اگر اچھی طرح عمل کیا تو اللہ کی رحمت کا حصول کرنے میں پھر انسان کو وہ کچھ حاصل ہو گا جو اُس انسان نے کبھی سوچا بھی نہ ہو گا اور نہ ہی کبھی اسکے گُمان میں آیا ہو گا۔

اللہ ہم پر رحم کرے وہ رحمٰن ہے۔ (آمین)

حضرت سلیمان علیہ السلام

۱۔ حلم اور خدا کے خوف سے عزت ملتی ہے۔
۲۔ عالم کم گو، سرد مزاج اور ضرور تمند ہوتا ہے احمق بھی جب تک چپ رہے عقلمند شمار ہوتا ہے۔
۳۔ اللہ کا خوف انتہائے دانش ہے۔
۴۔ مالدار مسکین پر حکمران ہوتا ہے اور قرضدار قرض خواہ کا چاکر ہے۔
۵۔ جب انسان کی رَوش خدا کی مرضی کے مطابق ہوتی ہے تو وہ دشمنوں کو بھی دوست بنالیتا ہے۔
۶۔ جاہل اپنے دل میں جو کچھ ہے ظاہر کرتا ہے، مگر دانشمند آخری موقع تک چھپائے رکھتا ہے۔
۷۔ ایک خوش مزاج آدمی مردہ دلوں کی دوا ہے۔
۸۔ جھگڑے کو پیشتر اس کے کہ وہ تیز ہو جائے چھوڑ دو۔
۹۔ خدا کے خوف سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔ شر پسندوں کی عمر کم ہو جاتی ہے۔
۱۰۔ میٹھے بول غصّے کو رفع کرتے ہیں۔
۱۱۔ سچ کبھی جھوٹ سے شکست نہیں کھاتا۔
۱۲۔ شکستہ خاطر کے سب دن برے ہیں مگر وہ جو خوش دل ہے ہمیشہ شکر گزار رہتا ہے۔
۱۳۔ تھوڑا جو خداوند کے خوف کے ساتھ ہو اس بڑے گنج سے رنج ہاتھ جو بہتر ہے۔
۱۴۔ وہ جس کے دل میں برائی بھلائی نہ پائے گا اور جس کی زبان میں نکتہ چینی اور آفت میں گرے گا۔
۱۵۔ راستی اور انصاف خداوند تعالیٰ کے نزدیک قربانی کرنے سے زیادہ پسند ہے۔
۱۶۔ صادق آدمی سات بار گرتا ہے اور پھر اٹھتا ہے مگر شریر بلا میں گر کے رہتا ہے۔
۱۷۔ گھر اور مال وہ میراث ہے جو باپ سے حاصل ہوتی ہے لیکن دانشمندی نعمتِ خداوندی ہے۔
۱۸۔ اللہ تعالیٰ کی ہر ایک سخن پاک ہے۔ وہ اُن کے لیے جن کا توکل اس پر ہے۔
۱۹۔ جو بے وقوف کے ہاتھ پیغام بھیجتا ہے اپنے پاؤں آپ کاٹتا ہے۔
۲۰۔ دغا کی روٹی آدمی کو میٹھی لگتی ہے مگر آخر کو اس کا منہ کنکروں سے بھر اجاتا ہے۔
۲۱۔ ہو سکتا ہے کوئی ملکیت ابتداء میں یک لخت حاصل ہو جائے مگر اس کا انجام مناسب نہیں۔
۲۲۔ دولت بہت سے دوست پیدا کرتی ہے مگر مسکینی اپنے ہی دوست یگانہ کرتی ہے بلکہ مسکین کے بھائی بھی اس سے کینہ رکھتے ہیں۔
۲۳۔ جہالت لڑکوں کے دل میں وابستہ ہے مگر تربیت کی چھڑی اسے اس سے دور کرے گی۔
۲۴۔ ظاہری برائی کا چھپانا گمانی بات پر رُسوا کرنے سے اولیٰ ہے۔
۲۵۔ بیٹے کی تادیب سے دستبردار نہ ہو چھڑی مارنے سے وہ مر نہ جائے گا لیکن جہنم سے اس کی جان بچالے گا۔
۲۶۔ بے وقوف کو اس کی حماقت کی مانند جواب مت دے ایسا نہ ہو کہ تو بھی اس کی مانند ہو۔
۲۷۔ اپنے خیال میں اپنے آپ کو دانشمند مت سمجھو، خداوند سے ڈر اور بدی سے باز ہو۔
۲۸۔ جس کو غصّہ دیر سے آتا ہے وہ بہت ہی عقلمند ہے اور جو زودِ رنج ہوتا ہے۔ اپنی بے وقوفی ظاہر کرتا ہے۔
۲۹۔ تعلیم بہترین خیرات ہے۔
۳۰۔ ہر ایک انسان کی روشنی اس کی نگاہ میں ٹھیک ہے پر خداوند دلوں کو تولتا ہے۔
۳۱۔ خدا تعالیٰ ان چیزوں کو ناپسند رکھتا ہے اونچی آنکھیں، جھوٹی زبان، وہ ہاتھ جو بے گناہ کو آزار پہنچائے۔ وہ دل جو بُرے منصوبے باندھے، وہ پاؤں جو جلدی بُرائی کی طرف دوڑے، وہ گواہ جو جھوٹ بولے اور وہ شخص جو بھائیوں کے درمیان جھگڑے برپا کرے۔
۳۲۔ قناعت بدن کو تازگی بخشتی ہے اور حسد بدن کو گلا دیتا ہے۔
۳۳۔ خداوند کی تنبیہ کو حقیر مت جان اور اس کی تادیب سے بیزار مت ہو۔ کیونکہ خداوند جس کو پیار کرتا ہے اس کو تنبیہ کر دیتا ہے۔ جس طرح باپ اس بیٹے کو جس سے وہ خوش ہوتا ہے تنبیہ کرتا ہے۔

سقراط

۱۔ جس چیز کا علم نہیں، اس کو مت کہو۔ جس چیز کی ضرورت نہیں اس کی جستجو مت کرو، جو راستہ معلوم نہیں اس میں سفر مت کرو۔
۲۔ اپنے آپ کو پرکھے بغیر زندگی بسر کرنا بے معنٰی سی بات ہے۔
۳۔ مرد آنکھ ہے تو عورت بینائی۔ مرد پھول ہے تو عورت خوشبو۔
۴۔ ہر راحت کے بعد الم اور ہر الم کے بعد راحت ہے۔
۵۔ خوش مزاجی سے امن و سلامتی حاصل ہوتی ہے اور دوسروں کے دل میں خوش مزاجی جگہ بھی کرتی ہے۔
۶۔ وہ آدمی ہی کیا، جس سے اس کے دوست خائف رہتے ہیں۔
۷۔ کامل انسان وہ ہے جس سے اس کے دشمن بھی بے خوف ہوں۔
۸۔ نعمت حق کی تلافی کے واسطے تین چیزیں شکر کثیر، عبادت لازم، اور گناہ سے توبہ۔
۹۔ خودکشی بہت بڑا گناہ ہے۔
۱۰۔ جوانی میں آدھا کھاؤ اور آدھا بچاؤ۔
۱۱۔ عورت خود ہی ایک فتنہ ہے، اور اس کا لکھنا پڑھنا سیکھنا سخت ترین فتنہ ہے۔
۱۲۔ تحریر ایک خاموش زبان اور قلم ہاتھ کی زبان ہے۔
۱۳۔ اچھی بات جو بھی کہے غور سے سنو۔
۱۴۔ دوستی کی شیرینی کو ایک دفعہ کی رنجش کی یاد ہمیشہ کے لیے زہر آلود کر دیتی ہے۔
۱۵۔ میں صداقت کا اس طرح پیچھا کرتا ہوں جس طرح ایک شکاری کتا شکار کا پیچھا کرتا ہے۔

حکیم لقمان

۱۔ امید زندگی کا لنگر ہے۔ اس کا سہارا چھوڑ دینے سے انسانی کشتی گہرے پانی میں ڈوب جاتی ہے۔
۲۔ ہر شخص سچا دوست تلاش کرتا ہے لیکن خود سچا دوست بننے کی زحمت گوارا نہیں کرتا۔
۳۔ جدوجہد نہ کرنا محتاجی کا باعث ہے۔
۴۔ نیکی کی تکمیل یہ ہے کہ اس کو کر لیا جائے۔
۵۔ اپنے راز کو پوشیدہ رکھنا اپنی عزت بچانا ہے۔
۶۔ جو اپنے آپ کو پہچانے اس کو تو بھی پہچان۔ یعنی جو اپنی قدر کرے تو اس کی قدر کر۔
۷۔ طلوع آفتاب کے وقت نہ سو، کیونکہ یہ وقت عبادت ہے۔ اس وقت سونا بدبختی ہے۔
۸۔ راستے میں بزرگوں کے آگے نہ چل۔ یہ بے ادبی ہے۔
۹۔ عقل مند کی دوستی اختیار کر۔ اس میں فائدے بہت ہیں۔
۱۰۔ جو بات لوگوں کو بُری معلوم ہو، وہ نہ کرو۔
۱۱۔ غصہ مت کرو۔ اس کی ابتدا جنون ہے اور انتہا پشیمانی۔
۱۲۔ علم دل کو اس طرح زندہ رکھتا ہے جیسے بارش خشک زمین کو۔
۱۳۔ اپنے دل پر بھروسہ کرو۔ کسی سے محبت یا نفرت کرنے میں محتاط رہو۔
۱۴۔ عقل جیسی کوئی دولت نہیں اور جہالت جیسی کوئی غربت نہیں۔
۱۵۔ کثیر الفہم اور کم سخن بنا رہ، اور حالت خاموشی میں بے فکر مت رہ۔
۱۶۔ جہاں تک ممکن ہو سکے لوگوں سے دور رہ تاکہ تیرا دل سلامت اور نفس پاکیزہ رہے۔
۱۷۔ علم بے عمل اور عمل بے علم سے پرہیز کر۔
۱۸۔ مرد کامل تو وہی ہے جو دشمن کو دوست بنا سکے اور اگر کسی وجہ سے یہ تیری دسترس سے باہر ہے تو بحالت مخاصمت فرط عقب سے حذر کر کہ تیرا غضب تیرے لیے دشمن سے زیادہ دشمن ہے۔
۱۹۔ فرمایا عقل و حکمت کے حصول کے لیے ضروری ہے نظر نیچی رکھنا۔ سچ بولنا عہد کو پورا کرنا، مہمان کی عزت کرنا، پڑوسی کی حمایت کرنا، اور جس بات سے کوئی فائدہ نہ ہو تو اسے ترک کر دینا۔
۲۰۔ مصائب دنیا کو سہل خیال کر اور موت کو ہر وقت پیش نظر رکھ۔
۲۱۔ جدوجہد نہ کرنا محتاجی کا باعث ہے اور محتاجی دین کو تنگ، عقل کو ضعیف اور مروت کو زائل کر دیتی ہے۔
۲۲۔ کسی ذکر میں بجز ذکرِ خدا اور کسی خاموشی میں بجز فکر روز حسنا کوئی خیر و خوبی نہیں۔
۲۳۔ خاموشی کو اپنا شعار بنا تاکہ زبان کے شر سے محفوظ رہے۔
۲۴۔ دنیا کے تھوڑے مال پر راضی رہ، رزق مقدر پر قناعت کر اور دوسرے کی روزی پر آنکھ مت ڈال تاکہ رنج نفس سے سلامت رہے۔
۲۵۔ کوئی چیز تیرے نزدیک نعمت آخرت سے محبوب تر نہ ہو۔
۲۶۔ وقت کی اگر قیمت ہے تو وہ اُس کا صحیح استعمال ہے۔
۲۷۔ حکمت و دانائی مفلس کو بادشاہ بنا دیتی ہے۔
۲۸۔ مصائب سے مت گھبرائیے، کیونکہ ستارے اندھیرے ہی میں چمکتے ہیں۔
۲۹۔ جو بات دشمن سے پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو۔ دوست سے بھی پوشیدہ رکھو۔ مبادا وہ بھی کسی دن دشمن ہو جائے۔
۳۰۔ جب خلقت کے پاس آؤ تو زبان کی نگہداشت کرو۔
۳۱۔ بیٹا کسی کو خدا کا شریک نہ ٹھہرانا۔

گرونانک جی

۱۔ نیکی میرا مذہب ہے۔
۲۔ افراط و تفریط سے الگ رہو، اعتدال کو اپنا شیوہ بناؤ۔
۳۔ اکثر مصائب جو امیروں کو درپیش ہوتے ہیں غریب اُس سے محفوظ رہتے ہیں۔
۴۔ جو گناہ کا مرتکب ہو اسے آدمی سمجھو، جو گناہ کر کے نادم و پشیمان ہو اسے ولی سمجھو، اور جو گناہ کر کے اترائے، اسے شیطان سمجھو۔
۵۔ سب سے بہتر وراثت جو آئندہ نسلوں کے لیے چھوڑی جا سکتی ہے وہ اچھا چال چلن، بلند کردار ہے۔
۶۔ جس کو خدا کا نام میٹھا لگا اس کا دل مسرور رہے۔ خوشیوں سے بھرپور ہے۔
۷۔ ہندو اور مسلمان ایک ہی خدا کے بندے ہیں۔
۸۔ اگر دل میلا ہے تو سب کچھ ناپاک ہے جسم دھونے سے دل پاکیزہ نہیں ہوتا۔
۹۔ یہ دنیا ایک باغ ہے اور پربھو اس کے باغبان ہیں وہ ہر ایک کی خبر رکھتے ہیں۔ کوئی محروم نہیں رہتا۔
۱۰۔ جو لوگ زبان سے ایشور کا نام لیتے ہیں اور دوسروں سے کینہ و نفرت کرتے ہیں ان کا دل صاف نہیں ہو سکتا۔ وہ دن رات خواہ گننے ہی کام کریں ان کو خواب میں بھی چین نصیب نہیں ہو سکتا۔

فردوسی

۱۔ عالم پانی کے بغیر سیراب ہے اور جاہل پانی کی موجوں میں رہ کر بھی تشنہ رہتا ہے۔
۲۔ بادشاہوں سے کیا خوف، خوف تو بادشاہوں کے بادشاہ سے ہوتا ہے۔
۳۔ میرا نسب کیا پوچھتا ہے، میری تلوار خود میرے خون سے تجھے آگاہ کر دے گی۔
۴۔ بادشاہ سے وفاداری اس کی مجلسوں میں شرکت سے نہیں بلکہ رزموں میں صف آرائی ہے۔
۵۔ عشق حقیقی تو وہ ہے جو جذبہ عمل کا بھڑکا دے۔
۶۔ دریا کا جوش اور مرد کی جوانی یکساں اہمیت کی حامل ہے۔
۷۔ شیر کا بچہ یقیناً شیر ہی بنے گا۔ خواہ تربیت اس کی کہیں بھی ہو۔
۸۔ حق پر چلنے والے کا پاؤں شیطان کے سینے پر ہوتا ہے۔
۹۔ اس شخص سے بچو جو باعزت ہو کر مجلس میں بیٹھے اور بے عزت ہو کر اٹھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

۱۔ بڑوں کو چھوٹا بن کر رہنا چاہیے۔ کیونکہ جو اپنے آپ کو بڑا مانتا ہے وہ چھوٹا بنایا جاتا ہے اور جو چھوٹا بنتا ہے وہ بڑا رُتبہ حاصل کرتا ہے۔
۲۔ دنیا کو عشرت کدہ قرار دینے والو۔ بہت جلد ماتم کدہ کی حقیقت کو تم خود تسلیم کر لو گے۔
۳۔ تجھے کیا ضرر ہے، اگر دنیا تجھے نہ جانے، جبکہ تو اللہ کے نزدیک مقبول و محمود اور مظفر و منصور ہے۔
۴۔ دین کو حصول دنیا کا ذریعہ نہ گردانو۔ یہ انتہائے ذہانت ہے۔
۵۔ اس دنیا میں نیک چلنی کا راستہ دوسری دنیا میں نجات کی سڑک ہے۔
۶۔ مبارک ہیں وہ جو راست بازی کے سبب ستائے گئے ہیں کیونکہ آخر آسمان کی بادشاہت انہی کی ہے۔
۷۔ اپنی بہتری کا خیال نہ کرو۔ بلکہ خدا کی خوشنودی کو افضل سمجھو۔
۸۔ جو کی روٹی کھانا صاف پانی پینا اور کُھلے میدانوں میں رہنا مرنے والون کے لیے بہت ہے۔
۹۔ موت سے بڑھ کر کوئی چیز سچی اور امید سے بڑھ کر کوئی چیز جھوٹی نہیں۔
۱۰۔ عمل صالح وہ ہے جس پر لوگوں کی ثناء کی امید نہ رکھی جائے۔
۱۱۔ میں مُردے کو زندہ کرنے سے عاجز نہیں آیا مگر احمق کی اصلاح سے عاجز آ گیا ہوں۔
۱۲۔ اونٹ سوئی کے ناکے سے گزر سکتا ہے مگر سرمایہ دار امیر خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔
۱۳۔ نیک عمل وہ ہے جو لوگوں کی تعریف کی توقع سے بے نیاز ہو کر کیا جائے۔
۱۴۔ خبردار اپنے راستے کے کام لوگوں کو دکھانے کے لیے نہ کرو۔ خدا کے حضور تمہارے لیے کچھ اجر نہیں ہو گا۔
۱۵۔ پاک چیز کتوں کو نہ دو اور اپنے موتی سوروں کے آگے نہ ڈالو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ انہیں پاؤں کے تلے روندے اور پلٹ کر تمہیں پھاڑیں۔
۱۶۔ ہر اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے اور بُرا درخت بُرا۔ اچھا درخت بُرا پھل نہیں لا سکتا۔ اور جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈال دیا جاتا ہے۔
۱۷۔ بے عمل عالم کی مثال ایسے ہے جیسے اندھے کی ہاتھ میں مشعل۔ لوگ اس سے روشنی حاصل کرتے ہیں وہ خود روشنی سے محروم ہے۔
۱۸۔ اپنے بھائی سے بلاوجہ خفا نہ ہو۔
۱۹۔ سفر دور غم کا ہے۔ دنیا اور آخرت کا سفر۔ دونوں کے واسطے توشہ درکار ہے۔ دنیا کے سفر میں توشہ ہمراہ رکھنا چاہیئے۔ اور سفر آخرت میں روانگی سے پہلے بھیج دینا چاہیے۔
۲۰۔ دنیا میں دو چیزیں پسندیدہ ہیں۔ سخنِ دل پذیر اور دلِ سخن پذیر۔
۲۱۔ انفعال گناہ غرور عبادت سے پوجا بہتر ہے۔
۲۲۔ دنیا کے مال و اسباب پر مغرور مت ہو۔ کیا خبر کہ اسی رات تیری جان تجھ سے طلب کر لی جائے۔

حضرت عمر فاروق اعظمؓ

۱۔ زیادہ کھانے سے بچو کیونکہ دل کو اجاڑتی، بیمار بناتی اور عبادت سے روکتی ہے۔
۲۔ نصیحت کے لیے موت ہی کافی ہے۔
۳۔ ظالموں کو معاف کرنا مظلوموں پر ظلم ہے۔
۴۔ زیادہ ہنسنا موت سے غفلت کی نشانی ہے۔
۵۔ عدل مظلوم کی جنت اور ظالم کی جہنم ہے۔
۶۔ کسی کے خلق اور دیانتداری پر اعتماد نہ کرو، تاوقتیکہ... غصہ اور طمع کی قوت سے اُسے نہ دیکھ لو۔
۷۔ ہر شے کا ایک حُسن ہوتا ہے اور نیکی کا حسن یہ ہے کہ فوراً کی جائے۔
۸۔ طالب دنیا کو علم پڑھانا رہزن کے ہاتھ تلوار بیچنا ہے۔
۹۔ تین چیزیں ایسی ہیں جن سے نظام دہر انہدام سے دوچار ہوتا ہے اور ان میں سے ایک صاحب علم کی لغزش اور غلطی ہے۔
۱۰۔ خشوع اور خضوع کا تعلق دل سے ہے نہ کہ ظاہری حرکت سے۔
۱۱۔ آدمی کے نام و صورت کو نہیں بلکہ اس کی دانائی اور راست بازی کو دیکھنا چاہیے۔
۱۲۔ کسی پر لعن طعن نہ کیجئے، ایسا کرنے سے آپ کے اندر اجتماعی خرابیاں پیدا ہوں گی۔
۱۳۔ پردیسی کے ساتھ اتفات برتو، کیونکہ اگر بہت دن تک اس کو روکنا پڑا تو وہ اپنا حق چھوڑ کر وطن لوٹ جائے گا۔ اور اس کی حق تلفی کہ ذمہ داری اس شخص پر ہو گی جو اس کے ساتھ بے احتیاطی سے پیش آیا۔
۱۴۔ غریب کے ساتھ ہمدردی سے پیش آؤ تاکہ اس کی زبان کُھلے اور ہمت بڑھے۔
۱۵۔ سب سے بڑا ہوشمند آدمی وہ ہے جس کا زادِ راہ خود خدا ہو جس قدر ممکن ہو۔
۱۶۔ فتح امید سے نہیں، حلم اور خدا پر اعتماد سے حاصل ہوتی ہے۔
۱۷۔ دنیا کے ہٹھاٹ باٹ سے اپنی نظر ہٹائے رکھو اور دنیا کی محبت دل میں نہ آنے دو کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کی محبت تم کو ہلاک کر دے جس طرح پچھلی قوموں کو ہلاک کیا۔
۱۸۔ گناہ کا ترک کر دینا توبہ کی تکلیف سے زیادہ آسان ہے۔
۱۹۔ اور دل کی فکر میں اپنے آپ کو مت بھول جاؤ۔
۲۰۔ درم سر اونچا کیے بغیر نہیں رہتے۔
۲۱۔ آج کا کام کل پر مت رکھو۔
۲۲۔ عقلمند شخص وہ ہے جو اپنے افعال کی تعمیل نیک کر سکتا ہے۔
۲۳۔ جس سے تم متنفر ہو اس سے ڈرتے رہو۔
۲۴۔ جو شخص میرے عیب مجھے بتاتا رہتا ہے وہ مجھے عزیز ہے۔
۲۵۔ جو شخص اپنے بھید کو پوشیدہ رکھے وہ مختیار ہے۔
۲۶۔ جو تجھے تیرے عیب سے آگاہ کرے وہ تیرا دوست ہے۔
۲۷۔ منہ پر تعریف کرنا ذبح کرنے کے مترادف ہے۔
۲۸۔ قوت فی العمل یہ ہے کہ آج کا کام کل پر نہ اٹھا رکھو۔
۲۹۔ ایمان کے بعد نیک بخت بیوی سے زیادہ کوئی نعمت نہیں۔

حضرت عثمان الخیریؒ

۱۔ عوام کی فکر طعام و لباس پر ہے اور خواص کا شکر حقیقت و معافی پر جو دل میں ہوں مثلاً شہراک و پوشاک کے متعلق ہی یہ خیال قابل شکر ہے کہ ایک کے ذریعے سے انسان بند و قوی رہ کر دوسری کے باعث محفوظ آراستہ ہو کر خدمت خلق بجالا سکتا ہے اور لوگوں کو علم و فن کی تعلیم و تربیت دے سکتا ہے، تاکہ اس کی مدد سے بُھوکے اور ننگے نہ رہیں۔
۲۔ خوف سے محبت درست ہوتی ہے اور ادب کی رفایت سے مستحکم ہوتی رہتی ہے۔ نہ ڈرتے رہ کر معاملہ کرنا کہ دوست خفا نہ ہو جائے۔ محبت کو مکمل کر دیتا ہے اور پھر ہمیشہ ادب اور لحاظ سے پیش آنا دوستی کو مضبوط کرتا رہتا ہے۔
۳۔ پوری محبت کی علامت یہ ہے کہ محبوب کے سوا دل میں اور کسی کا خیال نہ رہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دوستی میں لذت حاصل ہو اور یہ لذت حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ انسان نے پہلے تنہائی اور صحبت سے بے پروائی کا مزا چکھا ہو۔
۴۔ سعادت اور خوش بختی یہ ہے کہ مطیع ہو کر انسان ڈرتا رہے کہ مبادا خطا کار ہو کر مردود ہو جائے اور شقاوت کی علامت یہ ہے کہ باوجود مصیبت نافرمانی کے امید رکھے کہ مقبول ہو کر اجر پائے گا۔
۵۔ عاقل وہ ہے جو کسی چیز سے ڈرنے اور اس میں مبتلا ہونے سے پہلے ہی اس کا اہتمام اور بندوبست کر رکھے۔
۶۔ اغنیا کے ساتھ صحبت عزت و وقار سے کرنا تواضع ہے اور فقرا کے ساتھ نرمی و عاجزی شریفانہ ہے۔

حافظ شیرازیؒ

۱۔ خدا کی نافرمانی کا نتیجہ انجام کار خوفناک ہے۔
۲۔ جو بات کسی کو کچھ دینے میں ہے کسی سے کچھ لینے میں نہیں۔
۳۔ زمانہ کتابوں سے بہتر معلم ہے۔
۴۔ جو مہربانی کرنے والے کو کمینہ سمجھتا ہے اس سے زیادہ کمینہ کوئی دوسرا نہیں۔
۵۔ کچھ نہ کچھ عیب سب میں ہوتے ہیں، فرق یہ ہے کہ عقلمند اپنے عیب خود محسوس کر لیتا ہے دنیا محسوس نہیں کرتی، بے قوف اپنے عیب خود محسوس نہیں کرتا دنیا محسوس کرتی ہے۔
۶۔ توکل کے آستانہ پر تو پہنچنا ممکن ہے لیکن آخرت کی سرداری کے آسمان پر عروج کرنا بڑا مشکل کام ہے۔
۷۔ رفتگان طریقت کو دیکھ کر آدھے جو سے بھی قبائے اطلس و دیبا کو نہیں خریدتے ان کو اس سے ہزار بیزاری ہے۔
۸۔ ہم غرور کے جام سے مست ہیں اور اس کا نام ہم نے ہوشیاری رکھ لیا ہے۔

حضرت فضیلؒ

ا۔ حق تعالیٰ سے دوستی کی عنایت یہ ہے کہ منع وعطاءاس کے سامنے برابر ہوں۔
۲۔ دین کی اصل عقل، عقلِ اصلِ علم اور علم کی اصلِ صبر ہے۔
۳۔ عالم بدخو کی صفت سے فاسق خوش خلق کی صحبت سے بہتر ہے۔
۴۔ جو اچھے کو اچھا نہ جانے وہ برے کو بھی برا نہیں سمجھتا۔
۵۔ انجام کی خرابی ابتدا کی برائی ہوتی ہے لہٰذا ابتداء کو اچھا بنا۔
۶۔ مجھے رونا آتا ہے، جب میں دنیا کو عالم کے ساتھ کھیلتے دیکھتا ہوں۔
۷۔ جس شخص کو تنہائی سے وحشت اور مخلوق سے موانست ہے وہ سلامتی سے دور ہے۔
۸۔ انسان کو دنیا میں کوئی شے نہیں دی گئی، جب تک کہ آخرت کے تو شے اس کے لیے کم نہیں کر لیے گئے۔
۹۔ تم اپنے عالموں کی تعریف کس طرح کرتے ہو، حالانکہ ان کی گردنیں موٹی، ان کے جسم فربہ، ان کے لباس باریک اور ان کی خوراک میدہ و مرغن اشیاء ہیں۔
۱۰۔ جس کا غصہ زیادہ ہے اس کے دوست کم ہیں۔
۱۱۔ بعض لوگ جائے طہارت میں سے پاک ہو کر باہر آتے ہیں بعض لوگ خانہ کعبہ سے باہر آتے ہیں تو پلید ہوا کرتے ہیں۔
۱۲۔ اگر کوئی تجھ سے پوچھے کہ تو حق تعالیٰ کو دوست رکھتا ہے تو چپ رہ کیونکہ اگر تو نے کہا نہیں تو کافر ہو گا، اگر تو کہے گا ہاں تو تیرے افعال دوستوں جیسے نہ ہوں گے اور یہ محض جھوٹ ہو گا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ

ا۔ مہمان کے لیے زیادہ خرچ کرنا اسراف نہیں ہے۔
۲۔ خیر یہی ہے کے شر سے باز آ۔
۳۔ حق کا پرستار کبھی ذلیل نہیں ہوتا، چاہے سارا زمانہ اُس کے خلاف ہو جائے باطل کا پیروکار کبھی عزت نہیں پاتا چاہے چاند اس کی پیشانی پر نکل آئے۔
۴۔ عظمت صرف ایک فیصد ودیعت کی جاتی ہے اور ۹۹ فیصد دریافت سے ملتی ہے۔
۵۔ شکم سیری بیماری کی جڑ اور پرہیز ساری بیماری کا علاج ہے۔
۶۔ جب معدہ بھر جاتا ہے تو فکر قوت کم زور پڑ جاتی ہے۔ اور حکمت و دانش کی صلاحیتیں گونگی ہو جاتی ہیں۔
۷۔ بہترین فضیلت زبان کی حفاظت ہے۔
۸۔ سچائی کی مشعل جہاں بھی دکھائی دے اس سے فائدہ اٹھا، یہ نہ دیکھ کر مشعل بردار کون ہے۔

یحیٰ برمکی

ا۔ بخیل دولت کا مالک نہیں ہوتا بلکہ دولت اس کی مالک ہوتی ہے۔
۲۔ سچا دوست وہ ہے جو براہ راست یا کسی کی سفارش پر نفع پہنچائے۔
۳۔ جو لوگ دولت و دنیا کے طالب ہیں اگر وہ زمانے کی سختیاں نہ جھیل سکیں تو پھر اپنے مقصد میں ناکامی کی شکایت نہ کریں۔
۴۔ بہترین انسان وہ ہے جو اقبال کے زمانے میں خدا کا شکر گزار ہو اور ادبار کے وقت صبر اختیار کرے۔
۵۔ تین دن کے بعد تعزیت کرنا، مصیبت کا اعادہ کرتا ہے اور تین یوم کے بعد تہنیت کرنا محبت کی دلیل ہے۔
۶۔ عقلمند کی شناخت کتاب (مکتوب) تحریر اور رسول سے ہوتی ہے، (رسول سے یہاں مراد سفیر ہے۔)
۷۔ قوانین قدرت سے سرتابی کرنے والے انتقام قدرت سے اپنے کو محفوظ نہ سمجھیں۔
۸۔ میں نے کتنے ہی چوروں اور جواریوں کو تائب ہوتے دیکھا لیکن کسی جھوٹے کو سچ بولتے نہیں دیکھا۔
۹۔ جو اچھی بات سنو، لکھ لو اور جو لکھواُسے حفظ کر لو اور جو حفظ ہیں ان کو بیان کرو۔
۱۰۔ جس شے کا دینا تجویز کر لیا گیا پھر اس کے دینے میں توقف کرنا عنایت درجہ کی بخیلی ہے۔
۱۱۔ ایک بار کہا میں نے یقین کر لیا۔ دوسری دفعہ کہا شک ہو گیا، قسم کھائی جو دیکھا۔
۱۲۔ جو لوگ ہم سے پہلے تھے وہ ہمارے واسطے قابل اقتدا ہیں اور جو ہمارے بعد آئیں گے ہم ان کے واسطے عبرت ہیں۔
۱۳۔ دو شخصون کو کمر میں پتھر باندھ کر دریا میں غرق کر دینا چاہیے ایک تو ایسے دولت مند کو جو اپنی دولت میں مستحق لوگوں کو شریک نہ کرے۔ دوسرے ایسے مفلس کو جو باوجود افلاس کے خدا تعالیٰ کی عبادت نہ کرے۔
۱۴۔ عمر کے کسی حصے میں بھی عورت کو اپنی مرضی پر نہ چھوڑنا چاہیئے۔
۱۵۔ نفسیاتی خواہشوں کو ترقی دینے والا ہرگز کسی دوسری ترقی کا بوجھ اپنے کندھوں پر نہیں اٹھا سکتا۔
۱۶۔ غلاموں کے بے ادبی ان کے مالک کے حلم کی دلیل ہے۔
۱۷۔ جس شخص میں فیاضی اور علم تکبر کے ساتھ ہو اس سے یہ کہیں بہتر ہے کہ اس میں بخل اور جہل حلم کے ساتھ ہو۔
۱۸۔ عالم دانشمندی ہے جو حوارثِ روزگار سے ایسا ہی بے پرواہ ہو جیسے دریا اپنے میں کنکر پھینکے جانے سے ہوتا ہے۔
۱۹۔ ؟؟؟؟ نیکی کی مطالعہ سے علم کی، نیک رویے حُسن کی، نیک طریق سے ؟؟؟ ناپ تول سے غلہ کی، پھرنے سے گھوڑے کی، غور و پراجت سے ؟؟؟؟؟ کی اور سادہ لباس سے عورت کی حفاظت ہوتی ہے۔
۲۰۔ اسی طرح شہد کی مکھی پھول کو قائم رکھ کر اس میں سے صرف شہد لے لیا کرتی ہے۔
۲۱۔ ؟؟لازم ہے کہ رعایا کی حیثیت قائم رکھ کر ان سے محاصل وصول کرے۔

ہوشنگ

۱۔ انسان کی عقل کا اندازہ غصّے کی حالت میں لگانا چاہیے۔
۲۔ صاحب دانا کی صحبت تنہائی سے بہتر ہے اور بُرے ہمنشینوں کی صحبت سے تنہائی افضل ہے۔
۳۔ جو کوئی اپنے دوستوں کی ہر خطا پر عتاب کرے اس کے دشمن بہت ہوں گے۔
۴۔ تین چیزوں سے دنیا میں مشکل پیش آتی ہے بیماری، افلاس اور خوف۔
۵۔ تین چیزوں سے دنیا میں آرام سے گزرتی ہے، وجت بدن، تونگری اور ایمنی۔
۶۔ بادشاہ تین چیزوں کی عادت رکھے۔ احتیاط در عقوبات، شتاب در خیرات اور صبر در حادثات۔
۷۔ مہمانی کی تین قسمیں ہیں۔ اس کے سوائے تکلیف ہے پوری مہمانی یہ ہے کہ زر نقدائے امکان کے موافق دوسرے کے مکان پر بھیج دے تاکہ وہ اپنے ارادے کے مطابق خرچ کر سکے۔ نصف مہمانی یہ ہے کہ جنس خام لوازم بھیج دے تاکہ بھوک کے وقت جو کچھ اس کے مرغوب طبع ہو بنالے کے چوتھائی مہمانی یہ ہے کہ میزبان طعامِ پختہ کو مہمان کے گھر بھیج دے تاکہ گرم یا سرد اشتہا کی حالت میں کھالینا اس کے اختیار ہو جو کوئی اپنے مکان پر بُلا کر کھلا دے وہ کسی حساب میں نہیں۔
۸۔ آدمی کو چار چیزیں لازم ہیں۔ حصول معاش کے لیے نیک پیشہ اختیار کرنا جو کچھ بہم پہنچے اس کی حفاظت کرنا عقلکی رہنمائی میں مناسب موقعوں پر خرچ کرنا، اور بقدر توانائی خود کو محلاتِ خطر اور مواقع ہولناک سے بچانا۔
۹۔ منافق کی علامات چار چیزیں ہیں وعدہ خلافی، امانت میں خیانت، گالی دینا اور جھوٹی باتیں کہنا۔
۱۰۔ دنیا کی سختی چار چیزوں میں ہے جوانی میں مفلسی، سفر میں بیماری تنگدستی میں قرض اور بوقت رحلت کسی رفیق کا موجود نہ ہونا۔
۱۱۔ آٹھ چیزیں جہالت کی انتہا ہیں۔ بے موقع غصہ کرنا، غیر مستحق کو خیرات دینا کسی کو جھوٹی بات سے اپنے آپ کو رنج میں ڈالنا۔ دوست دشمن میں تمیز نہ کرنا، نااہل کو راز بتانا، بیوفاؤں کے ساتھ نیک گمان رکھنا۔ بے فائدہ زیادہ باتیں بنانا، اور ناآزمودہ سے کچھ امید رکھنا۔
۱۲۔ چھ شخص محسنوں کے احسان کی وقعت اور پرواہ نہیں کرتے۔
۱) فارغ التحصیل شاگرد اپنے استاد کی۔
۲) اہل و عیال والی اولاد اپنی ماں کی۔
۳) خواہشات نفسانی سے سیر آدمی عورت کی۔
۴) اہل غرض ایسے شخص کی جس سے غرض حاصل ہو گئی ہے۔
۵) طوفان سے بچا ہوا آدمی کشتی کی۔
۶) صحت کے بعد مریض طبیب کی۔
۱۳۔ دس ۱۰ خصلتیں تمام نیکیوں کا معدن ہیں۔ اول راہِ حق میں صدق۔ دوم خلق کے ساتھ انصاف، سوم اپنے نفس پر قہر۔ چہارم علماء کے ساتھ صحبت، پنجم پرندوں کی تعظیم، ششم چھوٹوں پر شفقت، ہفتم دوستوں کے ساتھ مواقف، ہشتم دشمنوں کے ساتھ حلم، نہم درویشوں کے ساتھ کرم، دہم جاہلوں کو نصیحت کرنا۔

حضرت غوث اعظمؒ

۱۔ اللہ اور رسولؐ کی محبت فقر و فاقہ سے ملی جلی ہوتی ہے۔
۲۔ جو شخص اپنے نفس کا معلم نہیں ہو سکتا، دوسرے کا کس طرح ہو گا۔
۳۔ جلوت میں خاموشی مردانگی نہیں، خلوت میں خاموش رہ۔
۴۔ اے عمل کرنے والے اخلاص پیدا کر ورنہ فضول مشقت ہے۔
۵۔ نعمت مجھے اپنا پابند نہ بنائے، کہ منعم سے غافل کر دے۔
۶۔ خدا کے دشمنوں کو راضی رکھنا عقل و دانش سے دور ہے۔
۷۔ بے ادب خالق و مخلوق دونوں کا معتوب ہے۔
۸۔ جس عمل میں تجھ کو حلاوت نہ آئے سمجھ لے کو وہ عمل ہی نہیں کیا۔
۹۔ شکستہ قبروں میں غور کرو کیسے کیسے حسینوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے۔
۱۰۔ بہت سے دولت مند اسیر حرص ہونے کہ وجہ سے مفلس، عریاں ہیں۔ حقیقی بہادر وہ ہے جو دیو حرص کو بچھاڑنے کے بعد متاع دنیا سے بے نیاز ہو جائے۔
۱۱۔ جو شخص آسودہ حال ہمسائے سے حسد کرتا ہے وہ قسام رزق کی حکمت کا منکر ہے۔
۱۲۔ اسے دیکھو جو دیکھتا ہے۔ اس سے محبت کرو جو تم سے محبت کرتا ہے، اس کی سنو جو تمہاری سنتا ہے، اپنا ہاتھ اسے دو جو تھامنے کے لیے تیار ہے۔
۱۳۔ گمنامی کو پسند کر کہ اس میں ناموری کی نسبت بڑا امن ہے۔
۱۴۔ شروع کرنا تیرا کام ہے اور تکمیل کرنا خدا کا۔
۱۵۔ ہماری نصیحت کرنے والے ہماری فلاح ہیں کہ ہمیں خراج دیتے ہیں یعنی اپنے تمام اعمال صالحہ ہمارے نام منتقل کرا دیتے ہیں۔
۱۶۔ تیرا کلام بتادے گا کہ تیرے دل میں کیا ہے۔
۱۷۔ کفرانِ نعمت اور خود ستائی قربِ حق کی ضد ہے۔
۱۸۔ تو اس وقت تک طالبِ صادق نہیں، جب تک تو اپنی خوراک میں اپنے ہمسایہ کو اپنے نفس پر ترجیح نہ دینے لگے۔
۱۹۔ تیرے سب سے بڑے دشمن تیرے بُرے ہم نشین ہیں۔
۲۰۔ جس نے مخلوق سے کچھ مانگا وہ خالق کے دروازے سے اندھا ہے۔
۲۱۔ دنیا کی محبت سے خاصانِ خدا کو پہنچاننے والی آنکھ اندھی رہتی ہے۔
۲۲۔ تو نفس کی تمنا پوری کرنے میں مصروف ہے اور وہ تجھے برباد کرنے میں۔
۲۳۔ بدگمانی تمام فائدوں کو بند کر دیتی ہے۔
۲۴۔ جسے کوئی ایذا نہ پہنچے، اس میں کوئی خوبی نہیں ہے۔
۲۵۔ اوروں پر ہر دم نیک گمان رکھ اور اپنے نفس پر بدظن رہ۔
۲۶۔ مستحق سائل خدا کا ہدیہ ہے جو بندے کی طرف بھیجا جاتا ہے۔
۲۷۔ گمنامی کو پسند کر۔ کہ اس میں ناموری کی نسبت بڑا امن ہے۔
۲۸۔ تو کوشش کر۔ کہ گفتگو ابتداء تیری طرف سے نہ ہوا کرے اور تیرا کلام جواب بنا کرے۔
۲۹۔ بجائے اپنی اور اپنے بچوں کی ضروریات کے گھر سے باہر مت نکلو۔

حضرت عثمان غنیؓ

۱۔ عیال دار کے اعمال مجاہدین کے اعمال کے ساتھ آسمان پر جاتے ہیں۔
۲۔ حقیر سے حقیر پیشہ ہاتھ پھیلانے سے بدرجہ بہتر ہے۔
۳۔ تعجب ہے اس پر جو موت کو حق جانتا ہے اور پھر ہنستا ہے۔
تعجب ہے اس پر جو دنیا کو فانی جانتا ہے اور پھر اس کی رغبت رکھتا ہے۔
تعجب ہے اس پر جو تقدیر کو پہنچانتا ہے اور جانے والی چیز کا غم کرتا ہے۔
تعجب ہے اس پر جو حساب کو حق مانتا ہے اور پھر مال جمع کرتا ہے۔
تعجب ہے اس پر جو دوزخ کو حق مانتا ہے اور پھر گناہ کرتا ہے۔
تعجب ہے اس پر جو اللہ تعالیٰ کو حق مانتا ہے اور پھر غیروں کا ذکر کرتا ہے اور ان پھر بھروسہ کرتا ہے۔
تعجب ہے اس پر جو جنت پر ایمان رکھتا ہے اور پھر دنیا کے ساتھ آرام پکڑتا ہے۔
تعجب ہے اس پر جو شیطان کو دشمن جانتا ہے اور پھر اس کی اطاعت کرتا ہے۔
۴۔ علم کی باتیں سُن کر جو ان پر عمل کرتا ہے اس کے دل میں علم کا نور ظاہر ہوتا ہے۔
۵۔ گناہ کا ترک، توبہ کی تکلیف سے آسان ہے۔
۶۔ تونگروں کے ساتھ عالموں اور زاہدوں کی دوستی ریاکاری کی دلیل ہے۔
۷۔ اگر آنکھیں روشن ہیں تو ہر روز، روز حشر ہے۔
۸۔ زبان کی لغزش، قدموں کے لغزش سے زیادہ خطرناک ہے۔
۹۔ دنیا جس کے لیے قید ہے قبر اس کے لیے آرام گاہ ہے۔
۱۰۔ بعض اوقات جرم معاف کرنا، مجرم کو زیادہ خطرناک بنا دیتا ہے۔
۱۱۔ خاموشی غصے کا بہترین علاج ہے۔
۱۲۔ عقل مند کہتا ہے میں کچھ نہیں جانتا لیکن بے وقوف کہتا ہے میں سب کچھ جانتا ہوں۔
۱۳۔ لوگ تمہارے عیبوں کے جاسوس ہیں۔
۱۴۔ مسلمان کی ذلت اپنے مذہب سے غافل بن جانے میں ہے نہ کہ بے زر ہونے سے۔
۱۵۔ حاجت مند غریب کا تمہارے پاس آنا خدائے پاک کا انعام ہے۔
۱۶۔ نعمت کا نامناسب جگہ خرچ کیا جانا ناشکری ہے۔
۱۷۔ دنیا وہ ہر کام ہے جس سے آخرت مقصود نہ ہو۔
۱۸۔ محب اللہ کو تنہائی محبوب ہوتی ہے۔
۱۹۔ مت رکھ امید کسی سے مگر اپنے رب سے اور مت ڈر کسی سے مگر اپنے گناہ سے۔
۲۰۔ اے انسان خدا تعالیٰ نے تجھے اپنے لیے پیدا کیا ہے اور تو دوسروں کا ہونا چاہتا ہے۔
۲۱۔ جو اپنی جوتی آپ گانٹھ لیتا ہے، غلام کی عیادت کرتا ہے اپنے کپڑے دھو لیتا ہے اور ان میں پیوند لگا لیتا ہے وہ غرور اور تکبر سے پاک اور بری ہے۔
۲۲۔ اس نے خدا تعالیٰ کا حق نہیں جانا جس نے لوگوں کا حق نہیں پہچانا۔
۲۳۔ لوگوں کو جس طرح چاہے آزما دیکھ، سانپ، بچھوؤں سے کم نہ پائے گا۔
۲۴۔ جس نے دنیا کو جس قدر پہچانا اسی قدر اس سے بے رغبت ہو۔

اللہ کے ولی کی مزار سے آواز آئی

دُعا مجھے دینے مزار پر آجا، دُعا دوا بھی لیتے جاؤ
دُکھ کی دوائی، درد کی دُعا لیتے جاؤ
دیا دماغ کا کیسے، رواں دواں دِیا جلاتے جاؤ
درد ہی کو داروں، بنے درد لیتے جاؤ
دنیا دولت سے دھوکہ ہی دے، دُعا کے بدلے داروں لیتے جاؤ
دابہ دبدبہ کو دفن کا فن لیتے جاؤ
تجھے ملے تو دان ہے بن کر، خود دان کسی کو دیتے جاؤ
دولت دنیا دان کو تو، داتا کے دیئے ہوئے میں سے کسی دیتے جاؤ
اس دنیا کے وہاں درست کے دوست بن کر، دستر از ہوتے جاؤ
دو دفعہ نہ آسکو گے دنیا میں تم، دنیا دین کے ایک دفعہ ہی بنتے جاؤ
شاکر ہرد ہی دعا درویش کی اور پھر توں کیا لیکر جاؤ
دانہ اس دنیا میں کچھ اور دن، دفن سے پہلے دفن ہوتے جاؤ
نہ ہی آنا اگر کچھ اگر لے کر نہ آؤ گے
عاجزی لے کر آؤ عضا تندرست لے کر جاؤ۔

توں اگر

جیسے تو منگتا پیسے، ایسے مانگ اللہ سے، پھر رنگ دیکھ کیسے کیسے
جیسے تو منگتا مدد، ایسے مانگے اللہ سے، پھر رنگ دیکھ کیسے کیسے
جیسے تو منگتا حصّے کا، ایسے مانگے اللہ سے، پھر رنگ دیکھ کیسے کیسے
جیسے تو منگتا ویسے کا، ایسے مانگے اللہ سے، پھر رنگ دیکھ کیسے کیسے
جیسے تو منگتا پرائے قصے کا، سنتا ایسے سُن اللہ سے، پھر رنگ دیکھ کیسے کیسے

عباسی خلیفہ مامون الرشید

۱۔ اپنی زبان سے اپنی تعریف کرنا اپنی طرف سے لوگوں کا خیال خراب کرنا ہے۔
۲۔ خوشامدی شخص برائیوں اور بھلائیوں دونوں کو پسندیدہ بتلائے گا۔
۳۔ مال جمع کرنا آسان، لیکن اس کی نگہداشت کرنا دشوار ہے۔
۴۔ عاقبت اندیشی کو طلب مال پر مقدم رکھو۔
۵۔ کونسا امر قبیح ہے؟ کہنا اور نہ کرنا۔
۶۔ کونسا امر جمیل ہے، کم کہنا اور زیادہ کرنا۔
۷۔ کمینوں کے جواب کے واسطے حلم ایک شکر ہے۔
۸۔ اپنے کاموں کی بنیاد محبت و آشتی پر رکھ، نہ کہ قہر و غضب پر۔
۹۔ ایسے فائدے سے درگزر کر جو دوسروں کے نقصان کا باعث ہو۔
۱۰۔ ایسی راستی سے جو کسی فائدہ نہ پہنچائے اور لوگوں کا دل دکھائے۔ پرہیز کر۔
۱۱۔ اپنے تھوڑے کو دوسروں کے زیادہ سے بہتر جان۔
۱۲۔ جب غصہ تجھ پر غالب پائے تو خاموشی اختیار کر۔
۱۳۔ شریں کلام اور خوش خلق کے ساتھ محبت واجب ہو سکتی ہے۔
۱۴۔ گناہ اس قدر کم کر کہ ان کی عقوبت کی تاب لاسکے۔
۱۵۔ اطاعت باری تعالیٰ اتنی زیادہ کر جتنی کہ تجھے اس کے ساتھ احتیاج ہے۔
۱۶۔ زیردستوں پر اس قدر کم جفا کر کہ اگر روزگار ان کو تجھ سے زبردست بنادے تو ان کے انتقام کی تاب لاسکے۔

حضرت معروف کرخیؒ

۱۔ بغیر عمل کئے بہشت کی آرزو کرنا گناہ ہے۔
۲۔ دولت کے بھوکے کو کبھی حقیقی راحت نہیں ہو سکتی۔
۳۔ ایسی بات میں گفتگو کرنا جس میں کسی کا فائدہ نہ ہو، علامت ضلالت و گمراہی ہے۔
۴۔ جس طرح برائی سننے کو ناپسند کرتا ہے، اسی طرح اپنے آپ کو مداح سرائی سے بچا۔
۵۔ اگر صاحب بدعت کو دیکھو کہ ہوا پر چلتا ہے تو بھی اس کو قبول نہ کرو۔
۶۔ آنکھ سب کی طرف سے بند کرے، خصوصاً بُری نگاہ سے کبھی نہ دیکھو۔
۷۔ محبت ایک ایسی چیز ہے جو سیکھنے کے اور کسی کے بتانے کی نہیں ہے۔
۸۔ شرک ظاہر بتوں کی پرستش اور شرک باطن مخلوق پر بھروسہ رکھتا ہے۔
۹۔ شیطان کو سب سے پیارا بخیل مسلمان اور ناپسند گناہ گار سخی ہے۔
۱۰۔ پوچھا گیا کہ مصائب دنیا کی کیا دوا ہے؟ فرمایا خلق سے دور اور خُلق سے نزدیک بنائے۔
۱۱۔ عورت طالب حق کا مرشد اُس کا شوہر ہے، اگرچہ اس کا شوہر خود طالبِ حق نہ ہی ہو۔
۱۲۔ کسی بزرگ سے کسی قسم کا گناہ سرزد ہو جانا اس کو مباح نہیں کر دیتا۔
۱۳۔ علم نر ہے اور عمل مادہ، دین دنیا کے کام ان کے ملنے سے ہیں۔
۱۴۔ اعتقاد سالم نہ ہو تو عبادت بھی بیکار ہے۔
۱۵۔ امیروں کی صحبت کے نقصانات احاطہ تحریر سے باہر ہیں نہ بچو بچو۔

علامہ عنایت اللہ مشرقی

۱۔ عبادت کا منشاء یہ ہے کہ تم اللہ کے غلام بن جاؤ اس کے احکام پر شب و روز عمل کرو۔ میدان میں کٹ مرو مگر پیٹھ نہ دکھاؤ۔ اور فرقہ بندی چھوڑ کر سیسہ پلائی دیوار بن جاؤ۔
۲۔ یہ دنیا دارالعمل ہے۔ یہاں صرف عمل کا صلہ ملتا ہے۔ اللہ عقائد، لباس، رنگ اور نسل کو نہیں دیکھتا بلکہ اعمال کو دیکھتا ہے۔
۳۔ دنیا کی تمام تاریخ اصلاح و انقلاب میں جب کبھی کسی قوم کا عروج ہوا۔ فرد واحد کے ذریعہ ہوا۔ فرد واحد اپنے ضمیر کی آواز کا پابند ہے۔ نتائج کا انتظار اس کو مضطرب رکھتا ہے اور اس کا ہر عمل منزل کی طرف ایک قدم ہے۔
۴۔ ترقی کا راز لگاتار عمل اور تکرار عمل میں پوشیدہ ہے۔
۵۔ ہمارے قومی زوال کا سب سے بڑا سبب فرقہ بندی ہے اور اس روگ کا آخری اور قطعی علاج خاموشی ہے۔ بحث و تکرار ہے اور مناظرہ نہیں۔
۶۔ ہمارا سب سے بڑا ہتھیار محبت کا زیر ہے۔ خلق مشین گن ہے۔ اور یہی وہ ہتھیار ہے جن کا وار کبھی خالی نہیں جاتا۔
۷۔ بے نیازانہ تقدیم فتح کی دلیل ہے۔
۸۔ جس قوم کا آسمان جھک کر زمین سے آملے اور عمل کے ستارے اس کے گنبذ پر چمکیں تو وہ قوم چشم زدن میں درست ہو جائے گی۔
۹۔ قوم کے ہر فرد میں ہمت، طاقت چستی، ولولہ، حوصلہ بھر دو تو زوال پذیر قوم بھی زندگی ہو سکتی ہے۔

خواجہ معین الدین چشتیؒ

۱۔ اللہ خیر مجسم ہے اور اس کی تقدیرات ہم خیر۔
۲۔ اگر عشق خرد کا رہبر نہ ہو تو وہ کبھی منزل کو نہیں پا سکتی۔
۳۔ دیر و حرم کی امتیازات سطحی ہیں۔
۴۔ کائنات کی کثرت سے فریب کھاؤ۔
۵۔ خدا اور انسان کے درمیاں ایک ہی حجاب حائل ہے جس کا نام نفس ہے۔
۶۔ کائنات میں صرف ایک چیز موجود ہے یعنی نور خدا اور تمام غیر موجود۔
۷۔ عارف ایک قدم اٹھا کر عرش پر پہنچ جاتا ہے اور دوسرا اٹھا کر واپس آجاتا ہے۔
۸۔ والدین کے چہروں پر محبت سے نظر کرنا بھی خدا کی خوشنودی کا موجب ہے۔
۹۔ نوجوانو! اگر تم اپنی قوتوں کو فضول کاموں میں ضائع کرو گے تو بعد میں ہمیشہ افسوس کرو گے۔
۱۰۔ یقین محکم، اتحاد اور تنظیم کے اصولوں کو اپنا لیجیے آپ دنیا میں معتبر بن جائیں گے۔
۱۱۔ دشمن کو دل کی مہربانی اور احسان سے جیتو اور دوست کو نیک سلوک سے۔
۱۲۔ دانا دنیا کا دشمن اور خدا کا دوست ہے۔
۱۳۔ دانا وہ ہے جو سوائے ذکر حق کے کسی کو دوست نہ رکھتا ہو۔

حکیم محمد سعید (ہمدرد)

۱۔ علم کی محبت اور استاد کی عزت کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔
۲۔ علم ایک ایسا سمندر ہے جس میں چھلانگ لگانے کے بعد ہی اس کی وسعت و عظمت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔
۳۔ دنیا میں سب سے اچھے کام دو ہیں۔ ایک تو اخلاق و کردار کی اصلاح دوسرے علم کی روشنی پھیلانا۔
۴۔ ایک بار جب کوئی حصولِ علم میں ابتداء کر دیتا ہے تو اس پر اپنی جہالت کے پہلو روشن ہو جاتے ہیں۔ اور یہی احساس جہالت ہے جو علم کی طرف لے جاتا ہے۔
۵۔ سچ بات بولنے کے عادت ڈالو چاہے وہ کتنی ہی کڑوی ہو۔ سچ سننے کی عادت ڈالو چاہے وہ تمہارے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔
۶۔ دوست ہی نہیں، اگر کوئی دشمن بھی اچھا کام کرے تو اس کی تعریف کیجیے۔
۷۔ ہمیں چاہیے کہ ہم دوسروں کے جذبات واحساسات کا خاص خیال رکھیں اور کسی وقت منہ سے کوئی ایسی بات نہ نکالیں جس سے دوسروں کا دل دُکھے۔
۸۔ کتابیں ہمیں نہ صرف زندگی کی سیر کراتی ہیں بلکہ گزری ہوئی باتیں بھی بتاتی ہیں۔
۹۔ محنت کرنے والا کبھی پریشان نہیں ہوتا۔ اور سست آدمی کبھی خوش نہیں رہتا۔

راجرس بیکن

۱۔ جو شخص دولت کے استعمال سے ڈرتا ہے وہ دولت پانے کا مستحق نہیں۔
۲۔ خاموش رہو یا ایسی بات کہو جو خاموشی سے بہتر ہو۔
۳۔ کامیابی صرف ایک بار دروازہ کھٹکھٹاتی ہے لیکن مصیبت ایک دن رات میں کئی بار دستک دیتی ہے۔
۴۔ انتقام نہ لینے سے انسان دشمن سے کہیں بہتر ہے۔
۵۔ امید کا دوسرا نام غریبوں کی قوت ہے۔
۶۔ علم سے انسان کی وحشت دور ہوتی ہے۔
۷۔ پیٹ کی سازش بہت بُری ہے۔
۸۔ اگر کوئی شخص فراغت اور اطمینان سے زندگی بسر کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنا خرچ آمدنی سے نصف رکھے اور اگر دولتمند بننے کی خواہش ہے تو اس کا خرچ ایک تہائی ہونا چاہیے۔
۹۔ کند چاقو انگلی کاٹتا ہے قلم نہیں کاٹتا۔
۱۰۔ دولت کی زیادتی نوجوانی کی تباہی ہے۔
۱۱۔ والدین کا بچوں کو خرچ سے تنگ رکھنا سخت غلطی ہے۔ کیونکہ اس سے وہ کمینہ بنتے، مکر سیکھتے، بُری صحبت اختیار کرتے اور آخر دولت کا منہ دیکھتے ہی کھاؤ اور اڑاؤ ہو جاتے ہیں۔
۱۲۔ اس شخص سے بچو جو اپنی برائیاں لوگوں میں بڑے فخر کے ساتھ بیان کرتا ہے۔

بابا فرید الدین گنج شکرؒ

۱۔ طمانت قلب چاہتے ہو تو حسد سے دور رہو۔
۲۔ خودی کی تکمیل اس عبادت سے کرنی چاہیے جس میں ظاہر اور باطل دونوں سر بسجود ہوں۔
۳۔ درویش وہ ہے جو زبان، آنکھ اور کانوں کو بند رکھے یعنی بری بات نہ سنے، نہ کہے اور نہ دیکھے۔
۴۔ جسے لوگ مصیبت کہتے ہیں اسے محبوب کی طرف سے ایک عطیہ سمجھو۔ محبت کا تقاضا یہی ہے۔
۵۔ وہی دل حکمت و دانش کا مخزن بن سکتا ہے جو دنیا کی محبت سے خالی ہو۔
۶۔ بھوکے کو کھانا اور حاجت مند کی حاجت روائی کرنا دشمن کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اچھے نفس کی زینت ہے۔
۷۔ جدوجہد کا دامن مت چھوڑو، اور ہر وقت کوشش کیا کرو۔ ایک دن کامیابی سے ہمکنار ہو گے۔
۸۔ اندازے اور قیاس پر بات نہ کیا کرو۔ اس طرح انسان نفرت، غلط فہمی اور جھوٹ پھیلانے کا باعث بنتا ہے اور اندازے اکثر غلط ہوتے ہیں۔
۹۔ دشمن کو مہربانی اور احسان سے جیتو اور دوست کو نیک سلوک سے۔
۱۰۔ جب تم پر کوئی مصیبت آن پڑے تو اسے اپنے گناہوں کی سزا جان کر اللہ پاک سے ڈرو اور اپنے لیے اللہ سے رحم طلب کرو۔

ٹینی سن

۱۔ جس شے کا وجود نہیں، اسے ہم اعتماد سے پیدا نہیں کر سکتے۔
۲۔ ہر لمحہ انسان زندہ مر جاتا ہے، اور مردہ زندہ ہو جاتا ہے یہ موت و پیدائش کے احساس و عمل کا محتاج ہے۔
۳۔ خود اعتمادی، خود شناسائی اور خود ضبطی، صرف یہ تین چیزیں انسانی زندگی کا حل بنا دیتی ہیں۔
۴۔ ایک ذہین شخص کبھی بھی رکیک بات نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کا عمل اور قول کا پرتو ہوتا ہے۔
۵۔ تلوار کا جوہر مردے کے دل اور ہاتھ کی صفائی میں چھپا ہوا ہے۔
۶۔ ایک خوش مزاج شخص وہ ہے جو دوسروں کو خوش مزاجی عطا کرے۔
۷۔ ایک شریفانہ جواب تحمل اور خاموشی ہے۔
۸۔ میں قوت آزادی مضبوط رکھنے والے کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔
۹۔ میں اپنی بیوی کی ذکاوتِ طبع پر فخر و مباہات کرتا ہوں اور اپنے آپ کو تمام لوگوں کے مقابلے میں زیادہ خوش نصیب تصور کرتا ہوں۔

حضرت یحیٰ معاذالرازیؒ

۱۔ جو شخص عبرت نہیں قبول کرتا وہ معائنہ سے بھی نصیحت نہیں حاصل کرتا اور جو شخص عبرت پذیر ہونے والا ہے وہ معائنہ ہی کی سبب نصیحت سے بے پرواہ ہے۔
۲۔ عاقل کی دنیا طلبی جاہل کے ترک دنیا سے بہتر ہے۔
۳۔ مالدار کے ساتھ تکبر کرنا عاجزوں کے ساتھ عجز کرنے کے مترادف ہے۔
۴۔ مصیبت خوش خلقی کے مقابلے میں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔
۵۔ جو سوچے بغیر بات کرے پشیمان ہوتا ہے جو سوچنے کے بعد کہنے سلامت رہتا ہے۔
۶۔ دنیا خواب ہے، اور آخرت بیداری۔ اگر انسان خواب میں روئے تو بیداری میں ہنستا ہے پس تم دنیا میں خوف الٰہی سے رونا اختیار کرو تا کہ آخرت میں ہنسو۔
۷۔ روپے پیسے بچھو ہیں جب تک ان کا منتر یاد نہ ہو ہاتھ مت ڈالو۔ ورنہ زہر سے ہلاک ہو جاؤ گے یہ ہے کہ ان کا دخل حلال سے ہو اور خرچ حق ہے۔
۸۔ ولی یعنی خدا کا دوست منافقت نہیں کرتا جس کا ظاہر کچھ اور ہو، باطن کچھ اور ہو، اس کے دوست کم ہوتے ہیں۔
۹۔ پناہ مانگتا ہوں اس زاہد سے جو اپنے معدے کو دولت مندوں کے کھانوں سے خراب کرے۔
۱۰۔ جتنا تم خدا سے ڈرو گے اتنا ہی لوگ تم سے ڈریں گے جتنا تم خدا کے دوست بنو گے اتنا ہی لوگ تمہیں دوست بنائیں گے جتنا تم خدا کے کام میں مشغول رہو گے، لوگ تمہارے کاروبار میں مشغول رہیں گے۔
۱۱۔ توبہ کے بعد ایک گناہ بدتر ہے بنسبت ستر گناہوں کے جو توبہ سے پہلے ہوں۔

فیثاغورث

۱۔ دوستوں کے مال میں تمام دوست شریک ہیں۔
۲۔ دوستی میں شبہ زہر ہے۔
۳۔ احساس دعوت عمل ہے، اور عمل حقیر راہ ہے، جو عامل کو منزل مقصود سے مزید روشناس کر دیتا ہے۔
۴۔ مرد کا امتحان عورت سے، عورت کا روپے سے ہوتا ہے۔
۵۔ اس بات کی کوشش کر کہ افعال ناکردنی کا خیال کبھی تیرے دل میں نہ گزرے۔
۶۔ تقدیر بہت کم تدبیر کا ساتھ دیتی ہے۔
۷۔ خدا کے نزدیک افعال حکما معتبر ہیں نہ کہ اقوال۔
۸۔ جن راز کو تو دشمن سے چھپانا چاہتا ہے اس کو دوست سے بھی ظاہر نہ کر۔
۹۔ اشیائے نفس میں سب سے زیادہ منافع بخش جلیل القدر سخن ہے اگر اس قوت نہ ہو تو کہنے والے سے سننا چاہیے۔
۱۰۔ وہی کام کرو، جو تمہیں کرنا چاہیئے نہ کہ وہ جسے تمہارا دل چاہے۔
۱۱۔ ایک کارآمد چیز کے مقابلے میں بہت سے ناکارہ دوست نہ بناؤ۔
۱۲۔ اچھی کتاب سے اچھا کوئی دوست نہیں۔ آج کے لیے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے۔
۱۳۔ جو شخص تمہارے عیبوں سے تمہیں مطلع کرے وہ اس سے بہتر ہے جو غلط تعریف کر کے تمہارا دماغ بگاڑ دے۔
۱۴۔ تمام اعضائے جسمانی میں زبان سب سے بڑی نافرمان ہے۔

ہربرٹ اسپنسر

۱۔ جو خوب غور و فکر کرتا ہے وہ پیش گوئی کر سکتا ہے۔
۲۔ صحت کے قوانین کی خلاف ورزی جسمانی گناہ ہے۔
۳۔ عورت کا دل اس کے دماغ پر حکومت کرتا ہے۔
۴۔ اعلیٰ چال چلن میں عموماً قوتِ ارادی کی کوتاہی سے کمی واقع ہوتی ہے نہ کہ بے عملی سے۔
۵۔ جس کو ماں باپ ادب نہیں سکھاتے اسے زمانہ سکھاتا ہے۔
۶۔ بیکار لوگوں کے دلوں میں شیطان فوراً دروازہ کھول دیتا ہے۔
۷۔ جہاں دوا کی ضرورت ہو وہاں آہ و نالہ کام نہیں کرتا۔
۸۔ بڑے آدمیوں کا مانگنا حکم ہوتا ہے۔
۹۔ امن چاہتے ہو تو کان اور آنکھ استعمال کرو، لیکن زبان بند رکھو۔
۱۰۔ دنیا میں سب سے مشکل کام اپنی اصلاح اور سب سے سہل درویش پر نکتہ چینی۔
۱۱۔ جو شخص وقت کی قدر نہیں کرتا وہ کوئی اقتدار بھی حاصل نہیں کر سکتا۔
۱۲۔ تجربہ انسان کا بہترین معلم ہے اور زندگی کی ٹھوکریں اس کا ذریعہ تعلیم ہیں۔
۱۳۔ دولت، ایمانداری، احتیاط، صبر، وقت کی پابندی اور منشی اشیاء سے پرہیز کیے بغیر نہیں آتی۔ اگر اتفاقیہ آ جائے تو عرصہ تک نہیں ٹھہر سکتی۔
۱۴۔ معلوماتِ کے بڑھانے اور آزمودہ کاروں کے تجربات حاصل کرنے کے لیے ہر دم کوشاں رہو۔

حضرت یُوسف اسباطؒ

۱۔ دنیا دریا ہے اور آخرت کنارہ کشتی تقویٰ ہے اور لوگ مسافر۔
۲۔ سب سے بڑا اور بہتر کام وہ ہے جو علم کے ساتھ وابستہ ہو۔
۳۔ توبہ کے دس مقام ہیں جاہلوں سے دور رہنا، باطل چیزوں کو ترک کرنا، متکبروں سے منہ پھیرنا، خواہشوں سے گزرنا، نیکیوں کی طرف لپکنا، اُن کے بجائے نیک اعمال کو اختیار کرنا۔ کسی کا حق چھینا ہوا اُسے ادا کرنا، حصولِ مال و ثواب کی جستجو میں رہنا اور جب قبضے میں کرائے تو محتاجوں میں تقسیم کرنا۔
۴۔ حیا کی بہت سی علامات ہیں۔ منجملہ بات کرنے سے پہلے اس کا وزن کرنا ہے۔ تا کہ ایسا کلمہ منہ سے نہ نکل جائے جس پر خجالت اٹھانی پڑے ایسے کام کرنے سے پرہیز کرو۔ جس پر عذر خواہی کی نوبت پہنچے ایسی حالت میں مبتلا ہونے سے بچنا جس میں شرمندگی واقع ہو۔ اور آنکھ، زبان، کان، پیٹ اور دیگر اعضاء کی حفاظت کرنا تا کہ بے پروائی سے رسوائی نہ ہو۔
۵۔ تھوڑے کاموں میں نیت خالص ہو تو اس کا اجر بہت سے اچھے کاموں کے برابر ہے اور تھوڑے سی تواضع کا بدلہ بہت سے نیک اعمال کی تحقیق کرنے کے مساوی ہے۔
۶۔ اصل سیاست اور صحیح تدبر کم کھانا، کم بولنا اور کم سونا ہے اور بے جا خواہشوں کا ترک کرنا ہے۔
۷۔ اوپر لہو اس کا ادب بجا لاؤ اگر اپنے متعلق کسی سے خطا دیکھو تو تحمل کرو جو تمہیں نیک بدلہ پہنچے اس پر شکر کہو، غصے کو ضبط کرو جہاں کہیں ہو خدا کی طرف دھیان رکھو اور دولتمند کے ساتھ تکبر کرو۔

ڈاکٹر سموئیل جانسن

۱۔ انسان کا کردار اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کس شے سے خوش ہوتا ہے۔
۲۔ بدترین جھوٹ وہ ہے جس میں کچھ سچ بھی شامل ہو۔
۳۔ اچھی چیز کی بنسبت اس کے استعمال میں خوبی ہے۔
۴۔ سب سے زیادہ بہادر وہ ہے جو رذیل کام کرنے سے ڈرے۔
۵۔ کامیابی انہی لوگوں کو ملتی ہے جو کامیابی پر ایمان رکھتے ہیں۔
۶۔ خوبصورت عورت دیکھنے سے آنکھ، لیکن نیک دل عورت دیکھنے سے دل خوش ہوتا ہے۔
۷۔ شادی سے یہ غرض نہیں کہ ایک دوسرے کے جسم پر حکومت ہو۔ بلکہ یہ کہ ایک کی کمی دوسرے سے پوری ہو۔
۸۔ مشکل ایسا عذر ہے جسے تاریخ کبھی تسلیم نہیں کرتی۔
۹۔ کسی اہل قلم نے بھی حصولِ دولت کے علاوہ کسی اور مقصد کے پیش نظر کچھ نہیں لکھا۔
۱۰۔ مصیبت اس حالت کا نام ہے جس میں انسان اپنے مداحوں سے نجات پاکر خود کو پہچانتا ہے۔

ماوزے تنگ

۱۔ کسی مسئلے کو زیر بحث لاتے ہوئے وہ وقت مجرد تعریفوں کے بجائے امور پر اعتماد کرنا ہے۔
۲۔ ہمیں مسائل کو ایک ہی نکتہ نظر کی بجائے مختلف پہلوؤں سے دیکھنا چاہیے۔
۳۔ کسی ترقی کی بنیاد، خارجی نہیں بلکہ داخلی ہوتی ہے۔
۴۔ علم عمل سے حاصل ہوتا ہے اور نظریاتی علم جو عمل کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔ اسے دوبارہ عمل میں آنا چاہیے۔
۵۔ اس طرح کے پھولوں کو اپنی بہار دکھانے دو۔ سو طرح کے افکار کو مقابلہ کردو۔
۶۔ خوشبو وہی حاوی ہوگی جو بہتر ہے۔ رنگ وہی غالب آئے گا جو حقیقی ہے۔ خواہ عالم فطرت ہو، انسانی معاشرہ ہو، انسانی فکر ہو، اجداد کے درمیان ایک وقت وحدت بھی ہوتی ہے اور کشمکش بھی اور یہی چیز ہے جو اشیاء کو حرکت میں تبدیل کی طرف بڑھاتی ہے۔
۷۔ دانشوروں اور نوجوان طالب علموں کو ہر زو کی محنت سے مطالعہ کرنا چاہیے ایسا نہیں تو ایسے ہی ہے جیسے کہ جسم میں کوئی روح نہیں۔
۸۔ جب ہم عقیدہ پرستی پر تنقید کریں تو اس کے ساتھ ہی ساتھ ہمیں ترمیم پر بھی تنقید کرنا چاہیئے۔
۹۔ اقوال اور اعمال سے ہمارے ملک کی مختلف قوموں کی اقوام میں پھوٹ نہیں ہونی چاہیے بلکہ انہیں معتمد ہونے میں مدد ملنی چاہیے۔

ملٹن

۱۔ امن کی فتح جنگی فتوحات سے کم اہم نہیں۔
۲۔ پرانا تجربہ نئی تعمیر کی بنیاد ہوتا ہے۔
۳۔ مسرتیں وہیں پروان چڑھتی ہیں جہاں اعتماد کے بیج کی آبیاری ہو۔
۴۔ عظیم بات کمزوروں کو بخش دینا ہے۔
۵۔ وہ دوزخ جس میں قاعدہ مساوات ہو اس جنت سے بہتر ہے جس میں تفریق درجات ہوں۔
۶۔ چند عورتیں ہی رونا شروع کردیں تو ان کے آنسو روکنے سے آسان سمندر کے غضب کے طوفان کے آگے بند باندھ لینا ہے۔
۷۔ طاقت سے دشمن پر فتح کرنا نامکمل فتح ہے۔
۸۔ وقت تیزی سے بھاگتا ہے اور سنہرا موقع پھر کبھی ہاتھ نہیں آتا۔
۹۔ پہلے گناہ پُرلطف معلوم ہوتا ہے پھر وہ آسان ہو جاتا ہے۔ پھر اس سے مسرت ہونے لگتی ہے پھر وہ بار بار کیا جاتا ہے پھر وہ فطرت بن جاتا ہے پھر آدمی گستاخ بن جاتا ہے اور کبھی نہ پھرنے کا تہیہ کرلیتا ہے اور پھر وہ تباہ ہو جاتا ہے۔
۱۰۔ اچھی کتاب زندگی کا بہترین سرمایہ ہے۔
۱۱۔ موت وہ سونے کی چابی ہے جو جاودان نامی محل کا دروازہ کھول دیت ہے۔
۱۲۔ جو مصیبت کا بوجھ اٹھائے وہی کامیاب زندگی کا مالک ہوگا۔

سنیکا

۱۔ انتقام ایک غیر انسانی لفظ ہے۔
۲۔ جو شخص کسی دوسرے شخص سے فائدہ اٹھاتے وقت اس کا شکریہ ادا کردیتا ہے وہ قرضے کی پہلی قسط ادا کردیتا ہے۔
۳۔ ان لوگوں سے عبرت کا سبق لو جو اوروں کے حالت سے عبرت نہیں حاصل کرتے۔
۴۔ جو شخص بوالہوسی اور لذت نفسانی میں مبتلا نہیں وہ افلاس کو مصیبت نہیں سمجھتا اور جو بندہ شکم نہیں، اس کو مفلسی کا کوئی خوف نہیں۔
۵۔ میں لوگوں سے ملتا رہتا نتیجتاً مجھ میں رحم اور شفقت کا عنصر کم ہو گیا ہے۔
۶۔ انسان جب پیدا ہوتا ہے تو اس کے لیے تھوڑا سا دودھ اور فلالین کا ایک ٹکڑا کافی ہوتا ہے لیکن جوں جوں وہ آگے بڑھتا ہے دنیا کی وسعتوں کو تنگ محسوس کرتا ہے حتیٰ کہ ہفت اقلیم حاصل ہونے پر بھی قناعت نہیں کرتا۔
۷۔ تم مطالعہ اس لیے کرو کہ دل و دماغ کو عمدہ خیالات سے معمور کرو نہ اس طمع سے کہ تھیلیوں کو روپیوں سے بھرپور کرو۔
۸۔ اگر خدا برائی کا دیکھنے والا اور اس کی سزا دینے والا نہ بھی ہوتا تو بھی شریف و معزز انسان برائی کو کمینہ پن سمجھ کر ہرگز افعالِ رذیلہ کا مرتکب نہ ہوتا۔

حضرت امام شافعیؒ

۱۔ عالم جہل کو جہالت سمجھتا ہے اور جاہل علم کو۔
۲۔ سب سے زیادہ جاہل وہ ہے جو گناہ سے باخبر ہوتے ہوئے بھی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔
۳۔ دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا آدمی ہو جو بلند منصب پر ہو کر مست، خواہشات کے پیچھے چل کر درندہ اور بدکاروں سے مل کر نادم نہ ہوا ہو۔
۴۔ اگر اہل کو علم نہ سکھایا جائے تو ظلم ہے اور اگر نااہل کو تعلیم دی جائے تو علم کا حق ضائع کرنا ہے۔
۵۔ زندگی ہمیں اس لیے عطا کی گئی ہے کہ ہم اسے ان اشغال میں صرف کر دیں جو ہمیں موت کے وقت اس دنیا ہی میں چھوڑنے پڑیں گے۔
۶۔ جب کام زیادہ ہوں تو سب سے پہلے اس کام کو ہاتھ میں لو جو سب سے اہم ہو۔
۷۔ دل زبان کی کھیتی ہے اُس میں اچھی تخم ریزی کرو۔ اگر سارے دانے نہ اُگ سکیں تو کچھ تو ضرور اُگ جائیں گے۔

حضرت خواجہ حسن بصریؒ

۱۔ جھوٹا سب سے پہلے اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے۔
۲۔ نفس سے بڑھ کر دنیا میں مضر اور بد لغام کوئی جانور نہیں۔
۳۔ دنیا کا عذاب یہ ہے کہ تمہارا دل مُردہ ہو جائے۔
۴۔ بُروں کی صحبت، نیکوں سے بدگمان کر دیتی ہے۔
۵۔ جسے خدا ذلیل کرنا چاہے وہ دولت کی تلاش میں لگ جاتا ہے۔
۶۔ چشم و زبان کی آزادی روح کے لیے قید ہے۔
۷۔ غم سے روح میں توانائی آتی ہے۔
۸۔ علم کی عظمت حلم سے ہے اور حلم علم ہے۔
۹۔ جو شخص دنیا میں رہ کر دنیا کی محبت سے بچتا رہے اُس نے اپنے آپ کو بھی فائدہ پہنچایا اور دوسروں کو بھی۔
۱۰۔ جو کام حکمت سے خالی ہے وہ آفت ہے، جو خاموشی سے خالی ہے وغفلت ہے جو نظر حکمت سے خالی ہے وہ ذلت ہے۔
۱۱۔ جو توقع تم دوسروں سے رکھتے ہو پہلے خود اس کی تکمیل کرو۔
۱۲۔ عقلمند بولنے سے پہلے سوچتا ہے اور بے وقوف بولنے کے بعد سوچتا ہے۔
۱۳۔ انسان کا سب سے بڑا دشمن خود اس کا نفس ہے۔
۱۴۔ اگر بنی آدم کے تمام اعمال نیک ہوتے تو اس بات کا تکبر انہیں ہلاک کر دیتا۔

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی

۱۔ اسلام ڈاکٹر کا نشتر ہے! ڈاکو کا خنجر نہیں۔
۲۔ قوت ہی حق ہے اور کسی قوم کے لیے اس کی اپنی طاقت کے سوا اُس کے حق کی حفاظت کا کوئی ذریعہ نہیں۔
۳۔ دراصل انجام کا فرق آغاز ہی کے فرق کا نتیجہ ہے۔
۴۔ میدانوں کے مقابلے سے جی چرانا اور قلعوں کے پیچھے چھپنا بزدلی ہے۔
۵۔ پھوس کے پولوں کا انبار خواہ کتنا ہی بڑا ہو کبھی قلعہ نہیں بن سکتا۔
۶۔ اسلام دولت کی مساویانہ تقسیم کا قائل نہیں بلکہ منصفانہ تقسیم کا قائل ہے۔
۷۔ جو شخص خدا کی بخشی ہوئی دولت میں سے خدا کے بندوں کا حق نہیں نکالتا اس کا مال ناپاک ہے اور مال کے ساتھ اس کا نفس بھی ناپاک ہے۔
۸۔ میں دنیا کے تمام اشتراکی ممالک کو چیلنج کرتا ہوں کہ میں ان ممالک میں جو کچھ دیکھنا چاہوں، مجھے دکھائیں، میں نے ان کے قول و فعل کو یکساں پایا تو واپس آکر سوشلزم کی تبلیغ کروں گا۔
۹۔ ایک صحیح اسلامی نظام کے تحت ایک چپڑاسی کی خدمت انجام دینا بھی میرے نزدیک اس سے زیادہ قابل فخر ہے کہ کسی غیر اسلامی نظام میں صدارت اور وزارتِ عظمیٰ کا منصب حاصل ہو۔

نپولین

۱۔ سچی سے سچی اور اچھی سے اچھی عقلمندی ارادہ ہے۔
۲۔ عورت ایک تصویر کی مانند ہے جو جاہل کے ہاتھ لگ جائے تو اپنی کچھ قدرت نہیں رکھتی، لیکن صاحب دانش بیش قیمت خیال کرتے ہیں۔
۳۔ انقلاب تو کھاد اور کوڑے کے اس بدبودار ڈھیر کی طرح ہے جس میں سے اعلیٰ ترین پھول اور سبزیاں کھلتی ہیں۔
۴۔ اخلاقی قوتیں تین چوتھائی اہمیت رکھتی ہیں مادی قوت کا رول صرف ایک چوتھائی ہے۔
۵۔ تاریخ انسان کے دل کی ترجمان ہے۔
۶۔ تخیل پوری دنیا پر حکومت کرتا ہے۔
۷۔ جذبات بچوں اور عورتوں کی چیز ہے۔
۸۔ جنگ وحشی انسانوں کا پیشہ ہے۔
۹۔ جسے ہارنے کا خوف ہے وہ ضرور ہارے گا۔
۱۰۔ مجھے ڈرائنگ روم اور دیوان خانوں میں بیٹھ کر بکواس کرنے والے کی رتی بھر پرواہ نہیں میں تو صرف ایک ہی طبقہ کی رائے کی پرواہ کرتا ہوں اور وہ طبقہ ہے کسانوں کا۔
۱۱۔ روزگار وقت کا آلہ ہے۔
۱۲۔ عشق، کاہل آدمی کے دل کا بہلاوا ہے۔
۱۳۔ میری خوبیاں میرے عمل کی پیداوار ہیں۔

حضرت ثعبان ثوریؒ

ا۔ زندگی کی مصیبتیں ہلکی کرنا چاہتے ہو تو گناہ نہ کرو۔
۲۔ مبارک ہیں وہ لوگ جن کے پاس نصیحت کرنے کے الفاظ نہیں اعمال ہوتے ہیں۔
۳۔ انسان ہو کر ایسے کام نہ کرو جس سے انسانیت کا دامن داغدار ہو جائے۔
۴۔ جس شخص کے دل میں نہ مذہب کے لیے پیار ہے، نہ دولت کمانے کا خیال ہے۔ نہ کام کی خواہش ہے۔ بلکہ ان چیزوں کا احساس بھی نہیں۔ ان کا زندہ رہنا فضول ہے کیوں کہ زندگی انہی کاموں کے لیے ہے۔
۵۔ اپنے دل کو ہرگز نہ گراؤ۔ دل چھوڑ بیٹھے تو دنیا لٹا بیٹھے۔
۶۔ تجربہ ہی سب سے اچھا استاد ہے۔
۷۔ خدا کی شناخت اس کو ہو گی جو خلقت سے کنارہ کشی کرے۔ اور عارف ہونے کا دعویٰ نہ کرے۔
۸۔ خوش خوئی خدا کی ناراضگی دور کرتی ہے۔

حضرت امام حسنؓ

ا۔ مومن وہ ہے جو زادِ آخرت مہیا کرے اور کافر وہ ہے جو دنیا کے مزے اڑانے میں مشغول ہو۔
۲۔ تمہاری عمر برابر گھٹتی جا رہی ہے جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے اس سے کسی کی مدد کر جاؤ۔
۳۔ جو لوگ تمہارے دوست بننا چاہتے ہیں اُن کے دوست بنو، عامل کہلاؤ گے۔
۴۔ دانائیوں میں اعلیٰ درجے کی دانائی تقویٰ ہے اور کمزوریوں میں سب سے بڑی بد اخلاقی اور بد اعمالی۔
۵۔ اچھے اخلاق دس ہیں: زبان کی سچائی، باطل سے جنگ کے وقت حملہ میں شدت، سائل کو دینا، احسان کا بدلہ، صلہ رحم، پڑوسی کی حفاظت، حقوق العباد، مہمان نوازی اور سب سے بڑھ کر شرم وحیا۔
۶۔ اپنی تعریف زیادہ کرنا ہلاکت کا باعث ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام

ا۔ اپنی ضرورتوں کو محدود کر لینا ہی بڑی دولتمندی ہے۔
۲۔ اپنے آپ کو اس وقت تک انسان نہ سمجھو جب تک تمہاری رائے تمہارے غصّے کے زیرِ اثر ہو۔
۳۔ جب تمہاری روزی دوسروں کی روزی سے الگ ہو تو پھر یہ بے صبری پریشانی کیوں۔
۴۔ دانا وہ ہے جو کم بولے اور زیادہ سُنے۔
۵۔ جو شخص علم رکھتا ہے اس پر عمل نہیں کرتا، وہ اس بیمار کی مانند ہے جو علاج جانتا ہے پر استعمال نہیں کرتا۔
۶۔ صادق کا تھوڑا سامان، جھوٹے کے بہت سے دولت سے اچھا ہے۔

فرینکلن

ا۔ شکستہ کشتیوں کو ساحل کے قریب ہی رہنا چاہیے۔
۲۔ محنت کرنے والے گھر میں فاقہ کشی باہر سے جھانکتی ہے اندر نہیں آسکتی۔
۳۔ اونچی قیمت پر تو امن بھی خریدا جاسکتا ہے۔
۴۔ دولت مند بننے کے لیے راز یہ ہے کہ انسان جتنا کمائے اس سے کم خرچ کرے۔
۵۔ اگر تم اپنے راز دشمن سے چھپا کر رکھنا چاہتے تو اپنے کسی دوست سے ان کا ذکر نہ کرو۔
۶۔ بُرے کام صرف اس لیے بُرے نہیں کہ وہ ممنوع ہیں بلکہ اس لیے کہ وہ مضر بھی ہیں۔
۷۔ دُنیا میں سب سے بہترین سوال یہ ہے کہ میں دنیا میں کونسی نیکی کر سکتا ہوں۔
۸۔ نیکی کا آغاز مشکل اور انجام خوش آئند ہے۔ بدی کی ابتدا لذیذ اور انجام تلخ ہے۔
۹۔ آج تک دنیا میں ایسا کوئی عظیم انسان نہیں گذرا جو اعلیٰ چال چلن کی مالک نہ ہو۔
۱۰۔ بے شک دیر تک سوچو لیکن سوچنے کے بعد جو فیصلہ کرو وہ اٹل ہو۔
۱۱۔ دولتمند بننے کے لیے راست بازی اور دیانتداری بہترین ذریعہ ہے۔
۱۲۔ مذہب کی موجودگی میں لوگ اتنے کمینے ہیں تو عدم موجودگی میں کیا ہوں گے۔
۱۳۔ پڑھا لکھا بے وقوف اپنی حماقت کو خوشنما الفاظ کا جامہ پہنا دیتا ہے۔ لیکن پھر بھی وہ بے وقوف ہی رہتا ہے۔
۱۴۔ مذہب جو امیر و غریب کے درمیان فرق ظاہر کرے، دنیا کے لیے لعنت ہے۔
۱۵۔ شکم سیری کند ذہن بنا دیتی ہے۔
۱۶۔ زندگی اور صحت تھوڑی آمدنی پر بھی قائم رکھی جاسکتی ہے۔
۱۷۔ یہ ہماری آنکھیں نہیں بلکہ دوسروں کی آنکھیں ہیں جو ہمیں برباد کرتی ہیں۔ اگر سوائے میرے تمام دنیا کے لوگ اندھے ہوتے تو میں کبھی عمدہ لباس اور خوشنما سامان کی پرواہ نہ کرتا۔
۱۸۔ ہمارے دماغوں اور عقلوں میں اتنا ہی فرق ہے جیسے ہمارے چہروں میں۔
۱۹۔ دوسروں کی خوشی اپنے غموں کو تازہ کرتی ہے اور غم اپنے کو ہلکا کرتا ہے۔
۲۰۔ محنت و مشقت کے بعد تھکان بہترین تکیہ ہے۔
۲۱۔ اپنے آپ سے محبت کرنے والا رقیبوں سے محفوظ رہتا ہے۔
۲۲۔ اگر یہ چاہو کہ تمہارے مرنے کے بعد لوگ تم کو بھول نہ جائیں تو کچھ ایسی چیز لکھ جو پڑھی جائیں یا ایسا کام کرو جو لکھنے کے قابل ہو۔
۲۳۔ غریب آدمی کو دولتمند بننے کے لیے راستی اور دیانتداری سے بڑھ کر کوئی عمدہ ذریعہ نہیں۔
۲۴۔ عورت کی زبان اس کی تلوار ہے اور وہ کبھی اسے زنگ آلود نہیں ہونے دیتی۔
۲۵۔ تجربہ ایک اچھا استاد ہے لیکن اس کی اُجرت گراں ہے۔

متفرق شخصیات

۱۔ میں نے تیس ابدال کی صحبت اُٹھائی سب نے یہی کہا کہ خلق کی صحبت سے بچو، کم کھاؤ اور کم بولو۔ (فتح موصلیؒ)
۲۔ اگر عبادت پرندہ ہوتی تو نماز اور روزہ اس کے پَر ہوتے۔ (حضرت یحیٰ بن معاذؒ)
۳۔ حقیقی صبر اس کو کہتے ہیں کہ بلا آنے کو ایسا سمجھے جیسا اس کے جانے کو سمجھتا ہے۔ (ابو الحسین النوریؒ)
۴۔ اُمرا میں سب سے بُرے وہ ہیں جو عالموں سے دور ہوں اور عالموں میں سے بُرے وہ ہیں جو اُمرا کے قریب ہوں۔ (حضرت اصمعیؒ)
۵۔ اگر تم اپنے دوست کی امداد یا اس کے غم کی برداشت یاد عا کرنا نہیں چاہتے تو دوست سے اس کی حالت ہرگز دریافت نہ کرو کیونکہ یہ منافقت ہے۔ (حضرت علی خواصؒ)
۶۔ برتنوں کے ٹوٹنے پر خفا نہ ہو کیونکہ ان کے لیے بھی تمہاری طرح وقت مقرر ہے۔ (محمد بن کعبؒ قرظی)
۷۔ جس دل میں غم نہ ہو وہ بگڑ جائے گا جیسا کہ گھر اگر اس میں رہائش نہ ہو تو بگڑ جاتا ہے۔ (حضرت مالک بن دینارؒ)
۸۔ پہلے آپ بچوں کو بولنا سکھاتے ہیں پھر انہیں خاموش رہنے کی تلقین کرتے ہیں (جیوبرٹ)
۹۔ خطیب اپنی گہرائی کی کمی لمبائی پوری کر دیتے ہیں۔ (مان ٹیسکو)
۱۰۔ استقلال کو برے معنوں میں "ضد" کہتے ہیں۔ (سٹرن)
۱۱۔ امن دو جنگوں کے درمیانی وقفے میں ایک دوسرے کو فریب دینے کا نام ہے۔ (ٹیرس)
۱۲۔ موسیقی انسان کی عالمگیر زبان ہے۔ (لانگ نیلو)
۱۳۔ میرے خیال میں موت تکلیف دہ ہے لیکن اتنی نہیں جتنی کہ زندگی۔ (ایکسل منڈ)
۱۴۔ زندگی ایک غیر ملکی زبان ہے جس کا تلفظ ہر کوئی غلط ادا کرتا ہے۔ (کرسٹو فرمارلو)
۱۵۔ وکیل ایک ایسا تعلیم یافتہ انسان ہے جو آپ کی جائیداد آپ کے دشمنوں سے بچا کر خود رکھ لیتا ہے۔ (لارڈ بارنم)
۱۶۔ جھوٹ بولنا سچی بات کہنے سے زیادہ مشکل ہے۔ سچ کہے تو یہ یاد رکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ آپ نے کیا کہا تھا۔ (مارٹن)
۱۷۔ آئندہ کی جنگ کی طرح یہ جنگ ایک ایسی جنگ ہے جو جنگ ختم کرنے کے لیے لڑی جا رہی ہے۔ (لارڈ جارج)
۱۸۔ مردانگی یہ ہے کہ اپنے کو حقیر جانو اور دوسروں کو معزز سمجھو۔ (حضرت جعفر جلدیؒ)
۱۹۔ عقل یہ ہے کہ ہلاکت کی جگہوں سے دور رہو۔ (حضرت جعفر جلدیؒ)
۲۰۔ روپیہ کھو جائے تو کچھ نہیں کھویا جاتا۔ حوصلہ کھویا جائے تو کچھ کھویا جاتا ہے۔ عزت کھوئی جائے تو تقریباً سبھی کچھ کھویا جاتا ہے، لیکن روح کھوئی جائے تو سبھی کچھ کھویا جاتا ہے۔ سوچیئے، کہیں آپ نے اپنی روح تو نہیں کھو دی۔

اقوالِ نامعلوم شخصیات

۱۔ دوسروں کو اپنے جذبہ اخلاص و احترام سے متعارف کرانے کا نام ہی اخلاق ہے۔
۲۔ دنیا میں کچھ بھی نایاب نہیں ہے صرف مصمم ارادہ ہونا چاہیے۔
۳۔ اشتراکیت دو ہی جگہوں پر قائم ہے۔ شہد کی مکھیوں کے چھتے اور چیونٹیوں کے بل میں۔
۴۔ اطمینان قدرتی دولت ہے۔ بے اطمینانی جعلی سکے۔
۵۔ اعتماد سے بڑھ کر کوئی دوا نہیں علاج تو محض ایک بہانہ ہے۔
۶۔ دشمن کو معاف کر دینا انتقام لینے کا سب سے بہتر طریقہ ہے۔
۷۔ ظلم اور خوف دونوں بزدل کی علامتیں ہیں۔
۸۔ خود اعتمادی سے بہادر یقینی طور پر کامیاب ہوتے ہیں۔
۹۔ اگر تم کوئی بھلائی کا کام کرنا چاہتے ہو تو ابھی کرو۔ اور اگر کوئی بُرائی کا کام کرنے والے ہو تو اُسے کل پر اُٹھا رکھو۔
۱۰۔ تم بھلے رہو اور دنیا تمہیں بُرا کہے، یہ بہتر ہے بجائے اس کے تم بُرے رہو اور دنیا تمہیں اچھا کہے۔
۱۱۔ بے انصافی برداشت کرنے والا بھی مجرم ہوتا ہے اگر اُسے برداشت نہ کیا جائے تو کوئی بھی شخص کسی سے بے انصافی نہ کر سکے گا۔
۱۲۔ تمام پاکیزگیوں میں پیسے کی پاکیزگی سب سے ارفع ہے کیونکہ پاک وہی ہے جو پیسے کو ایمانداری سے کماتا ہے وہ نہیں جو خود کو مٹی اور پانی سے پاک کرتا ہے۔
۱۳۔ اگر ایک شخص کی ترقی ہوتی ہے تو اس کے ساتھ پوری دنیا کی اور کسی ایک شخص کے تنزلی سے پوری دنیا کا تنزل ہوتا ہے۔
۱۴۔ آج کی تکلیفوں کا سامنا کرنے والے کے پاس آنے والی کل کی تکلیفیں آتے ہوئے گھبراتی ہیں۔
۱۵۔ جو تنہائی میں خوش رہتا ہے یا تو وہ حیوان ہے یا فرشتہ۔
۱۶۔ تنہائی احمق کے لیے قید خانہ اور عالم کے لیے جنت۔
۱۷۔ ملنے کی مسرت اور امید میں جدائی کا درد برداشت کر لیا جاتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو جدائی کبھی برداشت نہ ہوتی۔
۱۸۔ جدوجہد ہمیں زندگی میں آگے بڑھنے کی صحیح ترغیب دیتی ہے جو لوگ جدوجہد سے گھبراتے ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ جنگل کی راہ لیں۔

۱۹۔ موقع کا ہاتھ سے نکل جانا اور وقت گزر جانے کے بعد حقیقت کا علم ہونا ہی دراصل جہنم ہے۔
۲۰۔ چاپلوسی تین نفرت انگیز برائیوں کا مجموعہ ہے جھوٹ، غلامی اور فریب کاری۔
۲۱۔ اگر تمہارا چہرہ مسکرانا چاہتا ہے تو اُسے مسکرانے دو۔ نہیں چاہتا تو اسے مسکرانے پر مجبور کرو۔
۲۲۔ جس شخص سے محبت کی جائے اس شخص کے جسم پر شک و شبہ کرنا حماقت ہے۔
۲۳۔ پیسہ نہ بھی ہو تو بھی تندرستی علم، سچی دوستی اور آزادی انسان کی عظیم خوشحالیاں ہیں۔
۲۴۔ جس طرح چمک کے بغیر موتی کسی کام کا نہیں ہوتا، اُسی طرح خوش خلقی کے بغیر انسان کسی کام کا نہیں ہوتا۔
۲۵۔ دشمن اور مرض کی طرف سے لاپرواہی نہ برتو۔
۲۶۔ دوستی روح کی شاعری ہے۔
۲۷۔ جسے دُکھ کا خوف ہے اُسے خوف کا دُکھ ہے۔
۲۸۔ خوف خطرے کو ٹالنے کی بجائے اسے بلا لیتا ہے۔
۲۹۔ راحت محنت میں ہے محنت کے علاوہ کسی دوسری چیز سے حاصل نہیں کی جا سکتی۔
۳۰۔ صداقت کی آزمائش دکھ میں ہوتی ہے سکھ میں نہیں۔
۳۱۔ احمق لوگ عالم لوگوں سے جتنا سیکھتے ہیں اُس سے ہیں زیادہ عالم لوگ احمقوں سے سیکھتے ہیں۔
۳۲۔ محبت قربانی سکھاتی ہے حساب نہیں سکھاتی۔
۳۳۔ جی بھر کر محبت کرنا، جی بھر کر جان ہے اور ہمیشہ محبت کرنا ہمیشہ زندہ رہنا ہے۔
۳۴۔ جو کام عقیدت سے نہ کا جائے وہ نہ اس دنیا میں کام آتا ہے اور نہ دوسری دنیا میں۔
۳۵۔ عقیدت کا سیدھا تعلق دل سے ہوتا ہے عقل سے نہیں، عقل عقیدت کو ختم کر دیتی ہے۔
۳۶۔ دل مسرت سے ذہنی اور جسمانی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں اور دور رہتی ہیں۔
۳۷۔ علم انسان کی تیسری آنکھ ہے۔
۳۸۔ فتح مقصد کے حصول میں نہیں، حصول کے لیے مسلسل کوشش میں ہے۔
۳۹۔ انسان کی خدمت انسان کا سب سے بڑا فرض ہے۔
۴۰۔ فرض جذبے سے اونچا ہے۔
۴۱۔ قسمت کے بھروسہ پر بیٹھے رہنے سے قسمت سوئی رہتی ہے اور ہمت کر کے کھڑے ہو جانے پر قسمت بھی اٹھ کھڑی ہوتی ہے۔
۴۲۔ قرض مانگنا بھیک مانگنے سے بہتر نہیں ہے۔
۴۳۔ قومیت انسان کو انسان سے دور رکھنے کا دھندا ہے۔
۴۴۔ کاہلی، مفلسی کا پیش خیمہ ہے۔
۴۵۔ کتابیں جیتے جاگتے دیوتا ہیں اس کی سیوا کر کے فوراً نزدان حاصل کیا جا سکتا ہے۔
۴۶۔ کردار انسان کے اندر رہتا ہے نیک نامی اس کے باہر۔
۴۷۔ کمزور کردار انسان اس سرمنڈے جیسا ہے جو ہوا کے جھونکے پر جھک جاتا ہے۔
۴۸۔ کمینے شخص سے محبت یا دوستی، کچھ بھی نہیں کرنا چاہیے کیونکہ کوئلہ اگر جلتا ہوا ہے تو چھونے سے ہاتھ جلا دیتا ہے اگر ٹھنڈا ہے تو ہاتھ کالا کر دیتا ہے۔
۴۹۔ دنیا میں سب سے قابل رحم انسان کون ہے؟ جو دولت مند ہونے پر بھی کنجوس ہے۔
۵۰۔ چُھپ کر گناہ کرنا بزدلی ہے اور سرعام گناہ کرنا بے شرمی۔
۵۱۔ لالچ کی تکمیل کبھی نہیں ہوتی، اس لیے لالچ کے ساتھ ہمیشہ افسوس منسلک رہتا ہے۔
۵۲۔ لالچ بھی چھوت کی بیماری ہے۔
۵۳۔ مایوسی کمزوری کی علامت ہے۔
۵۴۔ انسانی مسرت زندگی میں ہے اور زندگی محنت میں۔
۵۵۔ بُری بات کی مخالفت باہمت آدمی کا ہی کام ہے۔
۵۶۔ مزاج ملنے پر ہی دل ملتا ہے۔
۵۷۔ اگر اس دنیا میں مشکلات نہ ہوتیں تو عظیم شخصیتوں کے کردار کو جو آج ہیرے کی طرح چمک رہے ہیں کون چمکاتا؟
۵۸۔ خدا مصیبتوں کو قائم رکھے، کیونکہ انہی کی بناء پر ہم اپنے دوست دشمن کو پہچان پاتے ہیں
۵۹۔ ہم جتنا مطالعہ کرتے ہیں ہمیں اُتنا ہی اپنی لاعلمی کا پتہ چلتا ہے۔
۶۰۔ جب شراب انسان کے اندر داخل ہوتی ہے تو عقل کو باہر نکال دیتی ہے۔

*****

ہادیٔ برحق رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ا۔ آنحضرتؐ کے ایک قول کا مفہوم: دو مسلمانوں کے درمیان نااتفاقی کو دُور کر دینا یعنی دو مسلمانوں کے درمیان صلح کرا دینا نماز، روزہ اور صدقہ سے بہتر ہے۔

۲۔ عمل علم کو آواز دیتا ہے، پس اگر وہ جواب دے تو ٹھہر جاتا ہے ورنہ کوچ کر جاتا ہے۔

۳۔ خدا کی نظر میں وہ عظیم ہے جس کا اخلاق بلند ہے۔

۴۔ جب تم اپنی نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو تو اس طرح نماز پڑھو جو دنیا کو چھوڑ کر جانے والا ہے، اور اپنی زبان سے ایسی بات نہ نکالو کہ اگر قیامت میں اس کا حساب ہو تو تمہارے پاس کچھ کہنے کے لیے نہ رہ جائے اور لوگوں کے پاس جو کچھ مال و اسباب ہے اس سے تم بالکل بے نیاز ہو جاؤ۔

۵۔ چار باتیں اگر نصیب ہو جائیں تو پھر دنیا کے فوت ہو جانے اور ہاتھ آنے میں کوئی گھاٹ نہیں۔

(ا) امانت کی حفاظت (۲) باتوں میں سچائی (۳) حُسنِ اخلاق (۴) کھانے میں احتیاط۔

۶۔ پانچ حالتوں کو دوسری پانچ حالتوں کے آنے سے پہلے غنیمت جانو، اور ان سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو اٹھالو۔

ا) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے۔
۲) تندرستی کو بیماری سے پہلے۔
۳) خوشحالی کو ناداری سے پہلے۔
۴) فرصت اور فراغت کو مشغولیت سے پہلے۔
۵) زندگی کو موت سے پہلے۔

۷۔ وعدہ ایک فرض ہے جس کا پورا کرنا ضروری ہے۔

۸۔ اپنے اہل و عیال پر اپنی استطاعت اور حیثیت کے مطابق خرچ کرو۔

۹۔ ہمیشہ سچی اور حق بات کہو اگرچہ ناخوشگوار اور کڑوی ہو۔

۱۰۔ تم میں سب سے اچھے لوگ وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔

۱۱۔ قیامت کے دن مومن کی میزان عمل میں سب سے زیادہ وزنی اور بھاری چیز جو رکھی جائے گی وہ اس کے اخلاق۔

۱۲۔ لوگوں کے لیے اپنے اخلاق کو بناؤ۔

۱۳۔ میں اس واسطے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاقی خوبیوں کو کمال تک پہنچا دوں۔

۱۴۔ رحم کرنے والوں اور ترس کھانے والوں پر بڑی رحمت والا خدا رحم کرے گا۔

۱۵۔ تم اپنے کسی بھائی کی مصیبت پر خوشی مت کرو، ہو سکتا ہے کہ اللہ اس کو اس مصیبت سے نجات دلا دے اور تم کو مبتلا کر دے۔

۱۶۔ جو آدمی نرم مزاجی کی صفت سے محروم ہو گیا وہ سارے خیر سے محروم کر دیا گیا۔

۱۷۔ میں تم کو ایسے شخص کی خبر نہ دوں جو دوزخ کے لیے حرام ہے اور دوزخ کی آگ اس پر حرام ہے، دوزخ کی آگ حرام ہے اس شخص پر جو مزاج کا تیز نہ ہو، لوگوں سے قریب ہونے والا ہو۔ نرم خو ہو۔

۱۸۔ اچھی اور میٹھی بات بھی صدقہ ہے۔

۱۹۔ جس قوم میں بدکاری بڑھ جاتی ہے اس میں ناگہانی اموات بڑھ جاتی ہیں۔

۲۰۔ اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کھانا کسی شخص نے کبھی نہیں کھایا۔

۲۱۔ امانت دار تاجر قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

۲۲۔ جو دوسروں پر ہنستا ہے دنیا اس پر ہنسے گی جو چھوٹے پر ترس نہ کھائے اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

۲۳۔ وہ ذلیل ہے جس نے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور خدمت نہ کر کے جنت حاصل نہ کی۔

۲۴۔ تین اعمال مرنے کے بعد رہتے ہیں (ا) صدقہ جاریہ (۲) ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں (۳) نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔

۲۵۔ مسلمانوں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے بہتر سلوک کیا جائے۔

۲۶۔ خدا کی قسم وہ ایماندار نہیں، جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔

۲۷۔ دعا کبھی بیکار نہیں جاتی، البتہ قبول ہونے کی صورتیں مختلف ہیں۔

۲۸۔ جب بندہ اللہ کی یاد میں دونوں ہونٹ کھولتا ہے تو اس وقت اس کے ساتھ اللہ ہوتا ہے۔
۲۹۔ چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔
۳۰۔ قیامت کے دن بدترین حالت اس شخص کی ہوگی جس نے دوسروں کی دنیا بنوانے کی خاطر اپنی آخرت برباد کر ڈالی۔
۳۱۔ جب کوئی مسلمان درخت لگاتا ہے اور اس درخت سے انسان چوپائے اور پرندے پھل وغیر کھاتے ہیں تو یہ اس کے لیے قیامت تک صدقہ جاریہ بن جاتا ہے۔
۳۲۔ جسم اور لباس کی پاکیزگی نصف ایمان ہے۔
۳۳۔ جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں کرتے۔
۳۴۔ اگر تمہارا کھانا حسبِ خواہش نہ ہو تو اسے بُرا نہ کہو۔
۳۵۔ اشیائے ضرورت کو روک لینے والا آدمی کتنا بُرا ہے! اگر اللہ چیزوں کا نرخ سستا کرتا ہے تو اُسے غم ہوتا ہے اور جب قیمتیں چڑھ جاتی ہیں تو خوش سے پھولا نہیں سماتا۔
۳۶۔ سنو، ظلم نہ کرو، کسی آدمی کا مال اس وقت تک تمہارے لیے جائز نہیں ہے جب تک صاحب مال تمہیں خود راضی خوشی نہ دے دے۔
۳۷۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ ۶۰ سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت میں لگے رہتے ہیں لیکن مرنے کا وقت آتا ہے تو وصیت کے ذریعے وارثوں کو نقصان پہنچا دیتے ہیں چنانچہ وہ جہنم کے حقدار ہو جاتے ہیں۔
۳۸۔ تیرا مال بجز اس کے کیا ہے جو تو نے کھا کر فنا کر دیا، پہن کر بوسیدہ کر دیا یا صدقہ خیرات دے کر آگے بھیج دیا۔
۳۹۔ جو شخص اپنے وارث کو میراث سے محروم کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے جنت کی میراث سے محروم کرے گا۔
۴۰۔ تم قیامت کے دن بدترین آدمی اُس شخص کو پاؤ گے جو دنیا میں دو چہرے رکھتا ہے کچھ لوگوں سے ایک چہرے کے ساتھ ملتا تھا اور کچھ لوگوں سے دوسرے چہرے کے ساتھ۔
۴۱۔ منافق کو (اپنا) سردار مت کہو ایسا کہو گے تو اپنے رب کو ناراض کر لو گے۔
۴۲۔ تمام بُری خصلتوں میں سب سے بُری دو خصلتیں ہیں اور وہ یہ ہیں: انتہائی بخل اور انتہائی بزدلی۔
۴۳۔ جس طرح اللہ نے تم پر احسان کیا ہے اس طرح تم بھی لوگوں پر احسان کرو۔
۴۴۔ جو خدا اور روز محشر پر یقین رکھتا ہے اسے کہہ دو! پڑوسی کا خیال رکھے اور اس کی تکریم کرے۔
۴۵۔ نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو، برائی اور سرکشی میں کسی کا ساتھ نہ دو!
۴۶۔ مومن اپنی خوش خلقی کے ذریعے رات کو عبادت کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے شخص کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔
۴۷۔ فیاض خدا کا دوست ہے۔
۴۸۔ جب تجھے نیکی کر کے خوشی ہو اور برائی کر کے پچھتاوا تو تُو مومن ہے۔
۴۹۔ خاموشی بہت بڑی حکمت عملی ہے۔
۵۰۔ جہالت افلاس کی بدترین قسم ہے۔
۵۱۔ مجھے رمضان کے روزے رکھنے سے اور مسجد حرام میں اعتکاف میں بیٹھنے سے یہ چیز زیادہ عزیز ہے کہ میں بوقت ضرورت اپنے بھائی کی مدد کروں۔
۵۲۔ تمہارا اپنے بھائی سے ملتے وقت مسکرا دینا بھی صدقہ ہے، اچھی بات کہنا اور برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے بھٹکے ہوئے کو راہ دکھانا بھی صدقہ ہے۔
۵۳۔ علم حاصل کرو خواہ چین جانا پڑے۔
۵۴۔ مہد سے لحد تک علم حاصل کرتے رہو!
۵۵۔ دو شخصوں پر رشک کرنا چاہیے ایک وہ دولت مند جو اللہ کے راستے میں مال خرچ کرتا ہے دوسرا وہ عالم جو علم کے ذریعے فیصلے کرتا ہے۔
۵۶۔ تُو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔
۵۷۔ جو خود رحم نہ کرے رحم کے قابل نہیں۔
۵۸۔ بہترین بیوی وہ ہے جب خاوند اسے دیکھے تو پھُولے نہ سمائے اگر کوئی حکم دے تو فوراً بجا لائے اور بہترین خاوند وہ ہے جو بیوی کے ساتھ حسن سلوک رکھے۔
۵۹۔ اپنے گھر کی دیوار اتنی بلند نہ کر کہ پڑوسی کی ہوا رک جائے۔
۶۰۔ اے ناپ تول والے تاجرو! تم لوگوں پر دو ایسے کاموں کی ذمہ داری ڈال دی گئی ہے جن کی بدولت تم سے پہلے گزری ہوئی قومیں ہلاک ہو گئیں۔
۶۱۔ نیکی حسنِ خلق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں خلش پیدا کرے اور تو اس امر کو برا سمجھے کہ لوگ اس سے واقف ہو جائیں گے۔
۶۲۔ حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔
۶۳۔ جو شخص جھوٹی قسم کھائے اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے۔

۶۴۔ دولت خرچ کرتے رہو، روکو مت، ورنہ ہو سکتا ہے کہ خدا بھی دولت کے دروازے تم پر بند کر دے۔

۶۵۔ غنیٰ مال و دولت کی زیادتی پر موقوف نہیں، حقیقی غنا دل کا غناء ہے۔

۶۶۔ اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا اس لیے زمین پر فساد نہ کرو!

۶۷۔ سخی گنہگار، اللہ کے نزدیک بخیل عابد سے بہتر ہے۔

۶۸۔ سردار بننے سے پہلے علم حاصل کرو!

۶۹۔ عورت کی عزت شریف الطبع ہی کرتے ہیں اور اس کی اہانت کمینے لوگوں کے سوا کوئی نہیں کرتا۔

۷۰۔ عورتوں میں سب سے اچھی عورت وہ ہے جسے اس کا شہر دیکھے تو خوش ہو جائے۔

۷۱۔ (اللہ کو ماننے کے بعد) بہترین داناء انسانوں سے محبت کرنا ہے۔

۷۲۔ بلند ہمتی ایمان کی علامت ہے۔

۷۳۔ دولت مند پر حسد نہ کرو۔ دولت کی لذتیں فانی اور عارضی ہیں۔

۷۴۔ خدا کے نزدیک بہترین دوست وہ ہے جو اپنے دوست کا خیر خواہ ہو۔

۷۵۔ جو شخص عیب جوئی کرتا ہے اور لوگوں پر آوازیں کستا ہے اس کے لیے بڑی تباہی ہے۔

۷۶۔ جو کوئی اللہ پر توکل رکھے گا اللہ اس کے لیے کافی ہو گا۔

۷۷۔ سب سے زیادہ نیک اپنے دوستوں اور ہم نشینوں کی عزت کرتا ہے۔

۷۸۔ امانت سے رزق بڑھتا ہے خیانت سے افلاس لازم آتا ہے۔

۷۹۔ سادگی ایمان کی علامت ہے۔

۸۰۔ اپنے کو مظلوم کی بد دعا سے بچاؤ، اس لیے کہ وہ خدا سے صرف اپنا حق مانگتا ہے اور خدا حقدار کو اپنا حق مانگنے سے نہیں روکتا (یعنی اسے اس کا حق ضرور دیتا ہے)۔

۸۱۔ ایک ساعت انصاف (برسہا برس کی) عبادت سے بہتر ہے۔

۸۲۔ وہ شخص بے دین ہے جس میں دیانتداری نہیں۔

۸۳۔ وہ شخص بھی بے دین ہے جس میں عہد کی پابندی نہیں۔

۸۴۔ بُری مجلس سے احتراز کرو۔

۸۵۔ غلے کو روک کر بیچنے والا ملعون ہے۔

۸۶۔ مکر، دھوکہ اور خیانت کرنے والا دوزخ میں جائے گا۔

۸۷۔ انسان کی سمجھ داری یہ ہے کہ وہ کفایت شعار ہو۔

۸۸۔ یہ نہ دیکھو کہ کون بول رہا ہے بلکہ یہ دیکھو کہ کیا کہہ رہا ہے۔

۸۹۔ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

۹۰۔ مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ ڈسا نہیں جا سکتا۔

۹۱۔ مومن کا چہرہ بشاش اور دل غمگین ہوتا ہے۔

۹۲۔ ایمان کے دو نصف ہیں۔ نصف صبر اور نصف شکر۔

۹۳۔ علم بغیر عمل کے وبال ہے اور عمل بغیر علم کے گمراہی ہے۔

۹۴۔ سخی اللہ سے قریب ہے، لوگوں سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے لیکن دوزخ سے دُور ہے۔

۹۵۔ جس نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کی دیوار گرانے میں مدد دی۔

۹۶۔ جس کے ہمسائے کو اس سے تکلیف ہو وہ مومن نہیں۔

۹۷۔ پڑوسی کو تھوڑی سی تکلیف دینا بھی جائز نہیں۔

۹۸۔ وہ شخص کامل مومن نہیں ہو سکتا جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے لیکن اس کا پڑوسی بُھوکا ہو۔

۹۹۔ پڑوسی کی حد ۴۰ گھر تک ہے۔

۱۰۰۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر یقین رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔

باب دوسرا

آفاقی بات

کتاب

یہ آفاقی کتاب بھی آفاقی ذات بھی وفا کی ساعت بھی
یہ آفاقی گیان بھی یہ میرا ایمان بھی ترجمہ میرا فرقان بھی
یہ آفاقی شان بھی یہ رفع کی بات بھی یہ خفا کی بات بھی
یہ آفاقی کان بھی یہ شیطانی بات کو لات بھی یہ جادو کو مات بھی
یہ آفاقی دھیان بھی یہ دین کا تیر کمان بھی یہ سچا سودا شان بھی
یہ آفاقی آن بھی میری جان بھی حکمت کی کان بھی ایمان بھی
یہ آفاقی جہان بھی راہ رہنما بھی رہبر بھی تعریفِ رحمان بھی
یہ آفاقی مان بھی مرتبہ بھی قرطبہ بھی سلسلہ بھی نکتہ بھی
یہ آفاقی دان بھی دنیا بھی دولت بھی دیوار بھی
یہ آفاقی سونے کی کان بھی دین کا نغمہ بھی مشعل بھی تمام بھی
یہ آفاقی بات بھی اللہ کی ذات بھی محمدؐ کی نعت بھی شاکر ذکر کا چرخہ کات بھی
یہ آفاقی رحمان بھی رحیم بھی کریم بھی قریب بھی خالق بھی
یہ آفاقی ستون بھی کلمہ بھی کلام بھی قُل بھی قائم بھی قلزم بھی
یہ آفاقی سکون بھی ممنون بھی منت مرھون بھی قلوب بھی
یہ آفاقی ایوان بھی دل دُعا بھی درمان بھی دام بھی ابہام بھی
یہ آفاقی دیوان بھی شاکر بھی شکور کا بھی سایہ سکون بھی
یہ آفاقی گمان بھی خیال بھی تصوّر بھی تصویر بھی تولہ بھی ماشہ بھی
یہ آفاقی زمان بھی نصیحت بھی وصیت بھی حیثیت بھی

یہ آفاقی قرآن بھی آیت بھی نعت بھی حسینؑ کی شان بھی
یہ آفاقی بات ذات نعت پاک ساعت شریعت شرم اشراک بھی
یہ آفاق سے عرض بھی التماس بھی عرض بھی گذارش بھی عاجز بھی
یہ آفاق سے گذارش بھی توبہ بھی توکل بھی زاری بھی ضرور بھی
یہ آفاق سے مغفرت بھی غریب بھی سجدہ بھی سجود بھی
یہ آفاق سے واسطہ محمدؐ بھی واسطہ حسینؑ بھی واسطہ علیؑ بھی
یہ آفاق سے معافی بھی شاگی بھی شاکر پر شکور راضی بھی

آگہی میری

بات آگہی کی ہے اگر تو سُنے تو پڑھے تو
ہوگا یہاں وہاں سراسر سرخرو، ذکر الٰہی گر اپنے پر ہڑھے تو
جب مل جائے گا کام کا کامل، عامل، رہبر، پھر تو دِکھیں گے گڑھے تو
اگر انصاف اپنے ہی ساتھ کرو تو یہ کرو ذکر فکر کی مالا جڑے تو
جھکنے والوں کے ساتھ جھکا کرو جو اللہ کے سامنے قسموں پر پڑے تو
صبر نام ہی استحکام و استقلال کا ہے، بات بنتی ہے کھڑے تو
حقوق کی صرف بات نہ چلے گی عمل پیرا ہو ملے گی جب حق کی بات لڑے تو
یہ تیرا جہاں ہے نہ کہ اپنا نہ مان مصنوعی جھوٹ نہ سُن سچ پر اڑے تو
ملے گا جب قربانی در قربانی سردے یا مرشد کے دروازے پر سڑے تو
ملے وہ صلہ کر بھلا ہو بھلا بول تو سچ بات جھوٹی نہ گھڑے تو
گناہ پر گناہ معافی پر معافی شاکر کیسے ملے غلطی سے مڑے تو

کلام ہادی

پل پہلے پہنچ جائے نمانوکے پاس اگر پیا پلائے جام کا پیالا پلائے دیتے ہیں

جاگے اگر دُکھ دنیا کے چلا جا دنیا کے لینے سُکھ دنیا کے جاگے سلائے دیتے ہیں

مل جائے اگر جس کوامن آستانا اگر ادھر بھی دکھائے اُدھر کی دنیا جھلائے دیتے ہیں

مل جائے اگر نمانا کسی کو نصیب میں کھوٹے کو بھی وہاں چلائے دیتے ہیں

خادم بھی اگر مل جائے نمانے کا جس کو شاکر اللہ کو ہی ملائے دیتے ہیں

نئے رشتے نہ کرتے، کراتے ہیں وہ مزید پرانے بھی بھُلائے دیتے ہیں

بلاتے ہیں نہ بلواتے ہیں نہ غفلت کی سُلاتے ہیں اللھُمَ لبیک بلائے دیتے ہیں

نماز،روزہ نہ رکھے دیکھنے میں وہ کبھی اپنا نوالہ منہ کا کسی کو کھلائے دیتے ہیں

نہ ہو بر ہم نہ دے درہم کر کرم رکھے بھرم اندر کا دیا جلائے دیتے ہیں

امن پور جا کے دیکھے کوئی وہ سکھ چین کی نیند سلائے دیتے ہیں

غصے کا گولا بن جائے، وجہ دنیا سے اگر غصے کو برف کی طرح گھُلائے دیتے ہیں

آزمائش آجائے تم پر دنیامیں، اللہ کی دی ہوئی اگر ختم ہوامتحان اللہ کااتنے میں بہلائے دیتے ہیں

مرد سے دل سے ملاقات میں فائدہ ہوگا نام تیرا آسمانوں پر بھی ھولائے دیتے ہیں

مرد سے مالک کام ایسے ایسے لیتے ہیں پتھر کو بھی یاد اللہ کا ذرا کر رولائے دیتے ہیں

کلامِ ہادی

شجرہ شجرہ سجاد میں بھی سمایا تنکے میں سمایا
تو بھی تو وہ بھی تو اس میں کھایا واحد بھی تو محمد بھی تو
مزا بھی تو مزار بھی تو، ہنسا کر پھر رلایا خود بھی تو خدا بھی تو
اوپر نیچے اِدھر اُدھر ہر جا نمایاں نور نورانی نروار بھی توں
کیوں میں اور توں پھر یہ بات ہو لایا بندہ بھی توں بندگی بھی توں
جی جے بندہ بی بنایا توں اپنے آپ کو منوایا طلب تندتی تندہ بھی توں تونگر بھی توں
مرشد کو کبھی توں کہے میں جن توں ملائکہ توں ماہیا بھی توں
جان جن جنوں جہاں پر بت بنایا مان مرتبہ مراد مدد مادر بھی توں
استی کالو بلا بھی عالم ارواح میں سنایا اللہ احد عالم علم عقل بھی توں
کون اور کے وہ اور یہ سب سنسار نے بھولا یا بھلا بھلائی بہتر بھائی بھی توں
کافی السّمواتِ فضافی الرحمٰن قرآن میں پڑھایا پرور پردہ بے پرواہ بھی توں
خطاکار بھی ہم گناہگار بھی ہم، ہم سے نبھایا نار نانک کی توحید نظر بھی توں
مندہ عرض مندہ شاکر گندہ بھی توہی، میں بنایا نور بھی توں جاناچندلی جدا بھی توں
احد بھی توں احمدؐ بھی توں

جو میں نے بتایا ہوتا تیرے سوا ہوتا
دل دے کے دل لیا ہوتا نفع کا سودا کیا ہوتا

انسان پچھتاتا ہی رہیگا

دنیا	آخرت
ہائے ہائے تو ہوئے ہوئے جاگے چاہے سوئے سوئے	ہائے ہائے تو ہوئے ہوئے
وہ کیا یہ کیا جوانی بچپن میں بوڑھا ہوئے ہوئے	ہائے ہائے تو ہوئے ہوئے
اب 30 اب 60 اب 100 سال آخر موئے موئے	ہائے ہائے تو ہوئے ہوئے
مال ملکیت ماں اور اولاد مواد سے ہاتھ دھوئے دھوئے	ہائے ہائے تو ہوئے ہوئے
وہ کرنا یہ کرنا پھر کیا بھرنا کاٹے وہی جو بوئے بوئے	ہائے ہائے تو ہوئے ہوئے
وہ دیا اس کو کیسا دیا اس کو جو کھلایا وہ چائے چوئے	ہائے ہائے تو ہوئے ہوئے
تیرے کہنے سے نہ بدلے گا کوئی لفظ نہ ہوئے طوئے طوئے	ہائے ہائے تو ہوئے ہوئے
مرنا سب کو تو نہ سمجھے تیرا خیال میرے کوئی کوئے	ہائے ہائے تو ہوئے ہوئے
وفا دنیا سے مانگے جو وہ دل کی چوٹ تو کھائے کھائے	ہائے ہائے تو ہوئے ہوئے
شاکر خوش ہو جو ہونا ہے پھر تو روئے روئے	ہائے ہائے تو ہوئے ہوئے
کیا جمع مال اکھٹا تونے ہی وہ کھوئے کھوئے	ہائے ہائے تو ہوئے ہوئے
جو کرے گا وہی بھرے گا نہ بچے کوئے کوئے	ہائے ہائے تو ہوئے ہوئے

ہوتا جو تو ہوتا کیوں نہ ہوتا
جو بھی ہوتا تمہاری بھلائی میں ہوتا

دنیا کتنی بار بھی نور کہے نورا ہے
پورے کو ادھورا کہے اور ادھورے کو یہ پورا ہے
خود ہی بنائے ہاتھ کی پانچ انگلی برابر میں
مٹھی بند کر کے ایک بنائے اپنے آپ سے مورخ ہراہ

عاقبت کا راستہ

من ہوا منزل نزول تن ہو تن سے جدا
من ہوا تن سے جدا پھر بھی خدا اور اب بھی خدا
عاقبت اے انسان تیری اس میں کشف الدوجہ نور الہدیٰ
نام محمدؐ پر مٹ تو اللہ پر راضی ہو تو علیؑ پر ہو فدا
ایک نور میں سمائے ہوئے ہیں کوئی کسی سے نہیں جدا
معاف کرے گناہ ان گنت ہوں اگر لگے اچھی کوئی ادا
یقین اگر اس پر ہے یا کس پر ہے خیال ہے یہ ہے اللہ کی صدا
چلتا جا کرتا جا کام حکم کے لکھتا جا کام کرم کے پڑھتا جا محمدؐ کی مداح

چلتا جا بولتا جا بات یہ سارے سنسار کو
تم خود گنہگار ہو کیا منہ دکھائے گا اس یار کو
بہرے نہ بنو اپنی بات سنو نیک بنو کیا کرو گے دولت کے انبار کو
حال کو درست کرو ماضی سے سیکھ جواب دیتا ہے جبار کو
سب فرض پورے کرے گا مرض سے دور رہے گا سُرخرو ہو گا قرضدار کو
اپنے آپ کو ایسے بناؤ گھڑے کی طرح چوٹ سے بنتا ہے دیکھ کمہار کو
آیا اس دور میں تو درد رکھ بھول جا جہاں میں آنے دوبار کو

آستانہ

اساں دا کعبہ مرشد دی گلی اے
اس دی گلیاں دی مٹی گڑ دی ڈلی اے
مرشد دے راستے وچ گھڑے خوب اساں دی راہ بھلی اے
کوئی سمجھے میرے نوں بندہ میرا تے اوہی ولی اے
اس مزے لوٹے اے توساں بھی ہن اساں وی چلی اے
اس گلی وچ نہ آون دکھ، آون والی مصیبت ٹلی اے
اس تے سمجھ گئے اونوں اوہی کوئی نہ سمجھے وہ جھلی اے
سائیں دے آستانے دی مٹی دی ڈلی پھلاں دی کلی اے
مرشد ہادی شفا دا پانی مٹی پوڈر وانگر ملی اے
شاکر ہن باہروں چاند نابند اندر دی بتی جلی اے
شاکر مرجانا ہر کسے نوں پر اساں کوں تیڈے قدموں وچ جگہ ملی اے
شاکر اوہی مر کے بھی زندہ نہیں جیاں کون امن پور وچ جگہ ملی اے

خیال

مسجدوں کے سجدوں کا ہی فرق ہوتا ہے
سجدے مسجدوں کو ہو سجدہ جو سجن کو ہوتا ہے
مسجد کے مجمع میں مزا تو ہے مرنے کے نہ مانے مرد ہی ہوتا ہے
وبا کی وادی دنیا ہے وعدہ وفا وقار کا وزن ہی ہوتا ہے
چاش کا نہ چکر بچ سے چاہت والے چغل چپ ہی ہوتا ہے
صابر ناصر باقر ذاکر جاکر نہ آکر شاکر ہی ہوتا ہے
اگر مگر کے چکر ایک ہی نہ مانے وہ مفکر منکر ہی ہوتا ہے

میرے پاس

سورج کی روشنی میں چاند اگر چمکتا ہے
پھر ضرور میرے سائیں کا دل میری طرف سرکتا ہے
بادلوں کے ٹکراؤ سے بادل اگر برستا ہے
پھر ضرور ہادی کی یاد میں دل میرا ترستا ہے
اگر اللہ کے آسمان پر ایک فرشتہ ہے
پھر اللہ کی زمین پر ہادی میرا فرشتہ ہے

سچ کی کھٹاس میں محبت اور مٹھاس میں فرق اتنا ہے شاکر
دنیا کی مٹھاس میں جاگتے ہیں کچھ، محبت اور عبادت میں کچھ سوئے ہوتے ہیں

میں اس گمان میں رہا کے مرشد سے محبت سچی کی تھی
اس گمان میں رہا سائیں کے سوا سمجھا ہم نے سچ کو سچی کی تھی
ہم بنے رہے مینڈک محبت کے، بازی لے گئی محبت جو پانی سے مچھلی کی تھی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

اُمید آشنا ہے، عدم سے احد اللہ آقا تو
تو توحید، تجھ سے توبہ، تو تیرا، مانگوں تجھ سے تو
تو توازن، تو تجویز، تم سے تمیز تمام تر تو
باقی برحق، بقاء کی بےباک رہے، برحق تو
بحروبر بے باقی ہے، بے شمار بے بقاء بھی تو
جمع جل جاءجلوہ جوار جبر جبّاَر جواہر تو
طلسم تمام توں، نگر توانا تمنا دے، توفیق تو
دوا دارو، درد دباؤ سے، دامنِ دل سے ملتا داتا تو
دعا درکار، دربار میں، درد کا دارُوں دور کر تو
پکا پکار پک کر، پاپ پاک پل میں کر، پالن ہار بھی تو
مغلوب مولا، مرشد مراد، مندر مسجد، مشکل میں مددگار تو
ثواب ثالث سالم صبح، شب ثواب کا ثمر تو
نصرت، نقصان، نشان، نعمان، نماز، نفع، نواز، تو
وقار وقت وصیت، وسعت، وسیلہ، وصف، واسطہ، وفادار، تو
خیال کھلا، خلوت خاص، خسم خاص، خصلت، خفی تو
لحاظ لج لطیف، الحمد لعل لام میم لاج تو
قلم، قل، قائل، قابل، قدوس، قمر، کائنات قصہ، قسم قصور، ہم قائم تو
سین سب، سوال سہارا، سجدہ، سب میں سمایا تو
یااللہ، یاخدا، یارحمٰن، یاپرور، یارحیم، یاکریم، یاکیم تو
شان شمع، شب شام، سزا ثمر کا بھی، شاکر کا بھی تو

کلام

فقیر فکر شدید درد مانگتا مزید فکر　　نہ کر کسی کے عیب کُرید
نہ فکر آهوت نابودشابود بھی وجود　　اپنے کو ہی سجود یعنی اُس کو سجود

حق موجود سدا موجود
سدا موجود لامحدود

اللہ بھی بقامحمدؐ ہے قائد بنا　　ایک وجودنہیں کوئی اس کی حدود
محمد ﷺ پاک کو وعدہ فرمایا محمود　　کہیں فرعون، کہیں موسیٰ، کہیں داؤد
توہی اوپر تو ہی نیچے تو پہلے تو ہی بعد　　تو مالک تو ہی خالق تجھ ہی کو کریں سجود
کہیں ظالم، کہیں بالم، کہیں شیطان مردود　　حق موجود نہیں کسی اور کو سجود

حق موجود اناک حمید و مجید
بنا کسی وجود حق موجود

نعرہ حق موجود کہے وہی یو ہی ہوند　　موجود ہی کو سجود ہو فلاح و بہبود
ختم کرتا منہ کا سواد اندر کا سواد　　اللہ کے پہچاننے میں نہ چاہے کوئی سواد

حق موجود سدا موجود
بنا کسی وجود حق موجود

فقیر نہ کرے فکر اپنے ہی کبھی فائدا　　کرے بھی وقت پڑے فیض و فوائد

حق موجود سدا موجود

اللہ کرے ہر کسی کی مدد　　دل ہوجائے حق سے آباد
فقیر فکر میں نہ کرے کسی کو شکوہ فرد　　نہ ہی کرے شکایت کرے توبہ فریاد
فقیر فواد بھی فریاد بھی کبھی ممال کا جہاد　　کبھی آواز کبھی بے آواز کبھی نام فرید

حق موجود سدا موجود
درد ہی درد ہے بنا کسی وجود

فقیر کا بوسیدہ جسم لیکن ہوتا　　اللہ کی صحیح شدہ رشید
فقیر فرید بھی درد شدید بھی　　مجید بھی مزار بعد مخلوق فیض فواد

حق موجود سدا موجود
مرد کی مدد کی اسی کو ہے داد

فقیر فکر ہی میں مرد　　نہ گرم نہ سرد نہ افراد نہ فرد

حق موجود سدا موجود
بقاء اللہ وجود

اقوال واشعار

خدشہ اور خوف دو فرق ہیں شاکر
خدشہ بدل جاتا ہے اندیشے میں خوف طرف اللہ کے ولی کو نہیں ہوتا

توفیق رجوع ہوتی ہے اللہ کی طرف بطرف میرا
شروع ملنا ہوگئی فجر سے نزاع شروع ہوگئی عصر سے

بے ادبی سے نام لینا بھی بے ادبی ہے تیرے نام کی
محفل میں محمد کا بغیر ﷺ نام لے لینا گمراہی ہوتی ہے
تیرے سہارے چلے یقین ہمارے اسباب سبب تمہارے

جاتے ہوئے ہم سب کو تکتے رہتے ہیں انسان کو دنیا سے
جانے دو سب جائیں گے من ہی من میں اُمید انسان کو دنیا سے

دنیا میری ہے

میری یہ دنیا میری زندگی ہے اُس کے مالک سے میرا مالک مجھے ملا
یہ سنہری یہ چاند سی چاندی پابندی زندگی میں ہادی مجھے ملا
سخت پہاڑ ہیں تو نرم مٹی کے ٹیلے بھی ہیں
جھوٹ کا ساگر ہے تو کیا ہوا سچ کے دریا بھتے ہیں
ڈبو دینے والے دریا ہیں تو رحمت کی بارشیں بہتی ہیں
جلا دینے کے لیے کافی اگر سورج ہے چھاؤں کے سائے درخت تو ہیں
فساد، ضد، حسد دنیا میں ہے اگر، میرے ہادی واحد بھی تو ہیں

میں حق ہوں بے شک ہوں ہر دم لاج رکھ ہوں
میں خلیل ہوں جلیل ہوں میں تیری دلیل ہوں

میں بے پرواہ پرور بھی ہوں بے نیاز ہوں
میں تصّور خیال ہوں جلِّ جلال ہوں خلیل ہوں

کوئی بھاگے گا موت سے ہم دوڑیں گے موت کی طرف
میرے ہادی کو واپس دے یا ہمیں لے ہادی کی طرف

سب حیات گذری جدائی فدائی کھیلتے کھیلتے
جدا بھی پھر فدا بھی بچھڑتے ہیں ملتے ملتے

مرشد چلے گئے ہم سے جدا ہوکر اس دنیا سے کچھ وقت سے
ہم بھی ملنے چلے شیخ سے اُس دنیا میں اُن کے پاس

اب تو فنا ہوکر بھی مل لیے اُس دنیا میں بقاء ہوئے اس دنیا میں
سُنا ہے قیامت میں محمدؐ کے ساتھ اُن کے عاشقو روضہ یہی ہو گا فنا میں
ہم پھر جدا ہونگے اُڑادیئے جائیں گے قیامت کے اڑتے پتھروں میں
جدائی جدائی چلتا رہے گا گورکھ دھندا بعد قیامت میں

دُعا

بیڑا پار کردے کائنات کا خیر آباد کردے دل میرے کی خشکی ہرا کردے

دنیا کے سمندر پر سامان کشتی کی طرح تیرا دے جو بھی شیطانی سوچ مروادے

میرے دل میں ذکر تیرے شہر کا سحر کردے میرے جہاں پر مہر کردے اندر کے میرے

اندھیرے کو دوپہر کردے دنیا میں جو لکھی مصیبت صدی کو ایک پہر کردے

اندر ذکر میرے کو رواں نہر کردے گناہ میرے لیے لگے جیسے زہر کردے

دنیا پہ اپنی رحمت کو بحر کردے حق تیرا نام پر مجھے ٹھہر ٹھہر کردے

میری دنیا اس جہاں تیرے کو دہشت کررہے ہیں ان پر قہر کردے

بھٹکے بھائیوں کو میرے جیسے نمانو کی طرح رہبر کردے مہر کردے

دشمن امن کے دنیا میں ہمارے ہی آگے زیر کردے مہر کردے

دنیا کے کام کسی میں اگر شاکر زرّہ ہے چاہے پھر بھی فرد کردے مہر کردے

دنیا میں میری آنکھ چار کردے دو اندر دو اوپر کردے مہر کردے

جاؤں کس کے پاس جھولی پھیلا کر اُس سے پہلے اپنی مہر کردے

لگتے نہیں دنیا کے دوا داروں ان میں شفا پھر اپنی شفا پھر دے مہر کردے

مہر کردے پھر کردے کئی بار کردے غلطی بندے کی معاف کردے

رحم کردے وہم ختم کردے دور غم کردے پھر کردے مہر کردے

دل نرم کردے اندر باہر شرم کردے بھرم دنیا میں میرا رکھ دے

قہر دنیا میں کم کردے بالکل ختم کردے صرف اپنے آگے سر میرا خم کردے

امام مہدی کا ظہور کردے ہم پر جہنم ختم کردے مہر کردے

دعا

رب رکھ لاج راستہ کھول رحم رحیم کتنی ہی خطا
تجھے کرنا ہے تجھے کرنا ہے

دُعا، دوا، دین دنیا دان کر صدقے چودہ طبق اور کتنے ہیں جو پتہ
تجھے کرنا ہے تجھے کرنا ہے

فانی فنا فقت دنیا سے فائدہ کر فقیر فکر سے فاقے سے فتح
تجھے کرنا ہے تجھے کرنا ہے

رحم رحم کر رحمٰن ہے تو یہ راگ میرا قائم ہو پختہ
تجھے کرنا ہے تجھے کرنا ہے

رب کے آگے رباب بجاؤں برحق کا رب بھرم لکھَ رکھتا
تجھے کرنا ہے تجھے کرنا ہے

باقی بااللہ بالم ہے بقا کر بقول تیرے ساتھ تیرے بخت بھی بجتا
تجھے کرنا ہے تجھے کرنا ہے

رزاق رزق دے رفتار تیز کر زندگی کی رفتہ رفتہ
تجھے کرنا ہے تجھے کرنا ہے

ڪلام

ذات تون

پاڻ ئي پلائي پاڻ ڏي عقل پاڻ ذات عظيم
پاڻ ئي جلِ جلال پاڻ رحم رحيم
پاڻ ڪري جل تل پاڻ ڪري اُڄ ڪل پاڻ ئي شرم
پاڻ ئي قهار پاڻ فقير پاڻ رب ڪريم
پاڻ ئي ماري پاڻ ئي پيدا ڪري پاڻ دوست پاڻ ئي رقيب
پاڻ حد پاڻ بيحد پاڻ دور پاڻ قريب
پاڻ ڪري قائل پاڻ قُل پاڻ ڪري نيڪ پاڻ ڪري خراب
پاڻ ئي راضي پاڻ نماڻو پاڻ ڏي بيماري پاڻ حڪيم
پاڻ سمجھ شين تون جيڪو جوڙي جهان لِڪي ڪري فريب
پاڻ وڙهي پاڻ نهي پاڻ آهي دوست پاڻ رقيب
پاڻ ئي ڏي معلوم پاڻ ڏي علم پاڻ لڪائي تي گُم
پاڻ ڏي مال ملڪيت پاڻ ڪسي ڪري غريب
پاڻ ئي ڏيکاري خواب پاڻ ڪري حلال پاڻ ڪري حرام
پاڻ ڪرائي ڪم پاڻ دوستم پاڻ دوست ڪرائي گناه پاڻ ئي ڏي ثواب
پاڻ ئي شڪور پاڻ ڪري شُڪرپاڻ ڏياري شاڪر ڪي قُرب
پاڻ نرم پاڻ ڪرم پاڻ اڪرام پاڻ بهرام پاڻ رکي يرم
پاڻ مذهب پاڻ قسم پاڻ اسلام پاڻ هندو ڌرم
پاڻ ئي ڪرائي حج پاڻ پارائي احرام پاڻ ئي ڪعبه حرم

خواہش

کاش کہ دوست ہو جاؤں محمدؐ کے پیارے جس معزز نام جامی ہے
شاکرؔ شکر ہے کروں شکرانے مل گیا محمدؐ اور اللہ کافی ہے
عقل حکمت یہی تو ہوتی ہے مالک وہی ہے دائمی ہے
خواہش کی دنیا سے بچ جاؤں تم میں بھی اس کے سہارے جو رحمی ہے
نعت جو حمد لکھیں ہیں سواد ملے اس کا جہاں جنت انعامی ہے
محمدؐ میرا مالک بھی ھادی علیؑ ہے دونوں میرے شافی ہے
آسرہ کرتا ہوں بڑی اُمید سے بھی ہوں نام اللہ معافی ہے
میرا نمانا زندہ ہے جب تو میرے ساتھ بس مزار میں آرامی ہے
سو فیصد بھی سوا سو دفعہ دور کرے گا اللہ میری خامی ہے
شاکر تو نے شانِ الٰہی کیا لکھی وہ تو ہے یہ بات عامی ہے
سب بھی خوش ہو جائے اللہ میاں سب کو دے ایسی ماں جیسے میری امیّ ہے
لکھا ہے جو وہ عالم پر رحم ہو نہ کہ بات عوامی ہے
ذکر کا ذاکر ہوں صابر کا بھی شاکر ہو صبح و شامی ہے
چھوڑوں کیسے چاہے تیرے نام سے کام نہ بنے دنیا کے یہ بدنامی ہے
کون کہتا ہے میرا ہادی چل بسا وہ تو ہر وقت ہم سے کلامی ہے
مجھے کیسے ڈر موت سے ہوگا جو کام محمدؐ میں غلامی ہے
روز بروز دیکھتے ہیں مزاروں پر محمدؐ کے نام کی سلامی ہے
روز سودا سر کا کرتے ہیں نام محمدؐ پر کئی سر نیلامی ہے
علی مولا مالک ہے وجہ یہ نہ کہ میں سالک ہوں نمانا میرا سوامی ہے
ہوگا یہ مشہور شاعر تو نمانے کی ہی نیک نامی ہے
سر تلیؔ پر نہ ہاتھ کھلبلی پر بس میرا مرشد حامد و ناصر حامی ہے

دُعا دردِ مریض کی

اللہ اگر درد ہے تو تیرا درد ہی رہے
اللہ تیرا درد ٹھیک کرے وہ درد درود ہے تو درد رہے
اللہ تیرے زخم کو کوئی نہ اُکھیڑے، یہ سرد ہی رہے
اللہ تیرا مرض ٹھیک کرے، وہ مرض ہے تو مرض رہے
تو داتا ہے تو دیتا ہے، تو دیتا رہے میرا مجھ سے کوئی لیتا رہے
تو ہے تو احسان ہے، محمدؐ کا میرے ساتھ درود رہے
اللہ نے دیا درد ثابت قدم رہے اور تو مرد رہے
نزاع میں تیرا نام رہے درود کا ہی ورد رہے
یہ مرض ہے توبھی پھر یہ مرض ہی رہے
اللہ تیرا درد دنیا کا تو ٹھیک کرے
جان مال کا مالک تو ہی ہے نہ کوئی ابہام رہے
کبھی میں خاص کبھی عام ہی میں فرد رہے
اللہ تیرا درد ٹھیک کرے وہ درد ہے تو درد رہے
اللہ نے دیا درد ثابت قدم رہے اور تو مرد رہے
یہ مرض ہے تو مرض ہی رہے
نزاع میں بھی تیرا نام رہے درد کا ورد رہے
یہ مرض ہے تو پھر یہ مرض ہی رہے
مرض روحانی ہے تو ختم نہ کرے زخم تیرا سرد رہے
مرض میرے کو اللہ کا درد دے، روح میرے کا طبیب ارد گرد رہے
آنکھ پُرنم یاد میں رہے، عشق میں چہرہ میرا زرد رہے
آج شاکر تو صابر ہے، پھر تو ہمیشہ بار برد رہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلام

اے ہادی پاک جب سے محبت کے ہم اثر دار ہوئے
پنجتن کے عاشق ہوئے، حسینؑ کے عزادار ہوئے
ہم بھی کبھی گناہ گار تھے، محفل تیری سے علیؑ کے حُبدار ہوئے
اوروں کے نوکر تھے، تیری نگاہ سے تیرے آستانے کے کم دار ہوئے
دنیا داری میں پھنسے تھے، تن سیوا کے حق دار ہوئے
دل مردہ تھا میرا، اب زندہ دل ہوں، تم میرے دلدار ہوئے
بد کردار ہم تھے، تیرے ساتھ مل کر ہم بھی بہتر کردار ہوئے
پہلے رحم دل تھے، ہم آپ سے مل کر خیر خواہ ہوئے
تھے اندھیرے ہی اندھیرے زندگی میں، اب غفلت کی نیند سے بیدار ہوئے
غریب کا بھی اگرچہ تو مالک، ہادی کے ساتھ کیسے نادار ہوئے
کام کرتے رہے اس دنیا کے، دل لگا وہاں پھر کیسے دنیا دار ہوئے
شیخ ہی کی جب پوجا ہم نے کی تب ہی تو نور کے دیدار ہوئے
اُس دنیا میں فلاح پاگئے وہ، اِس دنیا جو سے بےزار ہوئے
چلے جو ذکر الٰہی سے اس دنیا میں بھی، وہی تو سمجھدار ہوئے
پردہ تیرے گناہوں کا یہاں تو ہوجائے، وہاں سب عیب نمودار ہوئے
بِنا ہادی کے رسوائی یہاں، وہاں بھی تو بیکار ہوئے
دولت سے شاہوکار تو یہاں ہوئے، عمل سے وہاں شاہوکار ہوئے
کِیّا جنہوں نے ذکر، فکر سے کام لیا، یہی تو وہ سرکار ہوئے
نہ علم نہ عمل نہ عالم ظاہر ڈھونگ کیے وہ مکّار ہوئے
دین کی بات دنیا میں ہاتھ ہے شاکر کا جب سے نمانو کے جمعدار ہوئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شانِ علیؑ

میرا مولا علیؑ مولا، ہے سب کا مولا، کرے وہ غم دور علیؑ مولا

سب دُکھ درد دور ہوئے، جس نے علیؑ علیؑ بولا

یہ ہی میرا بھی مالک ہے، میرا علیؑ مولا علیؑ مولا

شان جس کی ہے بے تول وہ مولا، علیؑ مولا علیؑ مولاؑ

محمدؐ کا پیارا مولا علیؑ ہمارا ہے، شک نہیں ہے ماشہ نہ تو بہ، علیؑ مولا علیؑ مولا

تیرا سب سہارا، سب کچھ تمہارا کشیر اعلیٰ

میرا سہارا سارا ہمارا، علیؑ مولا علیؑ مولا

سبھی بند در ہو جائیں نام علیؑ، جس نے دل کا دروازہ کھولا، علیؑ مولا علیؑ مولا

علیؑ کے نام کا اوڑھنا، بچھونا، علیؑ کا چولا

شان علیؑ کی بڑائی کے، پڑھ کر شاکرؔ بھولا، علیؑ مولا علیؑ مولا

شان علیؑ مان علیؑ، مان علیؑ دھیان علیؑ دان علیؑ مولا

جان علیؑ نایاب علیؑ، علم کی کان علیؑ، محمدؐ کی زبان علیؑ مولا

بندہ تھا بے دم تھا علیؑ مولا، جب ہی دل کو محمدؐ نے کھولا

اللہ نے جب بتایا، مولا کو ایک پلڑے میں دنیا، دوسرے میں، علیؑ کو تولا

نام علیؑ سے جنت ہی بنتی ہے، نام سے صاف سفید ہو کوئلا

کر کرم علیؑ مولا، رَکھ بھرم علیؑ مولا، علیؑ مولا

اللہ کے پیارے، محمدؐ کے دلارے علیؑ مولا، بھر دے میرا جھولا

بڑی جنگ ہے، بڑے تنگ ہیں، ختم کر اندر کا میرا رولا

علیؑ مولا ہو بھلا، سب کا جو کہے علیؑ مولا علیؑ مولا

شب و روز کر

شب و روز ہی کا روزہ رکھنا تھا
ہر دن سوچ میں موت کا مزا چکھنا تھا
اپنا بھرم بھی، اوروں کا بھی رکھنا اور رکھانا تھا
گناہ اگر سرزد ہوجائے تو، سرخم رکھنا تھا
وعدءِ یار بھی یاد رکھنا تھا، نیک کو دیکھ کر جھکنا تھا
کسی اور کو دیکھ کر دکھ میں، اپنا بھی دل دُکھنا تھا
روزی کا وعدہ اللہ نے کیا، میں نے روزی کے لیے اُسی کو تکنا تھا
مجھے جو ملا ہے نمانے سے شاکر، یہ نام اُس کا لکھنا تھا
فرق جو کرے مانوں نہ اس کو مسلمان، مجھے محمدؐ اور علیؑ میں فرق نہ رکھنا تھا
دُکھ سُکھ میں ہی کرنا ہے گزارا اس میں جمنا تھا
لینا جو تھا تجھے فیض جو جم کے، اللہ سے تجھے کانپنا تھا
اللہ اللہ کرنا تھا مرشد محمدؐ علیؑ کہنا دل دعا دماغ چمکنا تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نعت

درود کی توفیق ہی اللہ کے محمدؐ کی شان بڑھانا ہے
جو پڑھے نعت رسولؐ، شاہی کام کمانا ہے، بڑھانا ہے
شان بھی اس کی، نعت بھی اس کی، پھر ڈر کو بھی ڈرانا ہے
اُحد بھی، بدر بھی، حق کا کلمہ بلند کیا، مرنا کیا مروانا ہے
غار ثور بھی رحمت ہوئی، بنی بھی ڈر گئے، درخت چڑوانا ہے
عشق رسول محمدؐ میں جل جائے جو، آدمی ہی نہیں، پروانا ہے
چلتا ہی جا، شان محمدؐ پڑھتا جا، پھر کیا گھبرانا ہے
نماز قائم نہ ہوتی درود کے سوا، نماز سے کچھ چُرانا ہے
محمدؐ احمد سے لینا ہے تو پاک درود دینا ہے، رحمت کی بھرنی اور بھروانا ہے
اگرچہ جڑوانا ہے، نماز قائم کرنا ہے، ماتھے پر محراب کا تاج جڑوانا ہے
دُکھ میں بھی، سُکھ میں بھی، دے سزا اپنے ساتھ اوروں کا بیڑا تروانا ہے
شاکر نے شان لکھنی ہے بیشک ورنہ صحبت میں فرشتوں سے اللہ نے تو کروانا ہے
شاکر کو شکایت ہی نہیں کمال ہے کسی سے محمدؐ سے کرم کروانا ہے
محمدؐ کے معاملے میں معقول دام اپنے کو ہروانا ہے
محمدؐ کے متوالے متواتر ہیں اپنے ماتھے پر نعت کے ہیرے جڑوانا ہے
محمدؐ کی محبت میں معلوم نہیں قیمتی شے کو بھی لٹانا ہے
محمدؐ کے مولا میرے تو مولا ہیں مجھے جس نے بتایا، ایک مولانا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمہ اوست

سورج چاند اِدھر اُدھر اُن کا بھی مالک میں ہی ہوں
زمین نیچے ہے آسمان اوپر ہے، اُن کا بھی مالک میں ہی ہوں
باغ چمن میں چرند پرند، اُن کا بھی مالک میں ہی ہوں
دریا سمندر کا مالک خواجہ خضرؑ اُن کا بھی مالک میں ہی ہوں
میرے نور سے بجسمُ موسیٰؑ کی کشتی کا مالک میں ہی ہوں
آگ جلائے، پانی بجھائے، پانی کا مالک بھی میں ہی ہوں
شیر مارے، ہرن بچائے، شیر کا مالک بھی میں ہی ہوں
جنگل کا بادشاہ ببر شیر، جنگل کا مالک بھی میں ہی ہوں
طوطے کی ٹیں ٹیں، چڑیا کی چوں چوں، کُوکے کوئل کا مالک بھی میں ہی ہوں
مینار سے کبوتر ادھر اُدھر، نعرہ لگائے اللہ ہو، مینار کا مالک بھی میں ہی ہوں
شاکر میرا صابر میرا، شاکؔر کا مالک میں ہی ہوں
مریض اور مرض دونوں ایک، شفاء کا مالک بھی میں ہی ہوں
شفاء، نفع، خفا، رجع، دفع، آقا، آگاہ کا مالک بھی میں ہی ہوں
رحیم، کریم، تسلیم، کلیم، رحمٰن، امان، آسان بھی میں ہی ہوں
قادر، قدرت، قدوس، سدا قائم کُل بھی میں ہی ہوں
شاہی، ماہی، آگاہی، راہی، بادشاہی فقیر بھی میں ہی ہوں
بو توں، خوشبو، سوں سوں، ہوں ہوں بھی میں ہی ہوں
باطن، ظاہر، قابل، ماہر، قاتل، مقتول، روّں روّں بھی میں ہی ہوں
بر، بحر، برسات، بادل برسے، گرج گوں گوں بھی میں ہی ہوں

اس کتاب میں بندے کے لیے

اصل میں یہ بات ہے سارا جھوٹ کا کھیل ہے
یہاں نہیں تو وہاں ضرور جیل ہے
اصل میں یہ بات ہے دنیا جھوٹی ریل ہے
یہاں نہیں تو وہاں ضرور جیل ہے
اصل کی یہ بات ہے دنیا جھوٹ سچ کا میل ہے
یہاں نہیں تو وہاں ضرور جیل ہے
اصل کی یہ بات ہے دنیا جھوٹ کا دھکم پیل ہے
یہاں نہیں تو وہاں ضرور جیل ہے
اصل کی یہ بات ہے اللہ نزد ہے انسان کا نیل ہے
یہاں نہیں تو وہاں ضرور جیل ہے
اصل کی یہ بات ہے وہ ضرور ظاہر ہوگا جس کے دل میں میل ہے
یہاں نہیں تو وہاں ضرور جیل ہے
اصل کی یہ بات ہے گناہ میں تجھے اللہ نے جو دی ڈِھیل ہے
یہاں نہیں تو وہاں ضرور جیل ہے
اصل کی یہ بات ہے جو تو جو انسان ہے گناہ کو آ مار مجھے بیل ہے
یہاں نہیں تو وہاں ضرور جیل ہے
اصل کی یہ بات ہے بندہ بندے کا ہی نکال رہا تیل ہے
یہاں نہیں تو وہاں ضرور جیل ہے
اصل کی یہ بات ہے آدمی سودا کر رہا ہے بندے کا ضمیر سیل ہے
یہاں نہیں تو وہاں ضرور جیل ہے
اصل کی یہ بات ہے جوانی میں بھی تو نہ سُدھرا اب عمر آخری ٹیل ہے
یہاں نہیں تو وہاں ضرور جیل ہے

اصل کی یہ بات ہے جو اللہ کے نام پر منافقت سے کہتا ویل ویل ہے
یہاں نہیں تو وہاں ضرور جیل ہے
اصل کی یہ بات ہے جو کھاتا ہے یتیموں کا مال وہ باز اور چیل ہے
یہاں نہیں تو وہاں ضرور جیل ہے
اصل کی یہ بات ہے ہم تو املام کے ابابیل ہیں تم کھا کر حرام چاہے کافر فیل ہے
یہاں نہیں تو وہاں ضرور جیل ہے
اصل کی یہ بات ہے سب مذہب متفق ہیں سچ سے توریت انجیل ہے
جھوٹ پر یہاں بھی جیل اور وہاں بھی جیل ہے

کتاب کی بات

اصل میں جو بات ہے یہ شاید میری بات نہیں ہے آفاقی بات ہے
میرا آستانہ ایسا ہے جیسے صوبوں کی ایک وفاقی بات ہے
اصل میں جو بات ہے جو میرے دماغ کی جو بات وہ میں نے دماغ سے دفع کی بات ہے
اصل میں جو بات ہے میں نے خود دیکھا اپنے ہادی کو یہ کئی دفعہ کی بات ہے
اصل میں جو بات ہے اس کتاب میں لکھنے والی اللہ کی ذات یہی نفع کی بات ہے
قرآن کی آیت ہے قرآن کی آیت ہے
اصل میں جو بات ہے محمدؐ نے کفر کو جو دی ہمیشہ مات ہے وہ وفا کی نعت ہے
صلواۃ ہے صلواۃ ہے
اصل میں جو بات ہے جو حق بات نہ کرے وہ مجھے لگتی خفا کی بات ہے ہمہ حُقا کی رات ہے
صلواۃ ہے صلواۃ ہے
اصل میں جو بات ہے جو یہ کتاب ہے اس میں معاملہ دل کا نہ کہ آنت ہے
قرآن کی آیت ہے قرآن کی آیت ہے
اصل میں جو بات ہے ہر سانس میں نام اللہ ہر کام ذکر کی پونی چرکھا کات کی ہے ذات پات ہے
قرآن کی آیت ہے قرآن کی آیت ہے
اصل میں جو بات ہے جو حکم محمدؐ کا شادی کرو اللہ کا بھی نہ کہ بات ناتھ کی ہے
صلواۃ ہے صلواۃ ہے
اصل میں جو بات ہے عمل بھی علم بھی دونوں قرآن نہ کہ بات اپنے ہاتھ کی ہے
قرآن کی آیت ہے قرآن کی آیت ہے
اصل میں جو بات ہے علم جو دے وہ علی جو رحم کرے وہ اعلیٰ یہ محمدؐ کی عنایت کی ہے
صلواۃ ہے صلواۃ ہے
اصل یہ بات ہے سُن لے اللہ بندے کی وہ راز ایک شاعت کی ہے
صلواۃ ہے صلواۃ ہے

اصل یہ بات ہے حضورؐ نے دی دنیا میں اپنے بندوں کے نام ولایت کی ہے
قرآن کی یہ آیت ہے قرآن کی یہ آیت ہے
اصل یہ بات ہے اللہ نے اپنے دوستوں کو ڈر اور خوف سے دنیا میں رعایت دی ہے
بقر، سورۃ ہے بقر، سورۃ ہے
اصل یہ بات ہے جو کرے وہ بھرے قیامت میں وجہ ہونا ملامت کی ہے
قرآن کی یہ آیت ہے قرآن کی یہ آیت ہے
اصل یہ بات ہے اسلام مذہب محمدؐ کا ہر بات کی بنیاد سلامت کی ہے
صلواۃ ہے صلواۃ ہے
اصل یہ بات ہے فقیر اللہ کے نہیں رہتے مزے میں ہر وقت بات کراہت کی ہے
صلواۃ ہے صلواۃ ہے
اصل یہ بات قرآن میں بھی ہے اللہ ذات ہے بات سلامت ہے
قرآن کی یہ آیت ہے قرآن کی یہ آیت ہے
اصل یہ بات ہے اللہ نے خود محمدؐ کو معراج پر بلا کر رُوبرُو ملاقات کی ہے
قرآن کی یہ آیت ہے قرآن کی یہ آیت ہے
اصل یہ بات ہے نور نے کی چاند نور کی اُنگلی کے اشارے سے دو ٹکڑے کر کے یہ کرامت کی ہے
صلواۃ ہے صلواۃ ہے
اصل یہ بات ہے تیرا راز بچ جانا تیرا کمال نہیں موت ساتھ ہے وقت گھات ہے
قرآن کی یہ آیت ہے قرآن کی یہ آیت ہے
اصل یہ بات ہے نکلے سچ بات ہے منہ، ماؤتھ، سندھی میں وات کی ہے
قرآن کی یہ آیت ہے قرآن کی یہ آیت ہے
اصل یہ بات ہے میرے اُوپر سایہ ہے نمانو کا نہیں وجہ اُس کی وفات ہے
وہ میرے ساتھ ہے وہ میرے ساتھ ہے
اصل یہ بات ہے مرنے پر مل جائے کلمہ نصیب کا ورنہ بات سکرات کی ہے
وہ میرے ساتھ ہے وہ میرے ساتھ ہے

غرق غلامی میں

سدا رہے سنسار کے شوق میں شہوت کے گھوڑے پر سوار

سکون کے جنون میں جل رہا ہے جہاں کا سارا شریر

مزا اور سزا میں شل ہو رہا سدا سے سنسار

سہولت کو سنوارنے میں سارے سرُور میں سرشار

بغض کو بھر لیا مغز میں، میں نے غضب غصّے سے ڈر غفّاؔر

عرض عروج پر کرتے ہو مرض کے قرض سے شرابور

راج لٹواتے ہو خود ہو لالچ لعنت میں ملتی ہے مار

فخر کی فراخ دلی کرتے فاقہ فکر نہیں کرتے ہیں نہ شرمسار

فلاح کیا ہے اپنی فلاح کی فکر نہیں چاہیے کوئی فائدہ جائے پاس فقیر

شاکر شِکرا کی طرح شکار پر شکاری گھات دیکھ رہا ہے شکور

ہر کوئی آپ جانئیں

مُلّا کیوں مریں جو مرنے سے پہلے وہ مرے جو مرنے کی بات کرتے ہیں

آدمی کیوں پہلے سر دے تو سچا طالب جو بات کرتے ہیں

تقویٰ کیوں ہم کریں وہ کرے جو بتایا کرتے ہیں

نماز میں سر کٹوائے کیوں ہم وہ کٹوائے جو بات کرتے ہیں

وعدہ پورا کیوں ہم کریں وہ وعدہ پورا کریں جو بات کرتے ہیں

سخاوت کیوں ہم کریں وہ سخاوت کرے جو بات کرتے ہیں

چِلاَّ کیوں ہم کاٹیں وہ کاٹے جو بات کرتے ہیں

تہجد کیوں ہم پڑھیں وہ پڑھیں جو بات کرتے ہیں

قرآن کیوں ہم پڑھیں وہ پڑھیں جو بات کرتے ہیں

قرآن سے فائدہ کیوں ہم لیں وہ لیں جو بات کرتے ہیں

سرکار سے فائدہ کیوں ہم لیں وہ لیں جو بات ہی کرتے ہیں

بے بسی بھی بے خوفی بھی

قتل قتلام ازل سے ہے قائم قدرت کی قدرتی ہے
تو گھوم پھرتو ہو کے شیر

اعلیٰ ہیں علم کے عالم لالچ لوبھ ہیں اپنے ہی کام پھرتی ہے
تو گھوم پھرتو ہو کے شیر

غدّاری غضب ازل سے غمگسار سے غم شروع سے صبح غلطی ہے
تو گھوم پھرتو ہو کے شیر

تاریخ کی بات تاریخی ہے توکّل پر گناہ ثواب اوپر تُلتی ہے
تو گھوم پھرتو ہو کے شیر

باقی باالله بقاء کی بات بقایہ پہلے سے یہ نہیں بدلتی ہے
تو گھوم پھرتو ہو کے شیر

چالاکی چالو لوگ کے چکر اوّل سے ہیں توں چلا جہاں تک چلتی ہے
تو گھوم پھرتو ہو کے شیر

خراب خبر سے ہی کھول آنکھ پھر نہ جانے مرے پر کیا کھلتی ہے
تو گھوم پھرتو ہو کے شیر

جہنم الله نے جہاں میں بھی پیدا کیا ہے وہاں کیا پتہ آگ جلتی ہے
تو گھوم پھرتو ہو کے شیر

بدعت کی بلا بدن میں بحال شروع سے بقاء کی آگ سب میں بَلتی ہے
تو گھوم پھرتو ہو کے شیر

داغ دوزخ دوغلائی دائم ہے دائم سے ہے یہ صرف وہ آنکھ دیکھتی ہے
تو گھوم پھرتو ہو کے شیر

دعا دھوکا دور دور پھیلی دائم سے پھر تیری کیا دُکھتی ہے
تو گھوم پھرتو ہو کے شیر

سارا سنسار گُم سُم ہے شروع سے عشق کی آگ بھڑکتی نہ سُلگتی ہے
تو گھوم پھرتو ہو کے شیر

پھول بھی ساتھ ہی کانٹا بھی وہ یہ عمل ہمیشہ سے پھولتی پھیلتی ہے
تو گھوم پھرتو ہو کے شیر

گھائل گناہ گند گناہ گار بھی گمان بھی گول بھی اور گُھلتی ہے
تو گھوم پھرتو ہو کے شیر

شکوہ بھی ہے شکایت بھی شکاری شروع سے ہیں شاعت سُلگتی ہے
تو گھوم پھرتو ہو کے شیر

شر بھی شرائط بھی شکور کی سرکار شاکر شکایت سنتی ہے
تو گھوم پھرتو ہو کے شیر

شرم بھی ہے بے شرم بھی ہے شاکرؔ کی شکور شکایت سنتی ہے
تو گھوم پھرتو ہو کے شیر

خدشات

کیوں ہوا کیسے ہوا کیا ہو گا یہ سوال تیرے تو ہیں
کیسے کروں گا کیوں کروں گا یہ بھی سوال تیرے تو ہیں
کیوں ہے کیسے ہے جو ہو گا یہ جواب یہ سب میرے لیے تو ہے
ویسے ہی کرو جیسے حکم ہے یہ جواب تیرے لیے تو ہے

اشعار

جو میرا راگ ہے وہ ہی میرا بھاگ تو ہے
جو میری مانگ ہے وہ تیری تانگ تو ہے
شکر اس ہی پر ہوں جو مِلا دال ہے ساگ تو ہے
جو میری جاگ ہے وہ میری مانگ ہے اسی پر ہم آہنگ ہے
جو میرا دماغ تیرے کرم پر دنگ ہے تبھی تو رنگ ہے
جو تونے کیا اور میں نے کیا یہ بھی ایک پنگَ ہے
جو شاکر تیرا یہ رنگ ہے جب سے نمانا تیرے سنگ ہے

بندا بھی ہمہ اوست بھی

دنیا دانت کے نیچے میری، دعا دماغ میرے میں
دین سینہ میرا، جگ جگر میرے میں
دوا منہ میرے میں، شفا ہاتھ تیرے میں
دروازہ دور نہیں داتا میرے کا، گرہو درد دل میرے میں
دوہائی دور ہم سے، لاحُدود میرے میں دم دم میں
دغا والوں داروں بھی دعا بھی جو آئے دربار میرے میں
دانائی اُداسی در میرے کی درد کی دوائی میرے میں
دور میرا ہے داد میرے در پر دیر سے کافی میرے میں
درد کا ڈیرا درود کے ساتھ دیر تک میرے میں
دفع وَدور کر دوئی کو، اَحد احمد ایک ہی ہیں میرے میں
دور نہیں داتا شاکرؔ کے دل میں دائم تھا دائم ہے قائم میرے میں
درود دُعا داروں لیے احمد میں ہو درد دل میرے میں

عدل کا بدلہ

دھوکا اُس کو دیتے ہو موقع اپنا کھوتے ہو
دل اُس کا دھوئے دیتے ہو

دغا اُس کو دیتے ہو داغ اپنا کر لیتے ہو
دعا اُس کو دیتے ہو

چوری اُس کی کر لیتے ہو چِراغ اپنا غُل کر لیتے ہو
چاہت اُس کو ہی دے دیتے ہو

چغلی اُس کی کر لیتے ہو چماٹ خود کھا لیتے ہو
چراغ اُس کا جلائے دیتے ہو

چالاکی اُس سے کر لیتے ہو چس اپنا کھو لیتے ہو
چاشنی چاہت اُس کو دے دیتے ہو

علاقہ اُس کا لے لیتے ہو عمل اپنا خراب کرتے ہو
عقل حصّے اپنی کی اُس کو دے دیتے ہو

دنیا اُس کی لے لیتے ہو دم اپنے کھو دیتے ہو
دائم اُس کو کر دیتے ہو

تم بے وفائی تو اُس سے کر دیتے ہو کمائی اپنی سمجھ لیتے ہو
دنیا میں نمائی تو اُس کو کر دیتے ہو

دولت اُس کی لے لیتے ہو دعا اپنی کھو دیتے ہو
دولت میں جو دوائی اُس کو دے دیتے ہو

فرق اُس سے کر لیتے ہو فارغ خود ہو جاتے ہو
فائدہ اُس کو دیئے دیتے ہو

مطلب اُس سے لے لیتے ہو ماتم اپنا کروالیتے ہو
محتاط اُس کو کر دیتے ہو

تم مروا اُس کو دے دیتے ہو پھر محتاج خود ہو جاتے ہو
امانت علم کا اُس کو بنا دیتے ہو

قتل اُس کو کر دیتے ہو پھر قطعہً ہو جاتے ہو
قائم اُس کو کر جاتے ہو

شک اُس پر کرتے ہو پھر شکوہ خود بن جاتے ہو
شکور کا شاکرؔ اُس کو بنا جاتے ہو

نقل اُس کی کرتے ہو نقلی خود بن جاتے ہو
نمانے کو واحد بنا جاتے ہو

تم اس کو گرادیتے ہو زمین پر کیا ہرائے دیتے ہو اُس کو
دنیا میں اُس کو گراں سے گزار تو دیتے ہو

کلام

عبد ہوں

آسمان میرا ہے تو شان بھی میری ہے
پھر بھی عبد ہوں عبد ہوں

زمین میری ہے تو آن بھی میری ہے
پھر بھی عبد ہوں عبد ہوں

بُت میرا پتھر میرا سونے کی کان بھی میری ہے
پھر بھی عبد ہوں عبد ہوں

مندر میرا ہے اندر میرا احمد جان بھی میری ہے
پھر بھی عبد ہوں عبد ہوں

چاند میرا ہے ماند میرا اللہ کا دھیان بھی میرا ہے
پھر بھی عبد ہوں عبد ہوں

ساغر میرا ہے شاکرؔ میرا شفاء میان میری میں ہے
پھر بھی عبد ہوں عبد ہوں

بقاء کریم میرا فنا میں باقی نگہبان وہ میرا ہے
پھر بھی عبد ہوں عبد ہوں

سورج میرا سارا سنسار میرا دنیا کو دان میرا ہے
پھر بھی عبد ہوں عبد ہوں

دریا میرا دور دُعا کا نہیں داروں میرے میں
پھر بھی عبد ہوں عبد ہوں

معرفت کا سلسلہ

جوانی کے عمل کو مجاز کا شروع کہتے ہیں
اخلاق کے عمل کو حُسن کا شروع کہتے ہیں
حُسن کے نظارے کو پیار کا شروع کہتے ہیں
پیار میں ایثار کو محبت کا شروع کہتے ہیں
محبت کے عمل کو عشق کا شروع کہتے ہیں
عشق کے عمل کو جلنے کا شروع کہتے ہیں
جلنے کے عمل کو پروانے کا شروع کہتے ہیں
پروانے کے خاک ہو جانے کو عاشق کا شروع کہتے ہیں
عاشق کے عمل شروع ہونے کو رضا کے راستے کا شروع کہتے ہیں
رضا کا مقام مل جاتا ہے تو اللہ کی رضا پر بات کا شروع کہتے ہیں
حقیقت وہ مقام ہے بندے کی ہر بات پر اللہ راضی ہے
شاکر کیا لکھتا ہے یہ شروع کیا ختم ہے تو نہ عمل نہ ختم نہ شروع کہتے ہیں
اللہ کی تشریح کو کرے انسان و جن نہ اوّل نہ انتہا ہیں

آدمی کی خواہش ہی خواہش

مادر کے پیٹ میں تو اگر آجائے تو پھر خواہش اور
آگیا دنیا میں تو پھر اپنا ہی سہارا بن گیا، پھر خواہش اور
خود ہی سہارا تو پھر بن جا میرا سہارا یہ خواہش اور
بن گیا سہارا تو تم پاس رہو میرے، پھر خواہش اور
جوانی کی خواہش اور جوان رہنے کی پھر خواہش اور
بڑھاپے کے نہ آنے کی خواہش اور بڑھاپے میں سہارے کی خواہش اور
آسانی کی موت آنے کی آس، اللہ کے سامنے نہ جانے کی خواہش اور
بخشا جاؤں پھر یہ عجب آس دنیا میں جھوٹے امتحان میں پاس
نہ کوئی پاس نہ ساتھ نہ آس نہ داس نہ چمڑی ماس جنت میں شاکرؔ کی خواہش اور
کیا بنایا، کیا بنا، کیا چاہا، کیا ہوگیا نصیب میں اور تیری خواہش اور
اب یہ تیرا پھر یہ بھی میرا ہی میرا یہ بھی خواہش اور
جب سے آیا میں دنیا میں خواہشوں میں گھرا ہوں پھر خواہش اور
آدمی ہوں انسان کی خواہش انسان ہوا نشان کی خواہش اور
بڑے سے بڑا ہونا بڑا ہے بڑائی بڑھاپے میں جوانی کی خواہش اور

اقوال

انسان ایک گول دائرے میں گھوم رہا ہے وہ دائرے کے اندر دنیا کو بڑھانا چاہتا ہے اور دائرے بھی اپنی مرضی سے بڑھانا چاہتا ہے اور پورے دائرے میں چکور کے چکر کی طرح گول گھوم رہا ہے۔

اس درمیان اُس کو خبر نہیں کہ یہ دائرے اللہ کے ہیں اور اس کے بس میں نہیں انسان تو موت سے بے خبر ہے پھر موت آہی جاتی ہے اور موت کو ہر انسان قبل از وقت ہی سمجھتا ہے

لوُٹ تو تُو لے ہی لیگا تو تیار ہے تو بتادے
کھائے گا تو کسی کا تو بھی کسی کو کھلا دے
اگر عزت نہ کرسکے کسی کی پہلے اپنی عزت گنوادے

محمدؐ کے ملزم ہیں اگر معاملہ مسلمانی کا نہ بنایا تم نے
محبت میں ماں سے معاملہ کر اگر محمدؐ کی مدد سے نہ بنایا تم نے

معاملے میں مشکلات میں مدد چاہیے اگر
محمدؐ کے نام سے مدد ملے گی معاملے کے مول اگر

مرشد کا نئے طالب سے سوال

بات کرنے کے اہل نہیں پھر ذات نہیں، راحت مجھ سے مانگتے ہو
رات گزارنے کی بات، روشن چراغ مجھ سے مانگتے ہو
گھات لگائے قاتل تیرے ساتھ ہے، حفاظت مجھ سے مانگتے ہو
ساعت میرے ساتھ ایک نہ گزاری مَن کی، دل مجھ سے مانگتے ہو
نعت ایک لمحہ نہ لکھی نہ پڑھی، محمدؐ کی سفارش مجھ سے مانگتے ہو
اوقات تیری نہیں اللہ کی اطاعت نہیں، ذات مجھ سے مانگتے ہو
مات دنیا کو دے کر آئے ہو میرے پاس، بخشش کے گرُ مجھ سے مانگتے ہو
ہاتھ حقارت کے صاف تیرے نہیں، ہم کیسے ہیں، صفائی مجھ سے مانگتے ہو
لات مار دنیا کی دولت کو پھر ہم دیں گے، جو تم مجھ سے مانگتے ہو
ساتھ چھوڑ جھوٹے جہاں کا پھر ہم سے چھڑوائیں جو تم مجھ سے مانگتے ہو
آنت تیری میں ایک ذرّہ بھی نہ ہو حرام کا، پھر ملے گا وہ جو تم مجھ سے مانگتے ہو
دانت کے درد سے ہی گھبرانے والے لاہوت کاٹے بغیر، بے خوفی مجھ سے مانگتے ہو
رات گئی بات گئی سودا مجھ سے آج ہے شاکرؔ پھر مجھ سے معافی مانگتے ہو
حالات سے ڈرتے ہو ماضی پر مرتے ہو پھر مجھ سے حال مانگتے ہو
شاکر پہلے دے تو سر اس سے پہلے فیض مانگتے ہو

بغداد سے چلی آواز

بغداد سے جسے بغض ہے، میرا نہ کھائے مغز وہ
علی کے بعد رہبر ہوئے صوفیاؤں کے، سُن تو اندر کی آواز وہ
تمہیں کیا پتہ عشق کا یہ پتہ کچھ اور، دُکھ درد دیکھ سوز گداز وہ
باہر سے مجھے دیکھ کر گمراہ نہ ہو، جھاگنا آتا ہے اگر دیکھ پرواز وہ
تیز ہے خیال میرا تصوّر کو آزماؤں، نہ عُقاب شِکّرا دیکھ باز وہ
ہمارے ظاہر راگ پہ نہ جا، نہیں تم نے دیکھے غم کے راگ ساز وہ
عاجز ختم ہوگی جو تیری سازش ہے، وہ بے نیاز ہے دیکھ نیاز وہ
باہر کے کام سے میرا کیا دیکھتے، ریاضت اور دیکھ ریاض وہ
قربانی قرب قریب سے دیکھ، ہمارا مرنا دیکھ بِنا جواز وہ
ہمارے حصّے میں نہ آئے سوال جواب کوئی، پّلے نہ پڑا عشق مجاز وہ
بات شاکرؔ دوئی کی کرنا ہی معذرت، اخلاق اور دیکھ فیاض وہ
جو نہ کرے گیارہویں اگر نہ مانے غوث کو پھر کیا ہوگا سماج وہ
شاکر کو یہ پتہ ہے جو نمانو کو شیخ سے ملا مجھے بھی نواز وہ

قول:۔

حضرت غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانیؒ:

جب ذکر قلب میں جگہ پکڑ جاتا ہے تو بندے کا اللہ کو یاد رکھنا دائمی بن جاتا ہے۔

حُسینؑ کو سلام

میری جھکی آنکھوں کا محمدؐ کے حسینؑ کو سلام
میرے دل کے گُداز کا گہرائی سے محمدؐ کے نواسے کو سلام
میرے دماغ کُل عقل کا شہادت کو سلام
میرے کان جنھوں نے دردِ انتہا کربلا کو سلام
میرے ناک سجدے غم کے رگڑ سے حسینؑ کو سلام
میرے زبان کے تیرے غم کے لہجے کو سلام

امام میں شرمندہ ہوں

میری آنکھیں اِتنا نہ روسکیں حُسینؑ ان کا قصور معاف کر
میرا دل اتنا غمگین نہ ہو سکا تیرے غم میں اس کو معاف کر
میرے کان تیری شہادت کو آج تک قبول نہ کرسکے اس کو معاف کر
میرا دماغ تیری شہادت کو آج تک قبول نہ کرسکا اس کو معاف کر
میری زبان تیری شہادت کی مذمت سے قاصر ہے مذمت کی طاقت عطا کر
شاکر کے قدموں ہاتھوں حسینؑ کے حق کے لیے وہ نہ کرسکے جو کرنے کا حق ہے درگزر کر

اللہ اور بندے کے بیچ

سنو اے سکھیو بات عجب کی مانس کے اُپکار کی
پوچھو ایک ادھوری نے بات بتائی ایک سچار کی
بندے اور اللہ کے بیچ کھڑا کئے حصّار کی
ولین بولا میں کام وہ کروں اللہ مانے پر بندہ کرے انکار کی
بھگوان کھوے بھوون کی بندے کو پڑی سنسار کی
قبر مٹی میں آکر بندہ مانے اللہ پھر بات کرے انکار کی
سنو اے شاکرؔ نمانے کی بات یہ ہے سوچ بچار کی
بات ہے یوں اللہ کی دنیا تیری خسار کی
دنیا نہ کسی کی ہوئی نہ ہے قسم کھاؤں عصر عصار کی
کچھ گزرے کچھ گزارے باقی گزار پیار کی
نہ سُنے سنسار تیری فاالذکُرونِی اَذکُرکُم اللہ تیری پکار کی
سب کو ملے سب سے جُلے بات ہر دم سادھ کی بھی مکار کی
چھپا تیرے مردے اندر نہ سادہ نہ چمکار کی
بھنگی سنگی یاری ناری سب کام اُسی کے نہ ہے سنار کی
نہ ملے تو سو سال میں کسی کو ملے سو سنار کی ایک لوہار کی

ترجمہ: اس میں شاعر نے انسان اور اللہ کے بیچ مرشد یا استاد کا مطلب ہے اور استاد یا مرشد بندے کی سفارش کرتا ہے، اللہ کو اور اللہ جلدی مان جاتا ہے۔ لیکن بندہ کٹو ہر ہے مان کے ہی نہیں دیتا اللہ کے علاوہ طرح طرح کے سہارے بناتا ہے، ڈھونڈتا ہے مرشد لگا ہی رہتا ہے، اللہ اور بندے کے درمیان میں شاعر نصیحت کرتا ہے، بندے کو کہ اے بندہ ابھی بھی وقت ہے اللہ کا حکم مان لو اور اللہ کی طرف آجاؤ ورنہ مرنے کے بعد اللہ کو گڑ گڑا کر مناؤ گے پھر کوئی معافی کا موقع نہیں نہ میرے بیچ میں آنے کی اوقات ہو گی، میں تیرا مرشد ہوں اللہ نے مجھے پاور دیا ہے منانے کا، اے بندہ تو مان جا، ورنہ مرنے کے بعد میری گارنٹی نہیں ہے اور اللہ رحمٰن ہے بخشے تو مالک ہے لیکن مشکل بھی ہے۔

اچھی بات

مُلاّ مروان منکر بھی مدد میں بہشت بہشت کرتا ہے
موت مت مرتا مارت سے پہلے ہمہ اوست کرتا ہے
محُب کی محبت میں مسکین مروت کی موت مرتا ہے
بد در بد بےدرد بےکار بحث بہت کرتا ہے
بیچارہ شاکرؔ پیچ باچ بچ بچاؤ بچت کرتا ہے

سچی بات

ریڑھیں گے نہ ڈریں گے آگے بڑھیں گے اللہ تیری راہ میں
تیرے ہیں تیرے تھے تیرے رہیں گے ذکر ہر ساہ میں
کھڑنگے پڑنگے نہ گریں گے گڑھے میں اللہ تیرے پانی کے واھ میں
یاد سنسار کی نرغ میں تیری یاد ایسے جیسے عید، عیدگاہ میں
کون کہتا ہے ہم مر جائیں گے ہم پڑھیں گے اپنی ہی نماز جنازہ گاہ میں
مزہ آیا ہاں ہاں میں ہم کو نہیں ہوا فائدہ ناہ ناہ میں
ہم تو چھوڑ آئے دوستوں اور رقیبوں کو پھنسے پڑے گناہ میں
ڈر نہیں کسی سے ہم کو ہم تو اللہ کی پناہ میں
کر گزر جو دیکھو شیخ کو کبھی نہ کروں جو کرے مُلاّ کبھی فیض نہیں اللہ کے منع میں
مخلوق کے ساتھ سے بہتر ہے جو مزہ تنہاں میں
بےکار کی گفتار سے پڑھ نعت کر حمد و ثنا میں
مرنا ہی ہے تو مر جا دیر پھر بس تیرے پہلے ہی فنا میں
کیا اُس دنیا میں کیا اِس دنیا میں اللہ کے بِنا میں
نہ پتہ ہمیں سب کا نا ہی پتہ نون گنّا میں
جگ بھی تیرا رنگ بھی تیرا شاہ تیرا وہ پھر کیا دنیا کے شاہ میں

اپنوں کو نصیحت

تو ابھی اپنی گزار تجھے کیا پڑی اولاد کی
تو دیکھ اپنی تیرے باپ نے تجھے کیا بنایا فولاد
اویس مون علی جی جائیں گے اپنی اپنی تجھے کیا ان کے سواد کی
آگے جانا ہی ہے ادھر کی چھوڑ اپنی کر مواد کی

غیوّر غلطی کو غرق کرتا غیرت میں
غلام کی غلطی بھی نہ جائے گی اس گلی میں
غضب غصّے کو گرازاری سے گرا کر گرِ جا سجدے میں گرُ واندر میں
غم میں غرور کر غافل نہ گداز ہو غفلت میں
گناہ کی گہری غار ہے غرق کرنے تیری گھات میں

ضرورت پڑی تو ہو جاؤں جو نہ ہونا چاہیے
مروّت پڑی تو ہو جاؤں گا جو ہو جانا چاہیے

ضرور جگ میں جاگا یا جگایا پھر جاگے اس کے بھاگ
صبح میں سویا سائیں نہ کوئی بھائی اپنا ہی نفس ڈنگ مارے جیسے ناگ

دنیا گذر گاہ ہے

روز قطار تھی حسینوں کی دیکھی ہم نے — ارے یہ بھی گزر گئی وہ بھی گزر گئی
اُٹھائی پھر دنیا نے ہماری خوبی، چھینکی ہم نے — ارے یہ بھی گزر گئی وہ بھی گزر گئی
من دھن سہن سن ہسنکی ہم نے — ارے یہ بھی گزر گئی وہ بھی گزر گئی
بھوک بھلائی بھول بھی بھٹکی ہم نے — ارے یہ بھی گزر گئی وہ بھی گزر گئی
پردا گرا تھا آنکھوں پر جو نظر جو کی تیکھی ہم نے — ارے یہ بھی گزر گئی وہ بھی گزر گئی
جو دے رہا ہے وہی تو دے رہا ہے یہ سیکھی ہم نے — ارے یہ بھی گزر گئی وہ بھی گزر گئی
مدہوش تھے پھر شراب کو بہکایا بھنگ سے بہکی ہم نے — ارے یہ بھی گزر گئی وہ بھی گزر گئی
شوق کیا شکوہ کیا شراب سے سرور ہو جائے — ارے یہ بھی گزر گئی وہ بھی گزر گئی
جمع کیا جمایا جلایا جلے جوّا بھی جبر بھی — ارے یہ بھی گزر گئی وہ بھی گزر گئی
خطاب خطا عطا اوپر نیچے سطح ختم — ارے یہ بھی گزر گئی وہ بھی گزر گئی
سواد، صلح، صبح، شام، رات، دن، — ارے یہ بھی گزر گئی وہ بھی گزر گئی
شان سے شاکرؔ بھی رہا ٹوٹی شاخ ثابت ہوئی — ارے یہ بھی گزر گئی وہ بھی گزر گئی
سجن ساتھی سب دیکھ لیے وفا بھی جفا بھی — ارے یہ بھی گزر گئی وہ بھی گزر گئی
ساری سرکار کی شرم دیکھی شرارت دیکھی — ارے یہ بھی گزر گئی وہ بھی گزر گئی
پیا کا پیار پاپ کی پُکار کچیّ سکو پل میں پکیّ دیکھی — ارے یہ بھی گزر گئی وہ بھی گزر گئی
سونا کیا بچھونا کیا سچ پرونا کر دیا رب لاج دیکھی — ارے یہ بھی گزر گئی وہ بھی گزر گئی

ہو تو ہو بھی جائے

شان چاہتے ہو وہاں کی یہاں وہ بات آن میں نہیں
آتا ہے تو دکھ آجائے غم ہی ساتھ ہے روکے ہم کو دردوں کے دربان میں نہیں
دولت آنے سے نصیب آگیا یہ عام کہتے ہیں سوائے ذکر کے بھاگوان میں نہیں
دل میں جگہ دے پیار کا بستر دے مہمان کی میزبانی دینے پان میں نہیں
شفقت کی چھاؤں رکھ سب رُعب کی تلوار تان لینے میں نہیں
دے کر دیکھ اللہ سے لیکر دیکھ عام سے لیکر تیری شان میں نہیں
دل بھی دے مال بھی دے یونہی کہنے سے صرف دینے جان میں نہیں
مرنے کا پیٹ میں بھی پتہ نہیں تو ایک سال کی بات کرتے ہو پتہ پل میں نہیں
وفا تو جانور میں بھی ہے گردن وہ کٹواتے ہیں، وہ کر جو حیوان میں نہیں
ہونے دے جو ہو سکتا ہے تو ہاتھ نہ لگانے تیرے ھالان میں نہیں
رحم دلی کرم دل شرم دلی جو مزا ہے وہ مزا خان میں نہیں
دے بھائی دے بھئی دے اپنی ہی زندگی میں، مرنے کے بعد جو دے وہ مزادان میں نہیں
ہو تو آج ہو مجھے پتہ نہیں یہ موقع کال میں نہیں
ملے تو اپنی ہو تو اپنا نصیب اوروں کے مال پر پٹکنے رال میں نہیں ران میں نہیں
پڑھ قرآن لے مزہ نعت کا وہ مزہ گانا گان میں نہیں
سچی ذات کا ساتھ سچی بات دل سے مانی جانی بات سنی کان میں نہیں
کر دل اپنا ذکر ہرا، ذکر الٰہی سے اور بتا بھی دے سب کو باغ بغیچے لان میں نہیں
بھوک ہوئے یاد الٰہی کی یہ پیٹ کی نہیں روٹی سالن نان میں نہیں
شاکرؔ مصروف کلام میں الجھا اپنی ہی چال موت تیرے دھیان میں نہیں
وہاں کا مرتبہ چاہنا چاہیے یہاں کا کوئی مزا مان میں نہیں
دے اگر تو تو دے کر بھول جا، ورنہ دینا لگان میں نہیں

خیال کا فرق

مجھے مر جانے کا ڈر نہیں تیری موت کہیں میری تربت اور
تجھے بھلے ملے سکون اس دنیا میں میری دنیا اور
تیرے دوست احباب اور میرا یار اور
تیری ذمہ داری فرض اور میرا بھار اور
تیرا وعدہ تیرا یقین کچھ اور میرا اعتبار اور
تیرا سننا سنانا تیرا گیت اور میری پکار اور
تو صرف پیار کرو میرے عشق کے بٹے اور
تیرے میرے اور کسی کے رشتے اور میرا رشتہ اور
تو اندر سے اور باہر سے اور میری باہر کی دنیا اور اندر کی اور
تو باہر کا سادھ اندر کا چور میری چوری اور
تیرے اندر باہر شور میری خواہش میری خاموشی اور
تیرے پیار کے ٹوکرے اور میرے عشق کے بھنور اور

انجام

موت سے جو ڈر گیا وہی تو مرگیا جو نہ ڈرا وہ مرا نہیں وہ باہر گیا
سعید بن جُبیر نے جواب دیا حجاز بن یوسف نے قہر کیا
بادشاہ تھا قتل ہوگیا جُبیر ہاتھ حجاز کے یہ اللہ نے مہر کیا
محبت بھی گئی جب محب گیا دنیا دولت سے شاکر کا دل بھر گیا
جب ناتا ہوگیا تجھ سے زمانے سے ناتا ختم ہوگیا
گذر گیا کل میرا جو پوجا میں تھا سجدہ سچا اللہ کا حکم ہوگیا
اب لوگ پوچھتے پھرتے ہیں زمانے سے اب شاکر کہاں کھو گیا نمانے میں جو گم ہوگیا

پنجابی کلام

ہٹ جا توں گناہ کولوں نئیں ملنا موقع تینوں موت جدّوں تینوں آ ہی ھو
ہر جا رھندا ہر جا وسدا ہر ہر وچ بادشاہی ھو
نہ جمیا اے نہ جمنا اے نہ کسے جمایا ہے اُس دی شہنشاہی ھو
بندا نہ چھڈے ماشہ تولہ ربّ بخشدا کوتاہی ھو
اے ویں کریئے یاد اُس دی جیویں بِنا پانی دے ماہی ھو
بخشے گا یار اساں نوں اس تے جیواں اُمیداں تے آشاہی ھو
اِک اِک پل یاد اُنا دی ھور گل بن دے راس آئی ھو
سر دیتے سائیں ملدا گل بندی تان ہی ھو
دوجی گل پولھ جا بندیا اللہ کریئے اِک ای ساہی ھو
سچا بنی سچے نو ملنا مرشد میرے نے سچی بات بتاہی ھو
ھور کوئی رستہ نہ سانوں اساں اللہ دے راہی ھو
ہاں کر بندیا ہاں کر بندیا پھیر تینوں راہ نا کوئی نا ہی ھو
باہروں ویکھاں ٹھنڈا سنڈا اندر مچ مچا ہی ھو
اِدھر اُدھر اوہ نہ ویکھے اوہ ویکھے اندر دی سچاہی ھو
ایتھے ہی کروڑاں ایتھے ہزاراں اوتے تیرا مولھ ٹکے نہ دو پائی ھو
شاکرؔ ویکھے ھر ویلے اُس نوں حق موجود ہرجا ہی ھو
کوئی کسے دا پیو ھوندا کوئی پتر منّے پولھے نہ پٹیدا رشتے تے ناتاہی ھو
ایتھے کرنا ایتھے کریئے پھیر نہ دے ویں دوھاہی ھو
قرآن وچ اویں توریت وچ اویں انجیل وچ اویں مولانا مثنوی ھو
جیہڑا اے پڑھے ھو اللہ دے نال ھو جانی شناسائی ھو
شاکر دی کی طاقت لکھنا نمانے ویس ورھایا اے قتل اللہ عطائی ھو
میرا تیرا کجھ نی ھوندا اور دے نال کر لینا دینا فیر ھوے کمائی ھو

عشق مجاز

اشک عشق کے ہوں تو کیا ہوا لیکن مجاز کی اسیری سے
ہو جاتا ہے مجازی عشق لگایا نہیں جاتا ہو جاتا غریب یا امیری سے
عشق اصل میں ایسا ہوتا ہے اپنا خیال نہیں صرف خیال اُس کا پھر تیسری سے
عشق ہوتے ہی ایسے ضرور پہلی کی بار ہوتا اور ایک سے نہ کہ دوسری سے
عشق تو عشق ہوتا ہے جو ہوتا جس سے ہوتا نہ کم نہ کثیری سے
حق عشق بات اور جا مجاز عیش کر دنیا کے کمال دیکھ تجھے کیا فقیری سے
کوئی جو کرے خود جانے نصیب مجھے ملا میرا اپنا مجھے کیا تیری سے
صنم کے سوا یاد کچھ نہیں پھر مجھے کیا تیری اور میری سے
بالم سے پیار کے سوا ہوئے نہ رکھے کوئی نہ کام دوستی گہری سے
عشق کے بعد سب ایک ہو جائے سب ایک اور سب اچھے ایسے کام حقیری سے
عشق میں قربانی سب جائز الزام آوارگی سے اور بے ضمیری سے
تن تنہا تیرا تمام تاثر تسلیم ہمی کیا جم غفیری سے
کوئی دے تو لے لیتے کوئی لے تو دے دیتے اب ہمارا کیا زبردستی زوری سے
بعد عشق کے جھکے جھکے رہتے ہیں اب تو ہمارا کیا مغروری سے
اُس دنیا سے کام لے کر جو آیا ، میں اپنا مجھے کیا دنیا کی سفیری سے
کلم اللہ اپنا کچھ نہیں حاکم شاکر کو نہ چاہیے وزیری سے

ڪافي

وانــدڪــائــي ۾ بـــ وقـــار لاءِ وڏي وفـــاداري ڪـــئـــي
وڏ ۾ وڏ واعـدا پـورا ڪـيـا واهـر نـه ڪـنـهـن ڪـئـي
وڏا وڏا چئي ڪـنـهـن نه سـمـجـهـو وڏو سـيـنـي نـنـدين ڪـئي
نـاڻـو نـ ڏسـڻـي سـيـاڻـو نـ ڪـو نـمـونـو نـ ڪـو نـمـاڻـو ئـي
مـون ۾ مـرڪ ۽ مـاڻ الله مـران اڳ ۾اڳ مـن ۾ مـوئـي
سرس ڪـر سچائي سالـم رهـي ايمـان سچـو سارو ٽـي سـهـي
زمـانـي گـهـٽ نـ ڪـئـي الله جو شـڪـر ڪـري شاڪـر پريت رهـي
تنهنجي هٿ جو پيالو ڇا مدهوش ڪندو آيو آهيان ذڪر جو جام پي
ٻـاهـر جـو آهـي هـو پـوءِ ڇا آهـي ڏس پـنـهـنـجـي انـدر پـيـهـي
نماڻو سندو هو شاڪر جو هڪ آ هڪ آ چوڻ ۾ الله محمدؐ ٻئي
جـڳ جڳـاڙ سـان هـلـي ٿـو تـون سـچ ڪـر دل لڳـائـي نـيـهـي

دوهڙا

يـاري جـو ڏس پـتـو پـري مـلـي ڪـيـر نـ ڪـنـهـن جـو يـار
شـاڪـر وج نـ پـار دنـيـا ڪـان پـڪ پـڪـائـي اهـا ٽـيـنـدي آ

معرفت کا آستانہ

دھو تو دل کو دھو غسل کیّاَ تو کیا کیّا جو مزا ذکر کرکے نہانے میں
نہ رہوں گا بھوکا میں تو چلا جاؤں گا اپنے آستانے میں
عشق کی پیاس بجھے گی محبت ملے گی کھانے میں
جو ملے گا آستانے میں دنیا میں کہاں سب کچھ ملے مستانے میں
ملے جو آستانے میں نہیں ملتا کبھی گھر کے مکانے میں
زمانے کے زرد پلاؤ میں جو مزہ، آستانے کے چاول کے دانے میں
انکار مکاَّر میں کیا ہوتا ہے سب ملتا ہے ہادی کی بات ماننے میں
جاتے رہو گے کب تک دنیا کے امراء کے پاس کیا ہوتا وہاں جانے میں
کر تو عمل کر جو ملا آستانے سے شاعری کے شکر شاکر کیا ڈھونڈنے بہانے میں
خود کو پسند کر کے نہ آ آستانے پر جو مزہ ہے دوسروں کو چاہنے میں
پڑھ درود محمدؐ پر آکر آستانے پر جو مزہ ہے نعت،حمد گانے میں
کیا کرے گا زمانے میں آ آستانے میں جو مزہ بات ماننے میں
دیکھ آکر آستانے پر حقیقی زندگی نہ جی دیکھ کر جواب سُہانے میں
زندگی کامیاب ہوتی ہے عمل سے کام کرنے اور کرانے میں
تجھے چھوڑ جائے گا جاگتے زمانے زندگی میں ہی تیرے زمانے میں
کسی اور کا نام لے کر بچ کسے گانا نمانے جو مزہ اُس کا کہلوانے میں
مسجد، مندر، آستانہ ایک بات، کرنا تو اللہ اللہ ہی ہے چاہے بیٹھ کر کونے میں
سودا کر جاکر آستانوں یا قہوہ خانوں میں ملتا جب کچھ نہ کچھ کھونے میں
کاشتکاری کر آستانے مرشد کے آشیانے میں ذکر کی فصل لینے اور بونے میں
یہاں وہاں کے درمیان کا ختم اگر کروانا ہے جھگڑا آستانے پر ہی ٹک مُکانے میں
آج ہی سودا کر مسجد یا آستانے میں جاکر پھر کیا کرے گا جب عمر تیری آخری دھانے پر
آستانے جو ہیں وہی تو میرے آشیانے ہیں پتہ نہیں چلا زمانے میں
فقیر کے فاقے دیکھے فکر کے آفاقے دیکھے اور فکر کے دھانے ذکر کمانے میں
فقیر کے قرینے دیکھے زندگی موت کے اللہ سے ملنے کے عشق تخمینے میں

دُعا

مومل صبا نامہ

میری نیک دختر عقل اختر جس کا نام صبا ہے

میں نے جو اُس کے لیے کچھ شاید نہ لکھا تو وہ خفا ہے

میں نے تو باپ کی دُعا سے یاد کیا ہے اُس کو پتہ نہیں کیا نفی کیا نفع ہے

دُعا درد سے کرتا ہوں صبا کے لیے جو نظر نہ آئے کیا یہ جفا ہے

میری یہ آرزو ہے صبا کے بارے میں اِس لیے اُس کا دل صفا ہے

اُس کی ماں تو ہمیشہ کہتی اُس کو غصے میں صبا دفعہ ہے

رہتی ہے دل میں اندر ظاہری ہم سے وہ رفع ہے

دُعا ملتی رہے گی آہستہ آہستہ ہمیشہ یہ کیا ایک دفعہ ہے

گئی ہے تو صبا اپنے دوسرے گھر میرے میں وہاں تجھے پناہ ہے

دے دی ہے تربیت تجھے اچھے بُرے کی ثواب اور کیا گناہ ہے

باہر سے نہ دیکھ اندر سے اُکھیڑ کر دیکھ دل کے اندر جو دبا ہے

جا تو اللہ کی امان میں پھوپھی تیری ماں غفار تیرا ابا ہے

ہر ہر دُعا پر ہر خواہش ہے ثابت ہو تیرے لیے کامران شہد کا ڈبا ہے

یہ التجا تھی میری اللہ سے اس لیے صبا کا ٹنڈو آدم میں دل لگا ہے

مستقبل کی یہ دُعا ہے جو یہ صبا ہے سارا یہ نفع ہے حاجت اس کی پوری رفع ہے

عاجزی سے اللہ کو اصرار کرتا ہوں اُس کو صبا کے لیے جو بے پرواہ ہے

جو یہ صبا ہے میری بیٹی کیوں خفا ہے باپ تیرا شاکر آگے تیرے ذبح ہے

عائشہ اور صبا ہے ان کے اندر اللہ کا ورد دیا دونوں پیکرِ وفا ہے

دُرستگی رہبر

جو اگر مسلم میں ہے تو دین میں سچ کا وعدہ کر
دوسروں کو چھوڑ اپنا ہی صبح و شام احاطہ کر
تیرا جسم میں جو کہوں نفس ہے اس مخالف کو آمادہ کر
کبھی یہ کبھی وہ نہ خود بھولوں نہ ہی بھلاؤ ایک عقیدہ کر
جو نظر میں بھی بسر میں بھی چُھپا جُھکا دیکھو اس کو سجدہ کر
میں ہر وقت ہوں اس کی عطاؤں کی محبت میں گرویدہ کر
شاکر کو ہمیشہ شکر کروا گناہ پر ہمیشہ شرمندہ کر

کوبکوڈھونڈ

دل پر جو تیرے گرد ہے دل نہ کوئی درد ہے پھر کیسا تیرا وِرد ہے
دنیا دولت یہ تیری ہمدرد ہے زمانا ہی فردبرد ہے جو نہ سمجھے کیا مومن مرد ہے
عاشق وہ جس کا رنگ زرد ہے کامل قائم کا وہ پھر فرد ہے
طالب ہے تو طلب کر کوئی اگر مرد ہے وہ چیز نہ موسم اللہ نہ گرم نہ ہی سرد ہے
ملے اگر مومن مرد ہے وہی منائے تجھ کو اللہ تیرے اِرد گرِد ہے
اللہ تو مل جاتا مسجد مندر میں ڈھونڈ مرشد کو اُس کے آگے پرد ہے
تو تو بندہ ہے تیری تلاش آسان ہوگی پتہ تو اللہ کا چرند پرند ہے

موت سے پہلے کا مزہ

آجا اس طرف پھر بچے گا نہیں وقت آئے گا اِس سے بھی سخت سے
درست ٹھیک صحیح ہوتا ہر وقت کو ہے لعنت اُس کے لیے بخت سے
جو ملا گھڑا گھڑی وہ گھر میں نہ گزار عبرت لے اللہ کی پہلے کے وقت سے
فرعون سنا ہوگا غرور کو پڑھا ہوگا بُرا سب کا ہوگا اَنت ایسے
سچا رہو سچا بن سچا دیکھ اَنا الحق کا نعرہ مارا ہے گنتی گنت کے
دے پیار سے لے پیار سے پھر جانا ہے پیار سے ہوتا ہے یہ سب صحبت سے
تجھے جینا نہیں آئے بے وجہ کسی کی دوستی کے بغیر فقیر کی صحبت سے
شکاری نہ بن کسی کے شک کا شکرانہ ہو کسی کے مال کا اچھے دوست کے رغبت سے
رہے گا یہیں مال متاع تیرا وقتی سختی یا نہ بچے گا تختی یا تخت سے
اُٹھاتا جا کام اللہ نے جو تجھے دیا ہے نہیں ڈالتا بوجھ انسان کی زیادہ سکّت سے
دوست احباب میں چل جاتا ہے وقت لینے سے وہاں نہ چلے کوئی منَّت سے
مزا ہے تو پھر سزا بھی ہے نظارے ہوں گے تمھیں یہاں کے، اچھا نہیں کچھ جنت سے
دنیا سے دل اُکتا گیا ہے تو پھر جا آشرواد لے درویش سنت سے
مسلم میں مقابلہ نہ کر مناظرے سے نہ معلوم کر سب سہارا لے سُنت ہے
مرنا آخر مرنا پھر منہ پر ہی ٹک مُکا کر محمدؐ سے مسلمانی کی منت سے
معلوم کر اب مرشد سے اللہ سے وفاداری عابد اللہ سے احسان عبد سے
آج کا دن کل مشکل ہو جائے گا رابطہ رجوع کر صمد سے
کئی بار شاکرؔ توں بچا ہے موت سے کر کے ڈاکٹر کی منت سے
توں یہ نہ سمجھنا میری ہوشیاری نے بچا لیا مجھے یا پیسے کی سہولت سے
چکھلے چکھلے مزہ موت کا دیکھ کر جنازہ کچھ میّت سے

یاد نہیں کلمہ

حافظ حافظے سے ہی ہوتا ہے دماغ ہی سوچتا ہے
مغز کا کام سوچ کو یاد رکھنا اور چوکنا ہے
جو بات کی یاد دل میں ہی اُتر جائے پھر تو بھوکنا ہے
محمدؐ کی محبت جب مُحب کی طرح دل میں اُتر جائے ظاہر یاد تھوکنا ہے
ظاہر کرنا محمدؐ کی محبت من میں ہو تو بہتر ہے ورنہ ہرا سے سوکھنا ہے
جو اندر رچ بس جائے ذائقہ بھی اندر ہوتا پھر باہر سے کیا سونگھنا ہے
من مندر بن جائے منہ مسجد بن جائے نور سے نماز ہو جائے پھر ظاہری تو رینگنا ہے
پھیکی بات وہ جو بے عمل ہوتا تو آنکھوں سے واعظ کیا پھر پھنکنا ہے
علامہ اقبال کے علاوہ بھی کہہ گئے عمل سے سب بنتی ہے اندر سے نور سے آجائے آگ پھر کیا سیکنا ہے
سُن بھی دیکھ بھی جو کر وہ نہ دیکھ، اپنا اب کیا بچی ہے عمر جو سیکھنا ہے
لیتے تقریر کے بھی ٹکے عالم سے تقویٰ کرنا سکھائیں کسی اور کو یہ تو دین کو بیچنا ہے
شاکرؔ سُن لے دل کے کانوں سے نہ کہ اُن کانوں سے پھر تو باز رہنا ہے
جعلی پیر کو زمانہ سمجھے مگر دیکھ اُس کے اندر کو بھی اور باہر کو صرف نہ سمجھنا ہے
اونچی آواز اونچی اذان ایک اشارہ ہے باقی تو سب تجھے دیکھنا ہے
رکھنا غم بھی مبہم بھی یہ دیے راز اُسی کے تمہیں پھر صرف چھکنا ہے
مغز سے معاملا معلوم سے ہی مل کر من ملائم میں مل جاتا ہے اُس کے بعد تو پھر گرُ گرانا ہے
صرف ملتا ہے مال محبت کا جب ہی کرے کچھ چاہے دل کا من کو بھی مرنا ہے
دنیا میں دُعا بھی اُس کی داروں بھی اُس کا تجھے تو نام کا مرہم دھرنا ہے
اندر کو ایندھن نہ بھرنا ایمان سے پھر ورنہ تو گھاس ہی چرنا ہے
دماغ کا دم دل میں مل گیا درمیان میں کچھ نہ رہا پھر تو کیا سودا بیچنا ہے

سچ کا سفر

سچ کا مسافر سوچ کے سب کوئے کوئے
چلے منزل کی طرف جوئے جوئے
کوئی اِدھر کا نہ اُدھر کا ہوئے ہوئے
چلے گا جوئے منزل پر وہی ہوئے ہوئے
پہلے جو راستے کے مسافر چلے سفر میں کروڑوں جو ہوئے ہوئے
سچ کے سفر میں گھٹنائیں تو ہوئے ہوئے
جب دنیا ہوئے خلاف تبھی تیرا سچ ہوئے ہوئے
تو چل اپنا سفر سچ کا باقی سب موئے موئے
مشعل راہ کے بیج چلنے راستے میں بوئے بوئے
تو پھر ہی تو اللہ تیرے اور قریب ہوئے ہوئے
پھر باقی بچے اور بچتے ہیں لاکھوں جو ہوئے ہوئے
پھر باقی بچتے ہیں ہزاروں جو ہوئے ہوئے
پھر ایک ہی بچے جو ہوئے ہوئے
کوئی جاگ کر بھی سوئے کوئی جاگے سوئے سوئے
کوئی آنسو بہائے ان آنکھوں سے اندر سے روئے روئے
اس جہاں ہی کو اگر تو بچائے گا شاکر تو وہ جہاں کھوئے کھوئے
ادھر بھی آدھا کام اُدھر بھی آدھا دھیان پھر تو دونوں سے ہاتھ دھوئے دھوئے

جوان فرض

تو نوجوان ہے تو کر وفا اسلام سے بڑھاپے میں کیا کرے گا

تو نو جوان ہے اُٹھ اب کر پھر، تو پھر ہو جائے پھر کیا جواب دے گا

تو نو جوان ہے طاقت کر مہیا اسلام کو پھر کیا پہاڑ کو دھکا دے گا

تو نو جوان ہے قوّت شادی پر ضائع نہ کر کیا معاشرے کو صرف اولاد دے گا

تو نوجوان ہے قلوب کو کل پر تو قائم کر کیا پیچھے کاہلی دے گا

تو نوجوان ہے روٹی دینے کے عالم نہ بن کیا روٹی کے علم دینے کا پھر کیا دے گا

تو نوجوان ہے گوشت بوٹی کے علَمدار نہ بن تو تو رائے بھی چھوٹی دے گا

تو نوجوان ہے اپنا مستقبل ٹھیک نہیں تو کسی کو کیا ہدایت دے گا

تو نوجوان ہے کیا اب شاکرؔ اور آگے کیا پہاڑ توڑ دے گا

تو نوجوان ہے جو کام اللہ نے لگایا تجھے کیا وہ چھوڑ دے گا

تو نوجوان ہے نہ کرے گا جو کام پھر تو بوڑھا بھی ضمیر تیرا جھنجھوڑ دے گا

تو نوجوان ہے زرا بھی ہٹے گا مقصد سے زمانہ تجھے مسل مروڑ دے گا

تو نوجوان ہے گذارا رشوت کے بغیر اللہ تجھے لاکھ نہیں کروڑ دے گا

تو نوجوان ہے اب سے ہی کر نمانے جیسا مرشد محمد سے ملا کر اللہ سے جوڑ دے گا

تو نوجوان ہے جتنے چاہے چیلنج لے کر فخر کر کیونکہ اب مصیبت کا غبارہ پھوڑ دے گا

وقت

خارج نہ کر عقل کو فضول قلیوں میں جو آج کا رواج
قابل تو ہوں لیکن اس قابل ہو جاؤں آج کا مزاج
آج کا سودا آج جانچ کل کس کا ہو راج

دیر ہونے کا تو سود لگتا ہے کل تو پھر سود پہ سود
دنیا میں دولت جو کام آئے وہی تیرا زیور ورنہ نمرود کا نمرود

پیسے کا استعمال

وقت اگر سخت ہے اللہ کا یہ خط ہے جو پاس تیرے نقد ہے
بخت بمطابق وقت ہے جو چھٹا رُکن ہے وہ تو یہ نقد ہے
کر بھلائی پر بھرم کے لیے جو تیری دی اللہ نے سکت ہے
بات صرف اب فقط ہے جو یہ وقت ایسے ہی رہے گا سخت ہے
تو اپنا نکال وقت ہے جو تیرے پاس نماز رکعت ہے اور یہی نقد ہے
رقم سے تیری اگر رغبت ہے پھر وقت نہیں تو ہی سخت ہے
کسی بندے کی یہ اگر صفت ہے جو آئے بُرا وقت ہے
جو نہ کرے خرچ ہو اگر نقد ہے پھر وہ بد بخت ہے
راستہ یہی سہی سمت ہے نمازوں کی جو رکعت ہے
زمانے کی جو رفت ہے آواز وہ وقت ہے
تو ہی شاکر سخت ہے خرچ نہ کرے اگر وقت پر نقد ہے
نزاکت یہ وقت ہے زمانہ اگر سخت ہے یہی جگ یہی جگت ہے

دُعاماں

اللہ کے ماں میں اللہ کے جہان جلال کا میری یہ آس اوّل کردے
مالک ماں امطل صحت مکمل کر دل کو مخمل کر مجھے خدمت میں اوّل کر واسطہ محمدؐ اجمل کردے
اللہ میرا سہارا کر مصیبت سے چھٹکارا کروا مدینے کا نظارا دے گناہ سے کنارہ کردے
بالکل مکہ میں بیچارا کر مدد میری میں فرشتہ اشارہ کر گناہ سے خسارہ کر رحمت ہزار کردے
ماں کی محبت ہمیشہ رہے محبت مادر کی میرے لیے دُعا جھولی بھردے
ماں کی مامتا سے متاثر ہوں مجھے بھی محبت دے دے کسی اور بیٹے سے بھی رغبت کردے
پاک ذات پاکستان کو سنوار کردے اندھیرے میں سویرا کردے
اللہ تیرے دربار میں پیارے کھڑے ہیں جھولی اُٹھائے کھڑے قبول کردے
آسمان کا ستارہ کردے اچھا گذارا کردےاپنا سہارا کردے محمدؐ کو گوارا کردے
اللہ قیامت کے حساب سے بچا جعلی کرامت سے بچا دنیا کی ندامت سے بچا مجھے اچھا کردے
جگ میں حماقت سے بچا لذّت دنیا کی شہوّت سے بچا محمدؐ کا میٹھا صحبت کا شہد کردے

اللہ اچھائی کو ملادے بُرائی کو سُلادےگناہ سے ڈرا دے بیمار کو شفا دے
اللہ جہاں کو میری سفارش کہلادے میرا کھوٹا سِکّہ چلادے میرے غصّے کو جلادے

اللہ اپنا نواز رکھلے میری آواز رکھلے مجھے ایاز رکھلے میرا نیاز رکھلے
میرا فیاض رکھلے میری نماز رکھلے میرا جائز رکھلے میری لاج رکھلے

میرا لحاظ رکھلے میرا ریاض رکھلے میرا راز رکھلے پھر رحمت کردے
اللہ مجھے عیب سے مفرور کردے محمدؐ کے دیدار کا بے قرار کردے بے راہروی سے فرار کردے
دنیا سے ہوشیار کردے یاد تیری میں خُمار کردے عطا تیری برقرار کردے
روزی دراز کردے اپنی نوکری سرکاری کردے میرا اپنا آپ کو کردے
اپنا ہی سردار کردے شیطان کو مردار کردے میرا تابعدار کردے

تیرے دربار میں پڑے ہیں تیرے نام سے کھڑے ہیں دنیا کی رونق سے بچھڑے ہیں
ہادی اچھے پکڑے ہیں چھوڑی دنیا چھوڑے جھگڑے ہیں تیری طرف بڑھے ہیں
گناہ سے اب ہم نُچڑے ہیں اب جھک گئے ہیں جو پہلے اکڑے ہیں

بڑا برسائے تو بھی برس کر برسا بس برسنا ہی برسوں کا کام آئے گا
آج کر کل نہ کہ پرسوں ہوتا ہی جائے گا یہ گزر کر وقت برسوں

ہوتا ہو گا تیرا سحر کا جادو میں نہ جانوں تیرے اِترانے کو
جو ہوتا ہوگا میں اس کو بھول جاتا ہوں اکثر اپنے ہی فائدے کی بات

قسمت کی بات تو ہوگی سو ہوگی تیرے حرم کے باہر
ہم تو تیرے قدموں میں پڑے ہیں بدلے گی ہر چیز قسمت کیا چیز ہے

شاکر کی ٹکر

جا میری حسرتوں سے یہ کہہ دے تیرا یہاں کام نہیں خواہش بھی صبح شام نہیں
خوشبو کا نام نہیں ذائقہ میرا عام نہیں مر گئے ہم جو کبھی اگر کوئی کہرام نہیں
دنیا میں جب میرا نام نہیں دنیا سے میرا کام نہیں میرا کوئی دام نہیں خیال میرا عام نہیں
سہی ہے نہ کوئی خام نہیں پینے کو کوئی جام نہیں اُتروانے کو کوئی چام نہیں
میرا اب کوئی فہم نہیں نمانے جیسا نام نہیں اور کوئی ہاتھ تھام نہیں
سچ کی سچائی کا بھرم نہیں جھوٹ سے کوئی ورم نہیں بڑے چھوٹے کی شرم نہیں
دنیا سے میں کیوں ڈروں موت کیا ان کے ہاتھ میں ہے مجھے یہ الہام نہیں
دل والے اب دنیا والوں سے کوچ کر جائے گا شاکر اب یہ ابہام نہیں

میری مردانگی کو مشکل سے معاشرے نے مان لیا مگر
موالی بھی مولا کے تھے مدد بھی مالک سے مانگی شان چھوڑ کر

کون کہتا ہے کہ میں دنیا سے چلا جاؤں گا ہادی کا دیا پیا میں امر ہو جاؤں گا
جو کہا وہ نہ ہوا اگر کیا ہوگا میں اصل میں مرجاؤں گا پھر کیا ہو جائے گا

کون کہتا ہے میں اکیلا ہوں میرے اندر تو ایک جھمیلا ہے
سواد کا تصور تخلیل کا خیال، اندر میں اُنھیں سے موج میلا ہے

جگ میں جینے سے سزا کہنا کیا مزا کہنا، اپنے ہی وقت قضاء کہنا
شکوہ نہ کرنا جینا ہے نہ کینہ وہی تو بندہ بینا ہے ذر سے اللہ کا دیا غنینہ ہے

قول:- جو اولاد ماں باپ کا قرض نہیں اُتارے گی وہ روحانی ترقی نہیں کرے گی اس کے اندر سے افراتفری ختم نہیں ہوگی۔
ختم شُد مردشُد گردشُد دردشُد سردشُد کِرودشُد

نام کا سہارا

اشارے کو بھی اشارہ ہوتا ہے
اشارے کو اشارہ تو ہی تو ہے

کنارے کے بھی کنارے ہوتے ہیں
کنارا کو بھی کنارا لگاتا ہے تو ہی تو ہے

بچارے کو بھی سہارا ہوتا ہے
بچارے کو سہارا اور سہارے کا سہارا تو ہی تو ہے

پکارے کا بھی پکار ہوتی ہے
پکارے کی پکار آپکار ہے تو ہی تو ہے

تمہارے کے بھی تمہارے ہوتے ہیں
تمہارے ہمارے کا بھی ہمراہ ہے تو ہی تو ہے

شرم کی بھی شرم ہوتی ہے
شرم کی شرم سب کا بھرم ہے توہی تو ہے

سہارے کے بھی سہارے ہوتے ہیں
سہارے کو بھی سہارا تو ہی تو ہے

بہاروں کی بھی بہار ہوتی ہے
بہاروں کی بہار بحرحال ہے تو ہی تو ہے

مُہارے کی بھی مُہار ہوتی ہے
مُہمارے کی مُہار کا مالک تو ہی تو ہے

مارے کو بھی مات ہوتی ہے
مارے کو مات چلائے ساتھ تو ہی تو ہے

چارے کا بھی چارا ہوتا ہے
چارے کا چارا بچارے کا سہارا تو ہی تو ہے

ہارے کا بھی ہار ڈلتا ہے
ہار کی جیت جیتنے کو جتائے تو ہی تو ہے

چھوارے کے بھی بوارے ہوتے ہیں
چھوارے کے بوارے کی گٹھلی تو ہی تو ہے

رستو پنڌ جو

مُلڪ ۾ مزو ورتو آهي تہ سِپنن سان ڪائي ڪس ڪس
ڪوشش ڪري مرشد جي ملڻ جي جيڪو ملندو مس مس
مس مليو ڏس ڪو نہ ڪو ڪس ڪو نہ پنهنجي وس
بيڪس ۾ جس مرشد ڪي جس جگ ڪان بس
جِس ۽ هستي ڪان بس شاڪر بي وس
بَس ڪر بس جهان ۾ نہ تون قاس شڪور مان خوش
جڳ ڇڏ راند ڇڏ رَس سڏو وٺ رستو گس
جي هر هن گهڙيءَ جي گهڙي پل گذار ڪلي هس هس
جهڪي وج تون سڏي رستي هو نماڻو ڪان وني ڏس ڏس

موناویس

ہائے تیرا یوں اردو پڑھنا لکھنا کیا بات ہے
اُس کو بھی کچھ نہیں آتا جو تیرے ہر وقت ساتھ ہے

ہر وقت بات ہوتی رہتی ہے یہ کمپیوٹر وہ کمپیوٹر
پتہ دھلے کا نہیں ہوتا جاگتے بھی ٹوں سوتے میں ٹرٹر

خوش ہوتے ہیں سوچ سوچ کر میں میجر وہ کیپٹن
کھانے کی کوشش کوئی پیئے چورا کوئی پیئے لیپٹن

الله جو قسم

انسان هميشہ پچتائي ۾ هي رهندو ايمان آڻيو
جيڪو تون ڄاڻيو هو تون بہ ڄاڻائي پيغام اماڻيو
شاڪر نہ ڪو سوال نہ ڪو جواب منهنجو ايمان نماڻو
ـڏنو جي سائين هو ڪلام هڪ حرف هي ڪمايو
ڪا ڪاڻو نہ ڄاڻو سپ سڄاڻو دنيا ڪاڻو اتي سپ ڪجهہ وڄاڻو
ڪمائي ڪجي لاءِڪائي ڪير هتي اتي توتي لعنتاڻو
اڄ ڪر ڪري دنيا ۾ اڄ مرين ڪال ٻيو پوءِ ٿيجهو ۽ جماڻو

جسمً بدن گردن شدیدً دو دن دردً وہ ہی ہوتا مردً
دردً آمدً تن من خیللؒ میلن شکرً
مرن تو مرشدن کے قدمن من میرا اهلن واسیلن
بدنن دردن شدیدن هازانً قلیلً
مومنً تن من دردن جلیلً شکرنً شاکرنً
آمدن آمدن دردن دردن جلیلن خلیلن
ظاہرن سکونن سکونن اندرن دردن دردن
شاکر کا گردن جھکن پھر ہوتا مردن ورنہ غیرن

حق موجود

لاالٰہ الاّ اللہ محمد رسول اللہؐ ایک دیکھتے ہیں
دوست اللہ دوست اور اللہ دو ہم ایک دیکھتے ہیں
رحم اللہ، رحم اور اللہ دو ہم ایک دیکھتے ہیں
احد احمد، احد اور احمد دو ہم ایک دیکھتے ہیں
محمود معراج محمود اور معراج دو ہم ایک دیکھتے ہیں
مؤنث مذکر مؤنث اور مذکر دو ہم ایک دیکھتے ہیں
جھوٹ ، سچ جھوٹ اور سچ دو آج کا، جھوٹ کل کا سچ دیکھتے ہیں
کالا سفید کالا اور سفید دو کبھی کالا کبھی اس ہی کو سفید دیکھتے ہیں
گناہ ثواب گناہ اور ثواب دو ثواب اللہ کے لیے گناہ کس کا دیکھتے ہیں
مسلمان ہندو مسلمان اور ہندو دو مسلمان اللہ کے ہندو اُسی کا دیکھتے ہیں
زندگی موت زندگی اور موت دو موت میں زندگی دیکھتے ہیں
جنت دوزخ جنت اور دوزخ دو شاکرؔ ہم ایک دیکھتے ہیں

مقامِ حسرت پر بھی رہا میں بہت ہی مشکل ہی میں رہا میں
بے مقام پر ہوں جب سے سب آسانیاں میسر آئیں

دم آ دم آتا رہے تو آدم ہے دمادم کرنے سے درد دور ہوتا ہے
کام ہے تو شام ہے دم ہیں تو نام ہے ورنہ رام رام ہے

معلومات

1

مرنے کو عام اللہ کا بُلاوا کہتے ہیں
مٹی کو مٹی بلاتی ہے نہ مٹی رہے نہ خاک

2

رس ہوتا ہے تو رواج ہوتا ہے کہ مکھی آتی ہی ہے
سائل کو کیوں رسوا کروں اس کے لیے یہ راس آتی ہے
راز نہ یہ کوئی رائج ہے راج جس کا رُجوع کا رواج ہے
رزق رسائی کا راستہ ہے اُس کو ہی الہام آتی ہے

3

جب شاہی صدمہ ہوتا ہے تو ماہی قدمہ ہوتا ہے
قدم سے دل بوجھ ہوتا ہے زباں پر سوز ہوتا ہے
ماہی کا بوجھ ہوتا ہے پُر سوز ہوتا ہے کاش کہ روز ہوتا ہے
اندر کے سمندر میں موج ہوتا ہے اس دن فقیر کا عروج ہوتا ہے
محبت کا صبح میں ڈوز ہوتا ہے شامل ہے شاکرؔ میں یہ ہی کھوج ہوتا ہے

4

وحدانیت ہی اخلاص ہے جب اخلاص ہی توفیق دیتا ہے واحد
مفت میں آجاتا ہے بے بہا اخلاص کا خزانہ جس سے خرید ہو جاتے انسان

5

شیخ جی فرما گئے یوں گناہ سے شرمائے جائے یوں
جھوٹ سے گھبرایا جائے یوں شیخ کو سہرایا جائے یوں
جب شیخ جی سے جائیں گے ملنے تو سب آئیں گے یوں

شاکر ضامن

1
پورا ایسا نہ بن اے عزیز اپنی کچھ عادتوں کی طرح
جن پر ہم مرمٹے ہیں وہ ناز ختم نہ کر توں

2
رحمٰن سے رحمانی کیا میں مانگوں جو اُسے دینی ہی ہے
اُس کے قہر سے میری نسل کی توبہ کروڑوں بار سے زیادہ

3
پہلے رحمت تیری پھر محبت میری قدرت تیری محنت میری
ہادی کی صحبت سے میری بدلی زمین پر زندگی میری

4
پہلے تو ہی یاد کرتا یقین ہے مجھے
ورنہ میری یاد کرنے کی سکت نہ تھی کبھی

5
ہجر اور وصال میں فرق اتنا ہی ہے شاکرؔ
جیسے ملنے میں قلیل صحبت، بچھڑنے میں جلیل محبت

6
جب آئے تنگ دنیا کی ہیرا پھیری سے میرا تیری سے
پھر کیا کسی کو ہم نے چھوڑا اور کوئی بچھڑ گیا ہم سے

7
پھر تیری مہربانی، دیا درد دیا تو نے
پھر آیا موسم تیرے ذکر کرنے کا

8
پیغام تیرا مل جائے اگر رحمت کا تو جینے کا آسرا مل جائے
وہ ورنہ جینا نہ جینا نہ مرنا ہی نہ ہو سکتا

شاکرضامن

1
تیری ہر خبر کو خوبرو کہوں یہ میرے مزاج کی عادت
ورنہ تو دنیا اس کو غیبت ہی کہتی ہے

2
دنیا کی ہم آہنگی سے میں چل نہیں سکتا
میری ہم آہنگی سے دنیا چل نہیں سکتی

3
ناکامی کا عزر پیش کر نہیں سکتا قسمت میں لکھا کچھ ایسا تھا
چاہے آہوں اور سسکیوں کو قبول بھی کر لیا میں نے یہی معاہدہ اس سے کیا تھا

4
شکوہ کروں تو کس سے کروں دوست میں دشمن بھی تو دوست کا دشمن تو
جدھر کدھر تو ہی تو سجن بھی تو صنم بھی تو

5
تیرے آزمانے کے نت نئے اسرار اور ہیں
میرے حوصلے دینے کی سکت اور ہی ہیں

6
کبھی وہ پلڑا بھاری کبھی یہ پلڑا بھاری
گویہ کہ میں تو صرف ترازو کا بیچ کا کانٹا ہوں

7
تیرا حکومتوں سے اور کیا تیری اپنی اندر کی حاکمیت دیکھ
دل تیرا اللہ من تیرا مندر یہ ہی کام سندر ہے گوتہ سمندر دیکھ

8
سن اگر کسی اور کو سننا چاہو مرضی کے بھی مالک ہو
مسجد ممبر پر دل تیرا مُقرّر بیٹھا ہے سُن اُس کی جو تیرا سالک ہو

اقوال شاکر

1 اے ترتیب اور سلیقے کے ماہر ڈھنگ سیکھ ڈھنگ کے موت مرنے کا

---

2 پلا ہے تو پال کسی کو کیونکہ تو بھی پالتو ہے کسی کا

---

3 دنیا میں دے کسی کو تجھ کو کوئی دیتا ہے
دیتا ہے تو داتا ہے ورنہ خالی تیرا کھاتا ہے

---

4 ہرا ہوا ہی تھا سوکھنے کے لیے پھر سوکھنے سے کیوں ڈرے

---

5 فصل کرم کی کاٹ دنیا میں ورنہ فصل کا موسم آہی جاتا ہے کاٹنے کا

---

6 سایہ بن یا سایہ دار کا بن جا

---

7 توں دنیا کی منزل پر پہنچ یا نہ پہنچ موت کی منزل تو

---

8 بات کر لے نہ تو بعد میں بات تجھے کرے گی

---

9 قبر اپنے آپ کو بنانے سے پہلے یاد صرف قبر کو کر

---

10 حال میں گھمنڈ نہ کر ماضی تو مٹی مستقبل تو مٹی میں مٹی تو

---

11 دیکھ لے اپنے اعمال کو اب تیرے اعمال کو دیکھا ہی جائے گا

---

12 دن اور رات کو دیا ہوا دان کہتے ہیں
دنیا میں جو دان نہ کرے اس کو نادان کہتے ہیں

---

13 جو باہر کے ناداروں کو نادار کہتے ہیں اُسے ہی تو نادان کہتے ہیں
اندر کے ناداروں کو دانا کہتے ہیں وہ اندر ہی کے نادار ہوتے ہیں
کسی نے چھوڑا جب ہی تو تو نے رکھا

---

14 خود کو اتنا ہی پسند کرو اپنے ہی اندر میں کسی اور کے لیے جگہ چھوڑو اپنے اندر میں

---

15 ادب کر تو ہوگا بعد میں ادب ہی تو تیرا ہوتا ہے

---

16 تو چھوڑے گا کوئی اور تو رکھے گا
کوئی اور چھوڑے گا تو تو رکھے گا

---

17 تو تو تو بھی نہیں تو نہیں کیسے ہو سکتے ہو
کچھ نہیں کچھ نہیں مٹی بھی نہ خاک بھی نہ

---

18 ہر کوئی آپ جانے ہر کوئی جانے آپ
ہر کوئی دیکھے آپ ہر کوئی چکھے آپ

شاکر ضامن

1 اللہ کے بندوں پر یقین کرکے بگڑے گا کیا
اور یہ نہ تو کرکے کمالیں کرلینگے گے کیا

---

2 کوئی کسی اور کے مال کو بڑھا کے یا گھٹا کے بتائے وہ خود بھوکا ہے

---

3 آدھی صدی عمر میری میں مجھے دوست نہ ملا
تیری عمر میں آدھی صدی کی نقصان سے بچایا اور بچالیا

---

4 غصہّ آکر پہلا حملہ اخلاق پر کرتا ہے
غصہّ اپنا عقل کا مغز پھاڑ کر تو آتا ہے
غصہّ عمل میں جاہل کا ساتھی اور اُسی کے ساتھ یاری ہوتی ہے

---

5 قیمت انمول صرف تیری ہے اُسے مفت میں تو بیچ سکتے ہو لیکن سستے میں نہیں بیچو

---

6 تیرے خون کی تھیلیوں کی کوئی قیمت نہیں
ایک تیرا ناخن نکال کے تو دیکھ پتہ چل جائے گا تجھے

---

7 کامیاب بمقابلہ خوشی اور غمی، غمی کو خوشی سے خوشی کو غمی سے آدھا آدھا کرلو

---

8 غم کے بعد خوشی کی تیاری کے لیے لگ جاؤ
نہ کہ غم سے غمگین ہو کر وقت نہ گنواؤ
رات کے بعد دن آنے کی اُمید کرو

9

دن کے بعد جو رات اندھیرے کی تیاری میں دُشواری ہو گی اُس ہی کا خیال کرو
کامیابی پر پھر خوشی نہیں مطمئن ہو گا اور دُکھ و غم میں پریشان نہ ہو گا

10

رات اندھیرے کا نام نہیں تیری اُمید کا نام ہے
دن اُجالے کا نام نہیں آگے اندھیرے ہونے کا اعلان ہے

11

اندر کے کارخانے کی مشین کا نام ہے توکّل جو باہر آکر نہیں چلتی
سبب اسباب باہر کی مشین ہے یہ اندر نہیں چلتی

12

جو منجانب اللہ ہو جاتا ہے وہ ہی تو منجانب میری طرف سے
جو اللہ کا حکم منجانب تیرا وہ منجانب انسان کا ہوتا ہے

13

میرے عقیدے کے کوئی مترادف کیوں نہیں ہوتے یہ اور دنیا والے
یہی بات سمجھ سے باہر ہے کہ جب مترادف میں بھی مترادف سے بھی وہی ہے

14

سچ سچا صدیق کی تصدیق ہو میرے رفیق کی وہ کیا کمانے میرے نمانے خود تھے
سب سہارا میرا سارا سلوک مجھ سے سچائی اُن کے آگے ختم شُدہ تھے
دن کو کہا رات اور رات کو کہا دن جمعہ منانا ہے ہم کو بدھ تھے

15

میری طرح کوئی کیوں ہو میں کیوں نہ ہو جاؤں
میری طرح بھی اللہ ہے تیری طرح بھی اللہ ہے

---

16 توکّل وہ ہے جس نام بھی نہ لیا جائے ظاہر بھی نہ کیا جائے
سبب اسباب وہ ہیں جو کیے بھی جائیں اور لیے بھی جائے

---

17 توکّل اللہ کو ظاہر کرنا دنیا کا کارواں کا تسلسل
اور توازن بگاڑنے کے مترادف ہے

---

18 توکّل کبھی سبب کو خراب کرتی ہے، کبھی سبب توکّل کو خراب کرتی ہے
توکّل کبھی اسباب کو بگاڑتی ہے، اسباب کبھی توکّل کو بگاڑتی ہے

---

19 اللہ چاہے تو جہاں مٹی خزانہ بنا دے
اور جہاں خزانہ مٹی بنا دے

---

20 کام میں کمینہ وہ ہے جو چوکیدار ہوکر نیند کرے
واقعہ ہوجانے کے بعد تو بات ہی ہوگی جیسی گوگلی گیند کرے
پیاس تو بجھ جائے گی ندی کے پانی سے بھی کیا وہ پانی جو گند پر بوند گرے

پہلے سے

ہادی کی ہدایت اگر نہ ہوتی حسد حد سے گزر جاتا حال میرا
حماقت بھی ہوتی شرارت بھی ہوتی ورنہ عزر ہو جاتا میرا
حق کی بات ہادی کی ہدایت سے ہی سمجھا ندامت کے نظر ہو جاتا میرا
حیثیت کی حقیقت کون مانتا ہے ورنہ حال حشر سے گزر جاتا میرا
پہلوں میں دل تو پھر میرا کیوں لوتھڑا گوشت کا لگ جاتا میرا
جمال دیکھا یا کمال دیکھا احوال سُنایا محمدؐ کا میرے مالک نے حال میرا
حرکت میں برکت ہے یہ تو سُنا تھا حرام سے بُرا حال ہوا میرا
پُکارنے سے پہلے پکڑا گیا پہل جو میں نے کر دی تھی ببال ہوا میرا
تھک تھکا کر تھال میں دل تھام کر کوئی تھامے ہاتھ میرا
لگایا جاتا پہلے ہی میرے دل داروں درد کا علاج ہوتا میرا
دم میں دم ہے تو ضرور ہو گی شاکر کا دل کہے دما دم میرا

شعر: کرنا نوازنا نہ چھوڑوں گا ان کی بے مروتی کی وجہ سے
ہم تو اُن کے ایک اشارے پر ہی مر مٹتے ہیں یہ دنیا کیا ہے

اشعار

1

پاک صاف سے میرا واسطہ نہیں ہے
نیک نمازی سے میرا رابطہ نہیں ہے

2

اوہ! تیری اُداسی کا یہ مطلب کہ ہم یاد ہیں
اُداس سے بھی اُداس ہیں ہم لیکن تیرا نام زبان پر نہیں آیا

3

نصیب کسی کا اُدھار بھی مل جاتا ہے
کسی کے ساتھ لگ کے بھی مل جاتا ہے
نصیب ایڈھاک پر بھی مل جاتا ہے
نصیب کرائے پر بھی مل جاتا ہے

4

میرے وحدانیت کے میخانے میں کچھ شور ہوا دل کا کوئی چور ہوا
واحد کے نام کا جو گھر تھا اُس میں ایک غور ہوا تو لالچ کا دھواں ہوا

5

فراخ دل سے ہی بنتی ہے جنت یہی روحوں میں مانگی تھی منت
سچے دل سے کریں گے سُنت ملے گی جنت چلے جاؤ گے اس جہاں سے لے کر سُنت

اشعار و اقوال

1 علم اور عطا میں فکر کر اتنا شاکر
علم جوڑ توڑ ہے عطا علم سے ہی ہوتا جاتا

---

2 قول:- عطا وہ ہے جو علم اُس کے آگے آگے مشعل کا کام کرتا ہے

---

3 علم وہ ہے جو حاضر کرنا پڑتا ہے
عطا وہ ہے جو ہر جا ہرجاہی ہوتی ہے

---

4 ایک دن حادثہ دیکھا کافر کہہ کر مسلمان لے آئے پکڑ کر
خنجر اُس کی چھاتی پر دے مارا دل سے اللہ کی آہ نکلی
جو کافر تھا جو مسلمان دونوں ایک ہی دیکھی شکلی
پھر کافر کا فتویٰ کس نے دیا وہ بھی کافر یہ بھی کافر نکلی

---

5 اللہ پاس میں تو ہے میرے پاس
آیا ہوں میں پاس تب ہوا میرے پاس

---

6 مزے کی مزدوری مزید نہیں ہوتی شاکر
قبل از احتساب کر لے اپنا

---

7 میرے خیال میں اپنا تھا وہ میرا
میرے خیال میں ہے وہ کسی اور کا اپنا

انکساری

اوہ! درویش تیرا نہیں دیس تو یہاں پردیس سن او اویس
جگہ جلوہ جان نکال جمال جلال اُو جاہل جگ جہاں تیرا نہیں
بیماری بیزاری بدکاری بے حیائی بےحد بھاری
یاری نہیں عیاری ہے یہ ایسی دنیا ساری
دنیا پیاری بھاری آری دو دھاری بس کر انکساری
دنیا کے داد دنیا کو داغ دماغ یہیں چھوڑ کر شاکرؔ تیاری

مال ودولت

1 مال میں محبت رکھنا اپنے سے محروم ہو جاؤ گے
محکم نہ ہوگا دل ہے اُس پر مقرر اِس بات پر تو ہے

---

2 مال سے مدد مومن کا کام صرف اِس دنیا میں ہوتا ہے
محبت مومن کی اُس جہان سے ہی دل میں مقرر ہوتا ہے

---

3 زبردست تیری یہ بات اگر اپنے ہی من کو مات ہو
ذرّہ بھی وہاں تیری نہ چلے گی جمع مال کر کے جاؤ جمال ہی جلوہ تیرا

---

4 لا زوال ہوتا وہ گزارہ تیرا اس دنیا میں بغیر دولت کے گزرنا
گزر جاتی مال سے آسانی بھی فساد بھی تو کیا گزری گزرنا

---

5 جاہل وہ جمع چھوڑ جائے میری بات چلے دنیا کے کونوں میں
کہیں ایسا نہ ہو تیرے اس مجال سے فساد ہو دنیا کے کونوں میں

---

6 نمودار ضرور ہوگا فساد وجہ مال ملکیت تیرے سے ہوگا
نمرود بھی یاد ہے ہمیں پہلے ہمارے دماغ میں غلیظ آتا ہے پھر کچھ اور

---

7 دنیا ظاہری مدد کرتی تیرے مال کی وجہ سے اپنائیت کرتی ہے
زرا مال ختم ہو طوطاچشم ہوتی ہے یہ دنیا تیرے ہی فوراً سامنے

اقوال شاکر

1 ضرورت میں جائز ہے زر سے کام لینا کئی خصوصیت اللہ کی
حکم ہادی کا ہو مال کو مٹادے دیتا بھی جو دولت اللہ کی

---

2 دُعا اس بات کی کر شاکر مال میں مولا شفا دے دے
ورنہ دولت دنیا میں ہی عذاب ہو جاتا ہے تیرے لیے

---

3 جب آہی جائے مال اگر دیا اللہ کا شکر سے ہی پہلے سخا کی سوچ
جتنا دے اُتنا ہی آئے گا مال تیرے پیچھے اِس کو کرنے رفعہ کی سوچ

---

4 اگر مل ہی جائے مال تجھے اس ملک میں مدد معقول کی سوچ
وجہ بن جائے تیرے سب مال لٹوانے کے بعد سودا سستے ہیں

---

5 مال پر تو موالی بھی نہیں مرتا مرد کو تو معلوم نہیں مال کی بندہ اللہ کا
تو مال پر مرنے کا مکر کرتا ہے اور مقروض ہوتا ہے مفت میں اللہ کا

---

6 منزل میں اگر مشکلات دیکھو اگر منزل بھی مشکل کے ساتھ ہی سفر کرتی ہے
منزل معاملا من ہوتا ہے دماغ سے بزدلی کو جھڑک دینا دلیری کو دل سے پکڑ لینا

---

7 پاگئے وہ لوگ فلاح و بھلائی دودھ کے ساتھ ملائی اگر ہادی ساتھ ہو خیال اِدھر سے
اُدھر رہتا ہے تصور کبھی اللہ کبھی واللہ عالم شیطان اگر ہادی نہ ساتھ ہو

---

8 بقاء کی منزل نہیں ہوتی مرنا ہوتا ہے اِن سب کو حقیقت کہتے ہیں
مر جانا محمدؐ کے نام پر صرف بغیر دیکھے نبی کو اس کو رفیقت کہتے ہیں

اقوال واشعار

1

پھر مرنا ثواب ہوتا ہے جینا گناہ کہلاتا ہے حق ہو یا حق نہ ہو
دونوں میں فرق ہی تو ہوتا ہے شاکر جیسے شکور اور مشکور ہو

2

رفع حاجت ہو جائے اگر تیری آسانی سے پھر بھی نہ سونا
حاجت کی بھی حاجت ہوتی ہے تمہیں سوتے کو بھی ہرا نہ دے

3

فلک پر نظر رکھنا تیرا کریفہ تو ہو سکتا ہے مومن ہو جائے ضروری
فاسدوں کی بھی نظر ستاروں پر ہی تو ہوتی ہے اللہ کی نظر میں وہ غیر نہیں کردار ہے نہیں

4

نظریں جھکانے سے کیا بنتا ہے ہو سکتا ہے تمہیں گردن کی کوئی بیماری ہو
دل کو جھکاؤ جو نظر ضرور آئے صلہء رحمی کر کے جو بیشماری ہو

5

لاتعلق رہنا میرے ساتھ تیرا ظاہر میں میرے مولا ہے
ظاہر بھی کر دے مخلوق اپنی ہی کے سامنے شاکر کو، شکور مولا ہے

6

وفا کروں گا اگر میں محمدؐ سے تو پھر تو مومن کہلاؤں گا میں
وفا مخلوق سے نہ کروں کیا وفادار کہلاؤں گا اللہ پھر تجھے کیسے بھلاؤں میں

7

جمان کے بھی اور جھان ہونگے جمان کے بھی کوئی جمال ہونگے
ہم تو اس چھوٹی دنیا کو بھی گندہ آلود کرنے پر تلے ہوئے ہیں

8

میری ماں تو کیا ماں ہے اللہ کی ماؤں ہر خاص عنایت صرف عورت نہ سمجھ تو
مرد مومن جو ہوتے ہیں ماں سے ہی بنتے ہیں ماں سے محمدؐ بنتے ہیں

اقوالِ شاکر

1 مکار کے قریب میں نہ تیرا نہ وطیرا نہ رہے اِس دنیا میں
جانا ہے اگر تجھے کسی بھی منزل پر مومن بَن محمدؐ کا

---

2 مرد سے موت کیا لے گی زندگی کے سوا وہ تو واپس کرتا ہے
موت مرد کو کیا دے گی لیکن وسیلا تو ضرور ہے اللہ سے ملانے کی

---

3 موت موت کر کے بھلایا نہ کر میرے سنسار اگر نہ ہونا پڑے شرمسار
موت تو زندگی ہے دائمی ہونے کے لیے تیار ہوں لینے وقار

---

4 جگ میں بھی جوگاڑ سے نہ رہوں گا پھر جرم سے کیسے بچوں گا
جاگ کر جیوں گا اوروں کو بھی جگاؤں گا پھر تو موت سے سجوں گا

دوست اللہ

انوارالٰہی

اللہ کے دوست کو چھوا بھی دیکھا بھی ہے
اللہ کے یار کو پرکھا بھی ہے چکھا بھی ہے
اللہ کے پیار کو لیا بھی ہے سیکھا بھی ہے
اللہ کے انوار کو دیکھا بھی ہے رکھتے دیکھا بھی ہے
اللہ کے نور کو دیکھا بھی ہے پرکھتے دیکھا بھی ہے
اللہ کے دور کو نزدیک سے دیکھا بھی ہے رہتے دیکھا بھی ہے
اللہ کے بقار کو دیکھا بھی ہے رہتے دیکھا بھی ہے
اللہ کے درد کے شاہوکار کو دیکھا بھی چھوا بھی ہے
اللہ کے عاشق فقیر کو دیکھا بھی ہے دھوا دیکھا بھی ہے
اللہ کے بھگت کبیر لکھا دیکھا بھی ہے پڑھا بھی ہے
اللہ کے کمال بھی دیکھا ہے اللہ کی قلیل بھی اللہ کا مر بھی دیکھا ہے
اللہ کے قدرت بھی قُل دیکھا ہے اللہ کا قیام بھی دیکھا ہے
اللہ کے کرشمے بھی دیکھے ہیں اللہ کا کرم بھی دیکھا ہے
اللہ کا جمال بھی دیکھا ہے اللہ جل جلال بھی دیکھا ہے
اللہ کے خلق میں بھی دیکھا ہے مخلوق میں بھی دیکھا ہے
اللہ کو شازینوں میں بھی دیکھا ہے شاکرنے نمانو میں بھی دیکھا ہے
اللہ کے شکور میں بھی دیکھا ہے اللہ کو مشکور میں بھی دیکھا ہے

ق-م-ت- کی نشانی

رہزن کی بھی اگر رازداری ہو گی تو مجرم کی بھی پاسداری ہوتی ہے
فخر ہے تو حرام کھانے میں بے ایمانی میں اُن کی ایمانداری ہوتی ہے
گناہ کر کے اکڑتے ہیں ثواب پر بھڑکتے ہیں زرہ بھی نہ شرمساری ہوتی ہے
ساتھ کے ساتھی تنگ ہوتے ہیں پڑوسی کو بھی آزاری ہوتی ہے
پھر تو یذید پر بھی غدرداری ہو گی تو میری تو سوچ آزاری ہوتی ہے
آج کا مسلمین نہیں مسلمان ہے گناہ تجوری میں بیشاری ہوتی ہے
قائم کام ہوتا رضائے الٰہی نہ ہو قصور کر کے آج بھی صرف قصوری ہوتی ہے
اللہ چاہے کچھ دینا تمھیں پھر تیری عیاشی کرنا بڑی مجبوری ہوتی ہے
اپنے ہی جمع کرتے ہیں جرائم کو جرم سے بھری الماری ہوتی ہے
جھوٹ بک رہا ہے سرِ بازار حکمراں پہلے خریدار ہیں سودا بھاری ہوتی ہے
خراب کرتے ہیں کر کے کام کاہلی کا یہ عالم کو اب پتہ نہیں گناہگاری ہوتی ہے
قیامت سے پہلے ہی قیامت ہے سُن اور بول سچ کی بات کراری ہوتی ہے
شرم حیاء کا کچھ نہ بنتا فیشن نئے سے شاکر کی توبہ ذاری ہوتی ہے
روزی میں سما گیا ہے حرام منہ میں ایسا لگتا ہے جیسے ماہواری ہوتی ہے
اب یہ عام عقل کی بات ہے حق کھا جانا جیسے بُرائی پر سواری ہوتی ہے
گناہ معلوم ہے پھر بھی معافی کے نام پر کرتا ہے پھر ثواب پر بوبھاری ہوتی ہے
ایسا اکثر ہوتا ہے جو ہم جو بیچتے ہیں وہ یہ ثابت ہو وہ نہیں سوچتے ہیں
ایسا اکثر ہوتا ہے جو ہم اندر میں کچھ اور باہر سے کچھ نقلی سجا دیتے ہیں
ایسا اکثر ہوتا ہے جو ہم ایک ہاتھ کچھ دکھاتے ہو دوسرے میں کچھ دبوچتے ہیں
ایسا اکثر ہوتا ہے جو ہم اپنے کو بچاتے ہیں اوروں کی ٹانگ کو کھینچتے ہیں
ایسا اکثر ہوتا ہے جو ہم سب سارے سچ کو ایک طرف جھوٹ کو گھسیٹتے ہیں
ایسا اکثر ہوتا ہے جو ہم دین کی دولت نہیں دولت دنیا کی سمجھتے ہیں
ایسا اکثر ہوتا ہے جو ہم سب اب ایسے کُفر کا ساتھ اور سچ کا بُجھا دیتے ہیں

دُعا دوستوں کو

کاش کہ اللہ ایسا ہوجائے ویسا نہ ہوجائے نہ کہ قسمت ہماری ہوجائے
کاش کہ ہادی ایسا ہوجائے بہادر پر حیدر کا سایہ ہوجائے
کاش کہ قادر ایسا ہوجائے بہادر سچ کا بہادر ہوجائے
قادر ایسا ہوجائے قد بہادر کا قائم کھلی کھڑکی دل کھلا در ہوجائے
کاش کہ بابل ایسا ہو جائے بہادر کی سہی مادر ہوجائے
قدیر ایسا ہوجائے زمانے میں بہادر کی قدر ہوجائے
کاش کہ ایسا ہوجائے بہادر کا ایسا نام نادر ہوجائے
کاش کہ ایسا ہوجائے حکم ایک صادر ہو جائے سادھ بہادر ہوجائے
کاش کہ ایسا ہوجائے عاشق علی جیسا قادر ہوجائے
کاش کہ قادر ایسا ہوجائے نمانو کی بہادر پر چادر ہوجائے
کاش کہ ایسا ہوجائے بہادر کی عزّت اور بھاؤ آدھر ہوجائے
کاش کہ ایسا ہوجائے بہادر کے ساتھ رجوع قلندر ہوجائے
کاش کہ ایسا ہوجائے پہلے سے بھی اچھا بہادر تیرا مقدر ہوجائے
کاش کہ اللہ ایسا ہوجائے عرض پورا ضرور ہو واصف علی کی طرح آصف ہوجائے
کاش کہ ایسا ہوجائے اپنا ایک جہاز ہو جائے پیارا پرویز کی طرح پرواز جہاز ہوجائے
کاش کہ ایسا ہو جائے میری قائم نماز ہوجائے
کاش کہ حلال کمائی ہوجائے حق نواز صرف حق ہی نواز ہوجائے
کاش کہ اللہ ایاز بھی ہو جائے اپنا ہم نواز ہوجائے
کاش کہ فضل فیض پر اللہ فیاض ہو جائے قائم نماز ہوجائے
کاش کہ ایسا ہوجائے بشیر کرے اچھا شبیر جیسا اویس ہوجائے
کاش کہ قادر ایسا ہو جائے مقبول کی بھی مقبول دُعا دنیا ہی میں ہوجائے
کاش کہ آقا ایسا ہوجائے رجب اچھا عجب ہوجائے

کاش کہ مالک عرض ضرور پورا جان محمدؐ واقع ہوجائے
کاش کہ عرض رمز تیری ہو جائے دل میرا تیرا عاجز ہوجائے
کاش کہ ایسا ہوجائے میرے سجدے میں ساجدہ کے لیے میرا سجود قبول ہوجائے
کاش کہ ایسا ہوجائے ارشاد کے لیے دُعا بار بار ہوجائے
کاش کہ ایسا ہوجائے افتخار کا وقار اس دنیا میں بڑا ہوجائے
کاش کہ ایسا ہوجائے قادر کا قربان پر قرب قائم ہوجائے
کاش کہ ایسا ہوجائے من میں سکندر کا مندر میں آواز ہوجائے
کاش کہ ایسا ہوجائے زین کی یہ آواز ہو جائے قائم اس کی نماز ہوجائے
کاش کہ ایسا ہوجائے اویس کو بیاز ہو جائے اخلاق اس کا فیاض ہوجائے
کاش کہ ایسا ہوجائے علی کا ایک اپنا جہاز ہو جائے خیال اُس کا پرواز ہوجائے
کاش کہ اللہ ایسا ہوجائے شفقت کی قسمت پر سبقت ہوجائے
کاش کہ اللہ ایسا ہوجائے امداد کی امداد ہو جائے میٹھا کماد ہوجائے
کاش کہ اللہ ایسا ہوجائے اللہ تیرا عبد عابد ہو جائے تیرے راغب ہوجائے
کاش کہ اللہ ایسا ہوجائے مسجد میں جیسے محراب ہے میرے لیے محراب ہوجائے
کاش کہ اللہ ایسا ہوجائے خدا کرے پناہ کو تیری پناہ پوری میری انّا ہوجائے
کاش کہ اللہ ایسا ہوجائے علی عیسیٰ ویسا نہیں اب ایسا ہوجائے
کاش کہ اللہ ایسا ہوجائے ذکر اللہ سے ذاکر صابر شاکر باقر ناصر آصف نصر اللہ قریب ہوجائے
کاش کہ اللہ ایسا ہوجائے ذکر یا زین زمانے میں ہی جاگ جائے یہ ہوجائے

نورانی نامہ

نفرت نہ ناراش نہ ناراض پھر بھی نم آنکھوں میں ویرانی آگئی
نفع نہ نقصان کے ناتے ہو گئے اتنے میں ایک شخصیت نورانی آگئی
بات بھی بن جاتی ہے پہلے اس منہ میں ہو جاتی بات بیگانی آگئی
نعت بھی شاعت بھی پھر تو نام نعمت پاس نعمانی آگئی
آس تو بھی تھی آستانے کے نمانے کی آسمانی آگئی
میرا مشکل میں معاملا پڑ گیا دیکھتے ہی دیکھتے مدد پھر رحمانی آگئی
کام کا کاندھا کافی تھک چُکا تھا پھر کرم کی کرمانی آگئی
ملتے ہیں جب نورانی ذکر وحدانیت غوث پاک کی بات یاد محبوب سُبحانی آگئی
مِلا جب نورانی ملایا اُس نے نمانا پھر قرآن دل کی زبانی آگئی
مرد مومن کی بات کو عام نہ سمجھ غور کرو گے تو آیت قرآنی آگئی
دیکھ کر مزار کو اپنے ہی اندر جیسے روشنی ایمانی آگئی
شاکرؔ تو کبھی کا اُشاعت کے انتظار میں کوئی مجھ کو آزمانی آگئی

دُعا

جو ہوتا ہے ہونے ہی دیجئے ایمان میرا پورا کر دیجئے
وفا کے بدلے جفا نہ ملے یہ میرا معاملہ حل کر دیجئے

تو نے تو کر دیے وہ کام، ادھورے جو تھے
لت پت جھوٹ میں برائی سے شرابور ہم بھرے تو تھے

سب تعریف سب تاریخ تیری سب تالیف تیری معافی کی طاقت تیری
چاہت میری ساعت میری ساعت تیری معافی کی صداقت تیری
دُعا میری دوا میری درد میرا داروں تیرا معافی کا دلاسہ مام تیری
دل میرا دیرا تیرا عاجزی میری سویرا ہے رات تیری

جیسے تو آنکھوں سے جہان دیکھتے ہو
جب تو تجھے جہان ماہان دیکھتا ہے

اللہ تو دیکھ رہا ہے صبح شام

مذہب کے ساتھ کیسے چلتا ہوں غیر مذہب کے کیسے چلتا ہوں ساتھی اور پارٹنروں کے ساتھ کیسے چلوں، میں بیوی کے ساتھ کیسے چلتا ہوں، بچوں کے ساتھ کیسے چلتا ہوں، پڑوسیوں کے ساتھ کیسے چلتا ہوں، رشتے داروں کے ساتھ کیسے چلتا ہوں، بھائیوں کے ساتھ کیسے چلتا ہوں، اپنے پڑھے لکھے اسٹاف کے ساتھ کیسے چلتا ہوں، اَن پڑھ کے ساتھ کیسے چلتا ہوں، اپنے ملازموں کے ساتھ کیسے چلتا ہوں، امام کے ساتھ کیسے رہبر کے ساتھ شاکر جیسے چلتا ہوں یہ اللہ کا احسان اور شکر ہے کہ اس نے سب کے ساتھ چلنے کا گرُ سکھایا۔

اشعار و اقوال

1
برملا جو اللہ کہتے ہیں یہ سب کو اللہ کہتے ہیں یہ ہی برملا ہے
حق تو ہے جو یہ برملا ہے جس کو دیکھ وہ برملا تو دیکھا دکھتا ہے

2
دھمکی کو میں دھمال کرتا ہوں کیونکہ دھندا میرا یہ ہے
دھول ہیں دھمکی دینے والے میرے لیے دھنواں بھی ایسا ہی ہے

3
عرش تو میرے اندر ہے آسمان میں من ڈھکا ہے اندر نمانا ہے میرا
اپنی دنیا پہنچانا ہے جو ایسے سمجھے کوئی سمجھے اپنا سامان سمانا آسمان میں

4
رک رخسار دیکھا جب رب دیکھا اُس کی رمز میں
چلتے چلتے کچھ نہ سمجھا رک کر بات بن گئی محبت کی غرض میں

5
رزاق سے رزق مانگے بغیر ملتا ہے اُس کی پھر رضا پر کیوں اُچھلتا ہے
رحمٰن سے رحمانی مانگ تیرا کیا بگڑتا ہے بس تیرا خواہشوں پر دل مچلتا ہے

6
جوانی عمل کا نا ہے بوڑھا پن کیفیت کا نام ہے
اگر چہ جوان ہو عمل نہ ہو تو وہ بوڑھا ہے
سوچ بوڑھی ہو تو چل جائے گا بوڑھا اگر جوانی جیسی سوچ میں جڑا ہے

اقوال شاکر(1)

1 کچرا لیتے ہو خرچی کے نام سے رشوّت لیتے جو پھر اچھا کہتے ہو
کچرا دماغ میں بھرتے ہو آہیں بھرتے ہو پھر پھنستے ہو کبھی تو روتے ہو پھر ہنستے ہو

2 آپ خود خدا اپنی غرضی کے لیے اپنے ہاتھوں سے بُت بنا کر پھر اُن سے شکوہ کرتے ہو
اپنے ہی من کے اندر میں بُت اِدھر اُدھر بیٹھاتے ہو بُت کی طلب نہیں خود شیوا کرتے ہو

3 تجھے افتتاح کا نہ انتہاں کا بھی پتہ نہیں پھر بھی ابتدا کی انتہاں کی بات کرتے ہو
انجام ہے لیکن جاننے کی بات کرتے ہو اپنا سوچ تیرا آنا کب اور جلد جائے گا

4 سچ ستارے کی طرح چمکتا ہے لیکن سچ چمکتے نہیں ایک سچ تو ایک ستارہ چمکے گا لیکن کہتے ہیں چمکنے سے
بات سے پیٹ نہیں بھرتا جیسے کام کے بغیر سیٹھ تنخواہ نہیں دیتا کوئی کسی کے لیے نہیں مرتا

5 دنیا میں جس انسان کی شاخ ساکھ نہیں یہاں وہاں کیا کماتا
سچ بول کر چمک تو جاؤ دین میں بھی دنیا میں بھی پیٹ تو اللہ ہی بھرتا ہے
جانور بھرتے ہیں اللہ کا وعدہ ہے رزق کا پھر آہیں کیوں بھرتے ہیں اور اللہ بھرتا ہے

6 صرف ابجد ہیں میرا اقوال کوئی سمجھے ابجد معلوم کرو پھر اعتبار کرو
ایک ایک لفظ میں ورق چھپا ہے ایک الفاظ چھپا ہے کتاب یہ پتہ قرآن سے کرو

7 اگر تم ایک نوکری سے دوسری نوکری تک چھلانگ لگا سکتے ہو
کیوں نہیں دماغ سے چھلانگ دل پر لگاؤ تو بات ہی بن جائے گی

8 تقاضے اور تنازعے میں مصنوعی سہولت لیتے ہیں یہ جلد ہی گھروندہ مٹی کا بُت ہوتا ہے
جیسے گھروندہ گرتے ہیں نہ تو کسی کو پتہ چلتا ہے نہ کسی اور کو نقصان ہوتا ہے
دوبارہ گھروندے کا نشان بھی نہیں ہوتا

9 امیری کی بلندی سے گر کر غربت کی تہہ پر پڑجائے تو اس کو گرنا کہتے ہیں
غربت کو پھر اُٹھایا جا سکتا ہے، امیری کی بلندی پر
وقار سے جو گِرے تو اس کو گرنا نہیں کہتے
وقار تو شیرازہ ہے یہ بکھر سکتا ہے
اگر وقار کا شیرازہ بکھر جائے تو اس کا سمیٹنا مشکل ہے

10 وقار اگر بھرم سے بنایا ہے تو بہرحال بھرم ٹوٹے گا یہ بھولنے سے بھی نہ بھلائے

اقوال شاکر (2)

1 کمال کو زوال ہے پھر زوال بھی تو کمال ہوا
شاکر بیچ میں گزار نہ کمال بہتر نہ زوال بہتر

2 لہو گرم ہی ہوتا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں
سر پر آئی جو مصیبت ٹھنڈا ہے کہ گرم یہ اِس وقت کی بات نہیں

3 روز بروز گھٹ رہا ہوں یا بڑھ رہا ہوں کوئی پتہ تو بتائے مجھے
عمر بڑھ رہی ہے طاقت کم ہو رہی یا دونوں ختم ہو رہی ہے یہ بتائے مجھے

4 ہنسنے کا بھی حُسن ہے تبسم سے کم ہے مسکرانا مسخر سے نہیں محبت سے
ہم ہوں اور تم کبھی ہوں نہیں چلے گا محبت کا درس ہے دار رسی صحبت ہے

5 دی دولت تن میں دِیا جلایا من میں بھی دُعا دوا کا طب کر دیا
طلب ہے تجھ طیب سے توبہ کے درزارے توازن سے کھول دیا

6 اس جھولی میں تو جھول ہے اگر دل کی جھولی چھاج کی طرح ہے میری
دُعا جھولی اس میں پڑی اس جھولی میں چھید تھے بھید میں دُعا چھن نہ سکی دوا میرے لیے

7 فہم جو جتنا ہوا اندر موجود ہوٰ گمان کی حد تک ہو
یہ کوئی بھید نہیں حد کی بھی ایک حد اندر اپنے پر نظر ہو باہر کی صرف خبر ہو

8 بھید میں جو چھید وہ اپنے ہی کھیل کا اختتام ہے باقی رہنا خام خیال ہے
چھاؤں دھوپ دونوں ایک دوسرے کی نشانی دھوپ بھی ہے چھاؤں بھی ہے
کہیں چھاؤں کی قدر کبھی دھوپ کی قدر یہ بھی لازم مظلوم ہے

---

9 مخلص مختلف قسم کے ہوتے جو اجنبی راستے میں سلام کرتے وہ بھی مخلص ہے
مخلص جو مفلس سے ہو درجہ اوّل کی مخلص ہے سچی بات خاص خصلت ہے

---

10 مفلسی میں فقیر تو مخلص رہتے ہیں یہ عجیب بات خود فاقے میں رہتے ہے
مفلس کے سخی ہوتے ہیں انجان شخص سے بھی سخاوت کرتے ہیں سب کا ہر چیز میں حصہ رکھتے ہیں

---

11 محبت میں اسلام چھپا آذان میں نہیں تو بُلاوا ہے کوئی آئے تو سہی
قربانی قرآن میں بکرے کی نہیں قریب دل تیرا قربان کر پھر قربانی قائم ہوتی ہے یہ کل بھی آج بھی

اقوال شاکر(3)

1 تیرے من میں مندر جو اُس میں مہربان کے محراب بنایا ہے اُس میں بیٹھا اُس ملّا کا وعظ کیا ہے
مسجد میں محراب ہے وہ اینٹ پتھر کا ہے اُس میں بیٹھ کر ملّا سخت ہی بات کرے گا سُن نرم گداز والے کے محراب میں سے

---

2 بات کی تحقیق کرنے کی عادت ڈالو اگر اس پر عبور ہو گیا
تو ہمیشہ کے لیے غصّہ تمہارے جانچ پڑتال کے رسیوں اور زنجیروں سے بندھا رہیگا

---

3 انسان کا بھلا فناہ ہے اگر نہیں ہونا پھر شاکر کی صلح ہے
محمدؐ کی کر ثناء ہے نہ کوئی کر بہانہ یہ میرا کہنا ہے

---

4 پینے سے پیغام ملا پیار کا پاپ دھونے کا گُر ملا ہے ثواب سونے کا
پیالہ پیا جب پیار کا خود خدا کو دیکھا اِن خود کی آنکھوں سے یہ ملا مرشد کا کہنے کا

---

5 ایک دفعہ ہو جائے دھوکہ پھر وہاں ہی سے آئے دھکا اس انسان پر دھتکار ہے
وہ اندھا ہے جس کا یہ دھندا ہے یہ دھول آنکھ کی کام بھی گندا ہے

اللہ کی تلاش میں قریب وہ نہ آئے قریب

کوئی کہتا ہے خدا خود میں سمایا کوئی اللہ کوہ طور پہ آیا مجھ پر نہ آئے
میں نے نہیں پایا تو وہ مجھے پائے
جنگل میں دیکھا نہ ملا، سمندر میں دیکھا نہ ملا، کوئی ملے پوجے ماتا گائے
میں نے نہیں پایا تو وہ مجھے پائے
سر یر میں ہے سُنا ہے دلیل ہوتا ہے، سنا کوئی دھوپ میں بھی ان کے سائے
میں نے نہیں پایا تو وہ مجھے پائے
اندر باہر اوپر نیچے جو دیکھا ہم نے اُن کو کچھ بھی نہیں اللہ نہ نظر آئے
میں نے نہیں پایا تو وہ مجھے پائے
دلبر میں ڈھونڈا صنم پر بھی غور کیا محبوب کی کھوج کی کسی نہ دی رائے
میں نے نہیں پایا تو وہ مجھے پائے
کھانے کھٹے میٹھے بڑے کھائے، شہد بھی چاٹا، کڑوے ہریڑ کھائے
میں نے نہیں پایا تو وہ مجھے پائے
تصّور کی بھی کوشش کی خیال میں آجائے، ذرہ بھی آجائے خیال بھی ہوئے ضائے
میں نے نہیں پایا تو وہ مجھے پائے
آئے کی مہمانی بھی، کی کسی کا مہمان بھی، ہوا کر دیکھا یہ سب گندے مندے بھی مجھے بھائے
میں نے نہیں پایا تو وہ مجھے پائے
پاک صاف کہا بدن کو پاک پائی سے سارے سنسار کو نہوایا اور نہائے
میں نے نہیں پایا تو وہ مجھے پائے
ماما مامی، بھابھی بھائی، نانا نانی، ماسی تائی، چاچے نہ تائے
میں نے نہیں پایا تو وہ مجھے پائے
آگے پیچھے دیکھا، شمال جنوب مغرب اور مشرق بھی دکھا، دایاں نہ بائے
میں نے نہیں پایا تو وہ مجھے پائے
بلبل کے چمن سے معلوم کیا پر نہ ملا پپیہا کی کوئے کی کائے کائے
میں نے نہیں پایا تو وہ مجھے پائے

مذہبی جگہوں کی تلاش کی، گرجا گھر اور مسجد میں بھی، مندر دئے جلائے دیئے
میں نے نہیں پایا تو وہ مجھے پائے
مقدر میں کیا ہے تقدیر پھر کیا ہے، نصیب کیا بلا ہے یہ سب کئے
میں نے نہیں پایا تو وہ مجھے پائے
پنڈٹ پادری سے بھی بہت معلوم کیا، ملّا مولوی سے پوچھا، نہ ملا جواب قدموں میں بھی نہ پائے
میں نے نہیں پایا تو وہ مجھے پائے
راگ سیکھے گانے گائے، پڑھے سبق کرشموں کے بڑی نعت پڑھی، اللہ کے کلام گائے
میں نے نہیں پایا تو وہ مجھے پائے
غریب کے بھی قریب گئے، کچھ بھی نہ پائے زرہ ایک بھی، اپنے اوپر ظلم بڑے ڈھائے
میں نے نہیں پایا تو وہ مجھے پائے
لڑنے میں بھی نہ ملا جھگڑے میں بھی نہ دیکھا، یہ عجیب دیکھا خود بھی لڑا مخلوق سے اُن کو لڑائے
میں نے نہیں پایا تو وہ مجھے پائے
ملکوں مالک نظر نہ آیا، زخم کانٹا نہ پھول میں، گاؤں میں بستی دیکھی، گھروں میں دیکھا ڈھونڈا سرائے
میں نے نہیں پایا تو وہ مجھے پائے
سہارے میں نہ ہوا سوا میں نہ ہوا، آدھا میں نہ ہوا کبھی کاش من مندر میرے میں آجائے
میں نے نہیں پایا تو وہ مجھے پائے

اقوال

غصّہ جسم کا وہ زلزلہ ہے جو پورے جسم پر لرزا تو کرتا ہی ہے، لیکن بہت دراڑیں بھی ڈال دیتا ہے، کچھ دراڑیں بھر دی جائیں تو بھر جاتی ہیں کوئی دراڑ عمر بھر نہیں بھری جاسکتی۔

طویل عمر تجربہ تو ہوتا ہے اگر کوئی چاہے تو طویل عمر والے سے فائدہ حاصل کرے ورنہ بس لیکن طویل عمر کا تجربہ اللہ کا یہاں طویل ہی احتساب ہو گا وہاں تجربہ نہ چلے گا۔

مذہب

ہر مذہب میں جغرافیائی حالات بدل جاتے ہیں چاہے وہ زمین کے ہو یا دماغ کے دل کے جغرافیائی تبدیلی بھی وقت ے ساتھ آسکتی ہے زیادہ یا کم ہو جاتی ہے اسلام میں صوفیائے کرام نے پہلے سے زیادہ اسلام دل کے جغرافیائی ایراضی بڑھادی اور مذہبی عالموں نے دل کے دلایل سے کم کر کے دماغی دلایل میں اُلجھا کر مناظرے کرتے ہیں اللہ مناظروں میں نہیں دلائل اپنے دل و دماغ میں ہوں دل دلائل سے دماغ پر قابو پالے تو اللہ مل گئے بس۔

دنیا کے درد سے دراڑ پڑجائے آباد دل اُجاڑ ہوجائے لیکن فقیر اڑجائے جھوٹ سے لڑجائے عبادت سے آباد ہوجائے، آئندہ بہتر ہو جائے، پھر دراڑ نہ دے ڈر کے دنیا کے ڈبے میں بڑجائے